# اسلامی اخلاق

عالم فقری

[illegible]

# اسلامی اخلاق

علامہ عالم فقری

ادارہ پیغام القرآن
۴۰۔ اردو بازار۔ لاہور

297.7
120 ع
92039

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

نام کتاب ــــــــ اسلامی اخلاق
موضوع ــــــــ اخلاقیات
مئولف ــــــــ علامہ عالم فقری
تاریخ اشاعت ــــــــ ۲۰۰۸ء
تعداد ــــــــ گیارہ سو
ایڈیشن ــــــــ اوّل
زیراہتمام ــــــــ محمد محسن
سرورق ــــــــ حافظ حبیب اللہ
پریس ــــــــ کوالٹی پرنٹرز لاہور
قیمت ــــــــ 160 روپے

# فہرست


| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| اللہ کے احکام | ۷ | عاجزی | ۳۳ |
| اخلاقِ قرآن | ۱۷ | صلہ رحمی | ۳۴ |
| اچھا اخلاق | ۱۷ | شفقت | ۳۵ |
| اتفاق | ۱۷ | انصاف | ۳۵ |
| احسان | ۱۸ | شیریں زبانی | ۳۶ |
| اولوالعزمی | ۲۰ | اللہ سے امید رکھو | ۳۷ |
| توکل | ۲۱ | دانشمندی | ۳۷ |
| صبر | ۲۲ | تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم | ۳۷ |
| مہمان نوازی | ۲۴ | میانہ روی | ۳۸ |
| ایفائے عہد | ۲۴ | جسمانی طہارت | ۳۹ |
| عفو | ۲۵ | استقامت | ۴۰ |
| شکر | ۲۶ | اخوت | ۴۱ |
| اطاعت | ۲۸ | مشورہ | ۴۱ |
| قرض حسنہ | ۲۹ | ایثار | ۴۲ |
| تقویٰ | ۲۹ | احترام والدین | ۴۳ |
| غوروفکر | ۳۱ | امانت | ۴۴ |
| سچائی | ۳۱ | عورتوں سے اچھا سلوک | ۴۴ |
| پابندی وقت | ۳۲ | پاکیزگی | ۴۵ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| اظہار حق | ۴۶ | ۱۶۔اعتدال | ۱۲۷ |
| بردباری | ۴۷ | ۱۷۔سخاوت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۲۹ |
| مساوات | ۴۷ | ۱۸۔قناعت | ۱۳۳ |
| نصیحت | ۴۸ | ۱۹۔عدل وانصاف | ۱۳۵ |
| ارشادات حضور صلی اللہ علیہ وسلم | ۴۹ | ۲۰۔مساوات | ۱۳۸ |
| اخلاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم | ۷۲ | ۲۱۔زہد | ۱۴۱ |
| ۱۔حسنِ اخلاق | ۷۳ | ۲۲۔سادگی | ۱۴۳ |
| ۲۔حلم | ۷۸ | ۲۳۔شجاعت | ۱۴۵ |
| ۳۔صداقت | ۸۳ | ۲۴۔عزم واستقلال | ۱۴۷ |
| ۴۔پابندی وعدہ | ۸۶ | اخلاق خلفائے راشدین | ۱۴۹ |
| ۵۔تواضع | ۹۱ | اخلاق حضرت ابوبکر صدیقؓ | ۱۴۹ |
| ۶۔حیاء | ۹۴ | تقویٰ | ۱۴۹ |
| ۷۔عفو | ۹۶ | نصیحت | ۱۵۰ |
| ۸۔مہمان نوازی | ۱۰۲ | خوفِ خدا | ۱۵۰ |
| ۹۔حسن معاملہ | ۱۰۵ | سخاوت | ۱۵۰ |
| ۱۰۔حسن سلوک | ۱۰۸ | درگزر | ۱۵۱ |
| ۱۱۔ایثار | ۱۱۲ | تواضع | ۱۵۱ |
| ۱۲۔رحم | ۱۱۴ | نیک عمل | ۱۵۲ |
| ۱۳۔خوش کلامی | ۱۱۸ | پرہیزگاری | ۱۵۲ |
| ۱۴۔شفقت | ۱۲۱ | رزقِ حلال | ۱۵۳ |
| ۱۵۔خدمت خلق | ۱۲۴ | وصیت | ۱۵۴ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| عشق رسول | ۱۵۴ | خدمت خلق | ۱۶۷ |
| اللہ پر یقین | ۱۵۴ | بڑھیا کا وظیفہ | ۱۶۸ |
| سبقت | ۱۵۵ | مدد کا واقعہ | ۱۶۸ |
| خلافت | ۱۵۵ | محاسبہ | ۱۶۹ |
| مقام صدیق اکبرؓ | ۱۵۶ | احسان کا بدلہ | ۱۶۹ |
| کمال قناعت | ۱۵۶ | تدبر | ۱۷۱ |
| زہد | ۱۵۷ | اوصاف مسلمانی | ۱۷۱ |
| فقر | ۱۵۷ | اللہ پر بھروسہ | ۱۷۲ |
| مدح کلام | ۱۵۸ | عاجزی | ۱۷۲ |
| اچھا کام | ۱۵۹ | اظہار جرأت | ۱۷۳ |
| اخلاق حضرت عمر فاروقؓ | ۱۶۱ | حج کا فرض۔ | ۱۷۴ |
| خشوع و خضوع | ۱۶۱ | اصلاحی تدبیر | ۱۷۴ |
| روش | ۱۶۱ | حُبِّ رُسول | ۱۷۵ |
| نقش قدم | ۱۶۲ | ترک خواہش | ۱۷۶ |
| سادگی۔ قناعت | ۱۶۲ | ذہنی اصلاح کا واقعہ | ۱۷۶ |
| اتباع سنت | ۱۶۳ | رعایا پروری | ۱۷۷ |
| زہد | ۱۶۳ | تقویٰ کا درس | ۱۷۸ |
| پابندی عہد | ۱۶۳ | صبر کا اجر | ۱۷۹ |
| حق بات | ۱۶۵ | عدل فاروقی | ۱۸۰ |
| احساس | ۱۶۶ | [illegible]ت کا فیصلہ | ۱۸۲ |
| فیصلہ | ۱۶۶ | اخلاق حضرت عثمان غنیؓ | ۱۸۶ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| گریہ زاری | ۱۸٦ | زہد | ۱۹٦ |
| حیائے عثمانؓ | ۱۸۷ | محنت ومشقت | ۱۹٦ |
| مسجد میں قیلولہ | ۱۸۷ | سادہ کھانا | ۱۹٦ |
| سادہ لباس | ۱۸۸ | مزدوری | ۱۹۷ |
| بدلہ | ۱۸۸ | امانتوں کی واپسی | ۱۹۷ |
| مالی جہاد | ۱۸۸ | اخلاص نیت | ۱۹۹ |
| احساس | ۱۸۹ | نماز ایک امانت | ۲۰۰ |
| اتباع سنت | ۱۸۹ | فراست | ۲۰۰ |
| سنت وضو | ۱۸۹ | وضاحت۔ حلال وطیب | ۲۰۱ |
| کھانے کی ایک سنت | ۱۸۹ | اہلیت خلافت | ۲۰۲ |
| نذرانہ | ۱۹۰ | صداقت کا اثر۔ مذمت دینا | ۲۰۳ |
| ایثار کا نمونہ | ۱۹۰ | انصاف۔ ایثار ۲۰۵ | ۲۰۴ |
| مالی قربانی | ۱۹۰ | اخلاق حسنہ۔ فقر حضرت علیؓ | ۲۰۷ |
| فیاضی | ۱۹۱ | تقاضائے عدل، غلام پر رحم | ۲۰۸ |
| مسلمانوں کی خدمت | ۱۹۲ | انمول موتی | ۲۰۹ |
| حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت | ۱۹۲ | نکات اعتدال | ۲۱۸ |
| خلیفہ برحق | ۱۹۳ | نکارہ دانائی | ۲۲۳ |
| فرمان حضرت عثمانؓ | ۱۹۴ | اخلاقی نصیحتیں | ۲۲۷ |
| مسجد کی توسیع | ۱۹۴ | معلومات عامہ | ۲۳۴ |
| اخلاق حضرت علیؓ | ۱۹۵ | اخلاقی اشعار | ۲۴۱ |
| مساوات | ۱۹۵ | | |

# اللہ کے احکام

اللہ کی کتاب قرآن مجید لا ریب کتاب ہے جو اہل تقویٰ کے لیے رہنمائی فرماتی ہے۔ اگر کسی کو قرآن مجید میں جو ہم نے اپنے محبوب بندے پر نازل فرمایا ہے شک ہو تو تم بھی اس کی ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو۔ اگر تم ایسا نہ کر سکو تو آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کو اپنی طرف سے بنا لائے جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی گئی ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے اور انہی کی تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے۔ کہہ دو اگر تم سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کو تم بلا سکتے ہو بلا لو۔

اے پیغمبر فرما دیجیے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مل جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو پھر بھی اس جیسا نہ لا سکیں گے۔ اگر چہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے جو تمہارا رب ہے اور تم سے پہلے تمہارے آباؤ اجداد کا بھی رب ہے۔

پس تم اللہ کی پاکی بیان کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر اس بات کو نہیں مانتے۔

اے لوگو تم اللہ ہی سے مانگنے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تعریف کیا گیا غنی ہے۔

جو شخص محنت کرتا ہے بے شک وہ اسی کے لیے ہے بے شک اللہ دنیا والوں سے غنی ہے۔

جو تمہیں اچھی طرح جانتا ہے جبکہ اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جبکہ تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے۔

تو تم اپنے آپ کو پاک نہ کہو جو اہل تقویٰ ہیں انہیں وہ خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن پر تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔

اے ہمارے پروردگار تو رحمت اور علم کے لحاظ سے ہر چیز پر حاوی ہے۔

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے ہم بوسیدہ ہڈیوں کو ہرگز جمع نہ کریں گے کیوں نہیں ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کے پوروں کو درست بنا دیں۔

جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات قبول نہ کرے گا وہ زمین میں اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں۔

بے شک اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین ی بادشاہت ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے جس کی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔

وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دے وہ اس کے لیے اسے بڑھا دے اور اس کے لیے عزت والا اجر ہے۔

جسے اللہ ہدایت عطا فرما دے وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرے ان کے لیے کوئی راہ بتانے والا درست نہیں۔

بے شک اللہ اہل ایمان ہی کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک اُمت بنا دیتا لیکن یہ اس لیے نہیں ہے تا کہ وہ

تمہیں ان چیزوں میں آزمائے جواس نے تمہیں دے رکھی ہیں تا کہ تم اچھے کاموں میں سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔

اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے اور کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے اولاد نہیں دیتا بے شک وہ قدرت والا ہے۔

تمہارا پروردگار تمہیں خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تو تم پر رحم کرے اگر چاہے تو عذاب دے۔

وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا فرما دیتا ہے اور جسے حکمت عطا کر دی جائے اسے خیر کثیر عطا کر دی گئی۔ اس بات سے عقل والے نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔

اگر تمام درخت جو زمین میں ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر ان کی سیاہی بن جائیں اور مزید سات سمندر بھی اگر سیاہی بن جائیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف ختم نہ ہوگی بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اے اللہ کے محبوب تیرے پروردگار کے لشکر سوائے اس کے اور کوئی نہیں جانتا اور آنے والا وقت تو لوگوں کے لیے ظاہر ہو کر رہے گا۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے۔

اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس تکلیف کو سوائے اس کے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تجھے کوئی فائدہ پہنچانے کا ارادہ کرے تو کوئی اس کے فضل کو مٹانے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ان دونوں باتوں میں سے ایک پہنچا دے اور وہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے جن کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ روک لیتا ہے تو اس کے بعد کوئی اس کا چھوڑنے والا نہیں ہے وہی غالب حکمت والا ہے۔

تمہارے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔

جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کے بعد اس کے لیے کوئی دوست نہیں ہے۔

بے شک سب قوت اللہ ہی کی ہے اور وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لیے ہے لیکن منافقوں کو اس حقیقت کا علم نہیں۔

کسی جان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر موت نہیں آتی۔ لکھا ہوا وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

* اے میرے محبوب جب میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو بے شک میں ان کے قریب ہوں اور ہم ان سے ان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

جو کچھ کسی کے پاس ہوتا ہے اللہ نے اسے گھیر رکھا ہے اور ہر شے کی گنتی کر رکھی ہے۔

پس تم جس طرف بھی اپنا چہرہ کرو اسی طرف اس کی ذات موجود ہے۔

جو بھلائی تمہیں پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تکلیف تجھے پہنچتی ہے وہ تیری ذات کی طرف سے ہے۔

تم ملک کی سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا بُرا ہے۔

کتنی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ رات کو سوتے وقت ان پر ہمارا عذاب آیا یا اس وقت جب کہ وہ دوپہر کو سو رہے تھے۔ سو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو اس وقت انہوں نے یہی کہا کہ بے شک اپنے اوپر خود ظلم کرنے والے ہیں۔

یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل اور تماشہ ہے جو آخرت کا گھر ہے وہی اصل زندگی ہے کاش کہ لوگ اس بات کو جان لیں۔

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور قیامت کے روز تمہیں پورا پورا اجر دیا جائے

گا پس جو شخص آگ سے دور رکھا گیا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور وہی درحقیقت کامیاب ہوا۔ یہ دنیا تو صرف دھوکہ ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں مگر نیک عمل صرف ہمیشہ باقی رہنے والا ہے اور ثواب کے لحاظ سے نیک عمل بہت بہتر ہے۔

کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ مال اور بیٹے جن کے ساتھ ہم ان کی مدد کرتے ہیں اس سے ان کے لیے نیکیوں میں جلدی کر رہے ہیں انہیں حقیقت کا شعور نہیں۔

لوگو تمارے مال اور تمہاری اولاد تو صرف فتنہ یعنی آزمائش ہیں مگر اجر عظیم صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

ایسا شخص جو اللہ کی رضا پر چلتا ہے۔ اس جیسا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے غصے کی طرف رجوع کیا اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے ان کے لیے اللہ کے ہاں بہت درجات ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔

مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

مسلمان! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی انہیں اپنا دوست بنائے گا تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ان ہی میں سے ہے۔ بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔

کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا تو وہ فوراً ہی واضح طور پر جھگڑالو بن گیا۔

جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں اپنی کروٹ پر لیٹا اور بیٹھا اور کھڑا گویا کہ ہر حالت میں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں تو وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے ہمیں کبھی کسی تکلیف کے وقت جو اسے پہنچتی تھی پکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح حد سے باہر نکل جانے والوں کو ان کے اعمال جو وہ کرتے ہیں اچھے

دکھلائے گئے ہیں۔

انسان جس طرح اپنے حق میں بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح برائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

بے شک انسان بڑا بے صبرا پیدا کیا گیا ہے جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب اس کے ہاتھ کچھ آجاتا ہے تو بڑا کنجوس بن جاتا ہے۔

انسان کو جب اس کا رب آزمائش میں ڈالتا ہے مگر اس آزمائش میں نعمت کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میری بڑی عزت کی ہے مگر جب اس کا رب اسے آزمائش میں ڈال دے کہ اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور محتاج کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے اور تم مردوں کا مال بلا جھجک کھا جاتے ہو اور مال سے بڑی محبت رکھتے ہو۔

اے لوگو! اللہ، اس کے رسول اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان لاؤ جو اس سے پہلے اتاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ سمجھو اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمت تم پر نازل فرمائی ہے اسے یاد رکھو اور اس نے جو تم کو کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے تاکہ اس کے ذریعے تمہیں نصیحت کرے اسے بھی یاد رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔

وہ عورتیں جن کی بدخوئی سے تم ڈرتے ہو انہیں سمجھاؤ اور خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت دیتا ہے اگر تم مومن ہو تو پھر خلاف اسلام کوئی بات نہ کرو۔

جس نے سیدھی راہ اختیار کی تو وہ اس نے اپنے ہی لیے اختیار کی اور بھٹک جاتا ہے تو وہ بھٹک کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور میں تم پر مسلط تو ہوں نہیں۔

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشوں کو خدا بنا رکھا ہے کیا تو اس کا نگران ہو سکتا ہے۔

فرما دیجیے کہ حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے پس جس کا دل چاہے اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے اسے تسلیم نہ کرے۔

مسلمانوں تم وہ بات کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بہت بری ہے کہ جو تم خود نہیں کرتے اسے دوسروں کو کرنے کا حکم دیتے ہو۔

شاعروں کی اتباع گمراہی ہے کیونکہ وہ اپنی سوچ میں حیران پھرتے ہیں۔

وہ جو اپنے کیے پر خوش ہوتے ہیں اور جو نہیں کیا اس پر اپنی تعریف چاہتے ہیں ان کو عذاب سے بچا ہوا تصور نہ کرو بلکہ ایسے خوشامدی لوگوں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے۔

جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے گا اس کو اس میں سے حصہ ملے گا اور جو کوئی بری بات میں سفارش کرے گا اس سے اس پر وبال پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

* ایمان دار مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اچھی بات کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور بُری بات سے منع کرتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے کافروں کے سوا کوئی ناامید نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اگر کسی پر اپنی رحمت کرے اور پھر اسے اللہ تعالیٰ آزمائش کے لیے چھین لے تو اس پر اسے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔

ہم نے آدم سے پہلے عہد کیا تھا سو وہ اسے بھول گیا اور ہم نے اس پر کچھ عزم نہ پایا۔

اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض سارے آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لیے بنائی گئی ہے۔

* اچھے لوگ وہ ہیں جو نیکیوں کی طرف جلدی کرتے ہیں اور ان کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

بری بات کو ہوا دینا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

اپنی عورتوں سے حسن سلوک کرو اور اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو عجب نہیں تمہیں ایک چیز ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت برکت دے۔

ایمان والوں کو اپنی جان کی خود حفاظت کرنی چاہیے جب تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے تو گمراہ شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی حیثیت سے زیادہ آزمائش میں نہیں ڈالتا بلکہ آنے والے مستقبل میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

اگر تمہیں محتاجی کا خوف ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں عنقریب مال سے نواز سکتا ہے اگر وہ چاہے۔

اللہ کی رحمت اور مغفرت اس سے بہتر ہے جو تم دنیا میں جمع کرتے ہو۔

* اپنے رب کو ہر ایک سے منہ موڑ کر یاد کرتے رہو۔

* جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو اور خرچ کرو یہ تمہارے لیے اچھا ہے۔

مسلمانو! اسلام میں پورے پورے آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

کہیں انسان کو من مانی مراد بھی ملی ہے؟ سو آخرت اور دنیا سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

لوگو اپنی بہت پاکیزگی نہ جتایا کرو۔ پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے۔

جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا اُس کے لیے نہ دنیا میں کوئی ڈر ہے اور نہ وہ آخرت میں ہی غمگین ہوگا۔

لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر جانی چاہیے تھی جانی ہی نہیں۔ بے شک اللہ تو بڑا زبردست، سب پر غالب ہے۔

کیا اس وجہ سے تم لوگ حد عبودیت سے باہر ہو گئے ہو کہ ہم تمہاری اصلاح سے بے تعلق ہو کر نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے۔

اس قرآن کا مقصود لوگوں کو سمجھانا ہے لیکن ہدایت اور نصیحت تو اس سے وہی لوگ پکڑتے ہیں جن کے دل میں خوف ہے۔

جو شخص خدا کے لیے مشقت اٹھاتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کے لیے اٹھاتا ہے ورنہ خدا تو دنیا جہاں کے سب لوگوں سے بے نیاز ہے۔

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہہ دو کہ میرا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگ۔ مگر اکثر لوگ تقسیم رزق کی مصلحتوں سے واقف نہیں۔

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے تفرقہ کیا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ تجھے ان کے بارے میں کوئی اختیار نہیں۔ ان کا معاملہ خدا کے حضور پیش ہے۔ اور ان کو ان کے افعال سے خبر دے گا۔

جب تمہیں سلام کے ذریعے سے دعا دی جائے تو تم اس کے جواب میں بہتر دعا دو یا وہی کلمہ جواب میں کہہ دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے۔

جہان کا مال و متاع آب باراں کے ہے۔ یعنی بارش اگر ضرورت کے موافق برسے تو نافع ہے۔ اور اگر زیادہ برسے تو باعث بربادی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مال بقدر ضرورت فائدہ مند ہے اور زائد از ضرورت باعثِ گرفتاری معصیت ہے۔

لوگوں کو دنیا کی مرغوب چیزوں مثلاً بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں کے ساتھ دل بستگی بھی معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ تو دنیا کی زندگی کے چندروز فائدے ہیں اور ہمیشہ کا اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے۔

مسلمانو! ہم نے جو مال تمہیں دے رکھا ہے، اس میں سے راہ خدا تعالیٰ میں بھی کچھ خرچ کرتے رہا کرو۔ مگر اس دن سے پہلے پہلے کہ تم میں سے کسی کی موت موجود ہو اور اس وقت کہنے لگے کہ کاش میرا پروردگار مجھ کو تھوڑی سی مہلت اور دیتا اور میں خیرات کرتا اور دوسرے نیک بندوں میں ایک نیک بندہ میں بھی ہوتا۔

مسلمانو! اللہ کی راہ میں عمدہ چیزوں میں سے خرچ کرو، وہ چیزیں جو تم نے تجارت وغیرہ سے آپ کمائی ہوں، یا ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہوں اور ناکارہ چیز کے دینے کا ارادہ تک بھی نہ کرنا کہ اس میں خرچ کرنے لگو۔ حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تم کو دینا چاہے تو تم اس کو بھی خوش دلی سے نہ لو۔ مگر ہاں دیدہ دانستہ چشم پوشی کر جاؤ تو دوسری بات ہے اور جانے رہو کہ اللہ بے نیاز اور سزاوار حمد وثنا ہے۔

مسلمانو! جب تم ایک معیاد مقرر تک کے لیے ادھار کا لین دین کرو تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور تم کو لکھنا نہ آتا ہو تو تمہارے درمیان میں تمہاری باہمی قرارداد کو کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھ دے اور لکھنے والے کو چاہیے کہ لکھنے سے انکار نہ کرے جس طرح خدا نے اسے لکھنا پڑھنا سکھایا ہے، اسی طرح اس کو بھی چاہیے کہ وہ بے عذر لکھ دے۔

مومنین ایسے نیک دل ہوتے ہیں کہ بہ تقاضائے بشریت جب ان سے کوئی بُرا کام، یا کوئی اور بے جابات کر کے اپنا دینی نقصان ہو جاتا ہے تو فوراً خدا تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور خدا کے سوا بندوں کو معاف کرنے والا ہے بھی کون؟ اور جو بے جا بات کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ دانستہ اس پر اصرار نہیں کرتے۔

# اخلاقِ قرآن

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اخلاق درست رکھنے کی بہت ترغیب دی ہے اور اچھے اخلاق کو اپنانے کی بارہا تاکید کی ہے۔ کلامِ الٰہی کی اخلاقی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

## اچھا اخلاق

☆ اللہ وہ ہے جس نے غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں انہی میں ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو ان کے سامنے آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاکیزہ یعنی اچھا اخلاق سکھاتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا عِلم عطا کرتے ہیں۔ بیشک وہ اس سے پہلے واضح طور پر بے علمی میں تھے۔ (پ ٢٨، جُمعہ ٢)

☆ جنت ان کیلئے ہے جو حَسنہ یعنی اچھے اخلاق سے برائی کو دفع کرتے ہیں۔ (پ ١٣، رعد ٢٢)

☆ نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی لہٰذا اسے سُننے والے بُرائی کی بھلائی سے اچھے انداز میں تدبیر کر تو دیکھ لے گا کہ دشمن بھی گہرے دوست کی مانند ہو جائے گا۔ (پ ٢٤ حٰم سجدہ ٣٤)

☆ کہو بھلا جو لوگ عِلم رکھتے ہیں اور نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں اور عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (پ ٢٣، زمر ٩)

## اتفاق

☆ اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو، اور اللہ

تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے اسے یاد کرو۔ جب تم آپس میں دشمن تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو اس کے فضل سے آپس میں بھائی بن گئے حالانکہ تم آگ کے غار کے کنارے پر پہنچ گئے تھے تو اس نے تمہیں بچایا۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر یوں ہی اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے، جو بھلائی کی طرف بُلائے اور اچھی بات کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پائیں گے۔

(پ۴ آلِ عمران ۱۰۳،۱۰۴)

☆ بیشک تم ایک اُمت ہو جو اُمّتِ واحد ہے۔ میں تمہارا رب ہوں پس میری بندگی کرو۔ اوروں نے اپنے کام میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیے۔ ان سب نے ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (پ ۱۷، انبیاء ۹۲، ۹۳)

☆ اس نے تمہارے لیے دین کی وہ راہ مقرر کی جس کا حکم اس نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے۔ اسی کا حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیا تھا، بیشک ایک دین پر قائم رہو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ جس بات کی طرف آپ مشرکوں کو بُلاتے ہیں یہ ان پر بہت گراں ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی قربت کے لیے چُن لیتا ہے اور جو رجوع کرے اسے اپنی راہ کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۱۳)

## احسان

☆ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرنے والے بن جاؤ، بے شک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(پ۲، البقرہ ۱۹۵)

☆ طلاق حسن دو مرتبہ کی ہے، پھر خواہ احسان کرتے ہوئے روک لو یا اچھے

طریقے سے چھوڑ دینا ہے۔ (پ۲، البقرہ ۲۲۹)

☆ احسان کیا کرو، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

(پ۲ البقرہ ۱۹۵)

☆ احسان کرنیوالوں کیلئے بھلائی ہے یا اس سے بھی زائد بھلائی ہے۔ انکے چہروں پر سیاہی نہ پڑے گی اور نہ ہی ذلت، وہی جنت والے ہیں، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (پ۱۱، یونس ۲۶)

☆ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے۔

☆ جو مال اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے آخرت کا گھر طلب کرو اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو اور احسان کرو جیسا کہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اور زمین میں فساد نہ ڈالو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (پ۲۰، قصص ۷۷)

☆ اگر تم بھلائی کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا بھلا ہے، اور اگر تم برا کرو گے تو اس میں تمہارا اپنا برا ہوگا۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۷)

☆ احسان کا بدلہ احسان ہے، تم اپنے رب کی کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(پ۲۷، رحمٰن ۶۰، ۶۱)

☆ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اس چیز میں ان پر کچھ گناہ نہیں جو انہوں نے کھایا جبکہ ان میں اللہ کا خوف تھا، ایمان رکھیں، نیک اعمال کریں، پھر تقویٰ اختیار کریں اور ایمان پر رہیں پھر تقویٰ اختیار کیے رہیں اور نیک کام کرتے رہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (پ۷، مائدہ ۹۳)

☆ بیشک اللہ احسان کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

(پ۱۳، یوسف ۹۰)

☆ ایسے شخص سے کس کا دین بہتر ہوگا جس نے اپنا چہرہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور وہی محسن ہے، اور ملتِ ابراہیم کو اپنا دوست بنایا۔ (پ۵، نساء ۱۲۵)

☆ ہم نے اسے حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم اہلِ احسان کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (پ۲۰، قصص ۱۴)

☆ بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کے ساتھ ہے۔ اور ان کے ساتھ ہے جو احسان کریں۔ (پ۱۴، نحل ۱۲۸)

☆ بے شک اللہ کی رحمت اہلِ احسان کے قریب ہے۔ (پ۸، اعراف ۵۶)

☆ اللہ تعالیٰ ان کے قول کے بدل میں انہیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ اہلِ احسان کا بدلہ ہے۔

(پ۷، مائدہ ۸۵)

## اولوالعزمی

☆ بیشک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو بیشک یہ اولوالعزمی ہے۔

(پ۲۵ شوریٰ)

☆ بے شک ہم نے آدم علیہ السلام کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں عزم نہ پایا۔ (پ۱۶، طٰہٰ ۱۱۵)

☆ اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے، اور بُری بات سے منع کر، جو مصیبت آئے اس پر صبر کر بے شک یہ عزم والے کام ہیں۔

(پ۲۱، لقمان ۱۷)

☆ تم صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے کیا اور جلدی نہ کرو۔ پ ۲۶، محمد ۳۵

☆ بیشک تمہاری ضرور تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں آزمائش ہوگی، تم پہلے کتاب والے مشرکوں سے بڑا کچھ سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور ڈرتے رہو تو یہ الوالعزمی ہوگی۔ (پ۴، آل عمران ۱۸۶)

# توکل

☆تو کیسی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے ماحول سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو، اور کاموں میں ان سے مشورہ لو، اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو، بیشک توکّل کرنے والوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

(پ۴، آل عمران ۱۵۹)

☆جب تم میں سے دو گروہوں نے دل ہارنا چاہا، تو اللہ ان کا ساتھی تھا یعنی سنبھالنے والا تھا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ (پ۴، آل عمران ۱۲۲)

☆ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کریں تو ان کے دل ڈر جائیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو انکا ایمان تقویت پا جاتا ہے، اور اپنے رب پر بھروسہ کرو۔ (پ۹ انفال ۲)

☆اللہ ہی کے لیے آسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور اسی کی طرف ہر کام کا رجوع ہے تو اس کی بندگی کرو، اور اسی پر توکّل کرو اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ (پ۱۲، ہود ۱۲۳)

☆کافروں اور منافقوں کے پیچھے نہ چلو اور ایذا پر درگزر فرماؤ اور اللہ پر توکّل کرو۔ اور اللہ کارساز ہے۔ (پ۲۲، احزاب ۴۸)

☆تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے میں نے اسی پر توکّل کیا اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(پ۲۵، شوریٰ ۱۰)

☆اس پر توکّل کرو جو زندہ ہے، جسے موت نہیں۔ اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرو، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر رہنے کے لیے کافی ہے۔ (پ۱۹، فرقان ۵۸)

☆اے محبوب! ان سے چشم پوشی کرو، اور اللہ پر توکّل کرو اور اللہ تمہارے کام سیدھے کرنے کے لیے کافی ہے۔ (پ۵،نساء۸۱)

☆دومرد اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ اللہ نے انہیں اپنی نعمتیں عطا فرمادیں۔ بولے کہ زبردستی دروازے میں ان پر داخل ہو اگر تم دروازے میں داخل ہو گئے تو تمہارا ہی غلبہ ہے اور اللہ ہی پر توکّل کرو، اگر تم ایمان والوں میں سے ہو۔

(پ۶، مائدہ۲۲)

☆اگر صلح کی طرف آئیں تو تم بھی صلح کی طرف جھکو اور اللہ پر توکّل کرو، بیشک وہ سنتا جانتا ہے۔ (پ۱۰، انفال۶۱)

☆اگر وہ مُنہ پھریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر توکّل کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

☆ آپ فرمادیجئے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میرا رجوع اسی کی طرف ہے۔ (پ۱۳، رعد۳۰)

☆ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر توکّل نہ کریں، اس نے ہماری راہیں دکھادیں اور تم جو ہمیں اذیّت پہنچارہے ہو اس پر ضرور کریں گے اور توکّل کرنے والوں کو صرف اللہ ہی پر توکّل کرنا چاہیے۔ (پ۱۳، ابراہیم۱۲)

## صبر

☆ اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو، بیشک اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے (پ۲، بقرہ۱۵۳)

☆ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ (پ۲، بقرہ۱۵۵)

☆اگر تم سزادو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف انہوں نے پہنچائی تھی اور اگر تم صبر کرو تو

بے شک صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔ اور اے محبوب صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے، اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کے فریبوں سے تنگی محسوس نہ کرو۔ (پ۱۴، نحل ۱۲۶، ۱۲۷)

☆ ان لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی جان پر صبر کرو، جو اللہ تعالیٰ کو صبح شام پکارتے ہیں۔ صرف اس کی رضا کے طالب ہیں۔ تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں، کیا تم دنیا کی زینت چاہو گے اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور جو اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

(پ۱۵، کہف ۲۷، ۲۸)

☆ اے میرے بیٹے! نماز برپا رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بُری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ کو پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

(پ۲۱، لقمان ۱۷)

☆ اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو، اور رابطہ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔ (پ۴، آل عمران ۲۰۰)

☆ تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی طلوعِ آفتاب سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے تسبیح کرو جس میں اللہ کی حمد ہو اور رات کے وقت بھی اس کی پاکیزگی بیان کرو اور دن کے دونوں کناروں پر بھی تسبیح کرو تاکہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔

(پ۱۶، طٰہٰ ۱۳۰)

☆ پس صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور جو یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں سبک نہ کردیں۔ (پ۲۱، روم ۶۰)

☆ پس ان کے کہنے پر صبر کرو اور اپنے رب کی سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اللہ کی حمد کی تسبیح کرو۔ (پ۲۶، قٓ ۳۹)

☆ اے محبوب! تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بے شک آپ ہماری پناہ

میں ہیں، اور اپنے رب کی تعریف کرتے رہو۔ اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔ (پ ۲۷، طور ۴۸)

## مہمان نوازی

☆ بے شک ہمارے فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس بشارت دینے کے لیے آئے بولے سلام، حضرت ابراہیمؑ نے جواب میں سلام کہا، پھر کچھ دیر نہ کی کہ ایک بچھڑا بھُنا ہوا لے کر آ گئے۔ (پ ۱۲، ہود ۶۹)

☆ اے محبوب! کیا تمہارے پاس حضرت ابراہیمؑ کے مہمانوں کی خبر آئی ہے جب اُنہوں نے اس کے پاس آ کر کہا سلام، وہ بولا سلام، یہ ناشناسا لوگ ہیں۔
(پ ۲٦ ذریٰت ۲۴، ۲۵)

☆ اللہ سے ڈرو اور مجھے مہمانوں میں رسوا نہ کرو، تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں (پ ۱۲، ہود ۷۸)

☆ شہر والے خوشیاں مناتے آئے حضرت لوط علیہ السّلام نے کہا کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ مجھے فضیحت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔
(پ ۱۴، حجر ٦۷ تا ٦۹)

☆ اُنہوں نے اس کے مہمانوں کو پھُسلانا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔ (پ ۲۷، قمر ۳۷)

## ایفائے عہد

☆ اے ایمان والو! اپنے قول پُورے کرو۔ (پ ٦، مائدہ ۱)

☆ اے بنی اسرائیل میرا احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیا، میرا عہد پُورا کرو میں تمہارا عہد پُورا کروں گا اور خاص کر مجھ ہی سے ڈرو۔ (پ ۱، بقرہ ۴۰)

☆ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر اس راہ سے جو اچھا ہے یہاں تک کہ وہ

جوانی کو پہنچے عہد پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں سوال ہوگا۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل ۳۴)

☆ مگر وہ مُشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا، پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد ٹھہری ہوئی مدت تک پورا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ اہلِ تقویٰ کو چاہتا ہے۔ (پ۱۰، توبہ ۴)

☆ اللہ کے عہد کو پورا کرو جبکہ تم عہد کرلو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بیشک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ (پ۱۴، نحل ۹۱)

☆ اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور مصیبت اور سختی میں صبر کرنے والے جہاد کے وقت۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی بات کو سچا کیا اور یہی درحقیقت اہل تقویٰ ہیں۔ (پ۲، بقرہ ۱۷۷)

☆ ہاں کیوں نہیں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیزگاری کی اور بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ۳ بقرہ ۷۶)

☆ جس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا تو وہ بہت جلد اجر عظیم پائے گا۔ (پ۲۶، فتح ۱۰)

☆ بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھریں گے اور اللہ سے کیے ہوئے وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (پ۲۱، احزاب ۱۵)

## عفو

☆ جو تم میں فضیلت والے ہیں یا وسعت والے ہیں، وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ قرابت والوں، مسکینوں اور اللہ کی راہ اور ہجرت کرنے والوں کو نہیں دیں گے، چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ

تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۸، نور ۲۲)

☆ اور برائی کا بدلہ اسی برابر برائی ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنورا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ بیشک اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۴۰)

☆ اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو، اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (پ ۹، اعراف ۱۹۹)

☆ پس معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (پ ۱، بقرہ ۱۰۹)

☆ بے شک قیامت آنے والی ہے تو تم اچھی طرح درگزر کرو۔

(پ ۱۴، حجر ۸۵)

☆ اور چاہیے کہ درگزر کریں اور معاف کریں۔ کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۸، نور ۲۲)

☆ اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے محتاط رہو اور اگر معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۲۸، تغابن ۱۴)

☆ اگر تم کوئی بھلائی علانیہ کرو یا چھپ کر کرو یا کسی کی برائی سے درگزر کرو، تو بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔ (پ ۶، نساء ۱۴۹)

☆ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ خوشی اور غمی پی جاتے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اللہ اس طرح احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۴، آل عمران ۱۳۴)

## شکر

☆ اگر تم اللہ کا شکر ادا کرنے والوں میں سے ہو تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا

کرے گا، اور اللہ صلہ دینے والا اور جاننے والا ہے۔ (پ ۵، نساء ۱۴۷)

☆ یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں باخبر کر دیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب شدید ہے۔

(پ ۱۳، ابراہیم ۷)

☆ پس اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ (پ ۱۴، نحل ۱۱۴)

☆ ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی کہ میں اسے پَل مارنے سے پہلے آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا، پھر جب سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا کہ میرے رب کے فضل سے ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں، جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے نفس ہی کے لیے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب غنی ہے کرم والا ہے۔

(پ ۱۹، نمل ۴۰)

☆ پس تم میرا ذکر کرو، تو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ (۲، بقرہ ۱۵۲)

☆ اے ایمان والو! کھاؤ اور پیؤ جو پاکیزہ رزق مَیں نے تمہیں دیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم صرف اس ہی کی عبادت کرنے والے ہو۔ (پ ۲، بقرہ ۱۷۲)

☆ بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے، وہ اپنے ہی لیے شکر کرے گا جو ناشکری کرے گا تو بے شک اللہ بے پروا، حمد والا ہے۔

(پ ۲۱، لقمٰن ۱۲)

☆ اے آلِ داؤد شکر کرو اور میرے بندوں میں سے کم ہی شکر والے ہیں۔

(پ ۲۲، سبا ۱۳)

☆ اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، پاکیزہ شہر، اور معاف کرنیوالا

رب ہے۔(پ۲۲،سبا۱۵)

## اطاعت

☆ آپ فرمادیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر منہ پھرلیں تو اللہ کو انکار کرنے والے اچھے نہیں لگتے۔(پ۳،آل عمران۳۲)

☆ یہ اللہ کی حدیں ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا جس میں نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے۔(پ۴،نساء۱۳)

☆ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اپنے حاکم کی اطاعت کرو پھر اگر تم میں سے کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو بشرطیکہ تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔(پ۵،نساء۵۹)

☆ اے محبوب آپ فرمادیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تمہیں چاہے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ۳ آل عمران۳۱)

☆ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت کرو اور اس سے منہ نہ پھیرو یہ کہ تم سنتے ہو اور ان جیسے نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور انہوں نے نہ سنا تھا(پ۱۹،نفال۲۰،۲۱)

☆ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا مت کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا کھڑا جائے گی صبر کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

☆ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار

کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (پ ۱۸ نور ۵۲)

## قرضِ حسنہ

☆ ہے کوئی جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے جس میں وہ اضافہ کر دے اور ایسا اضافہ جو کثیر ہو، تنگی اور کشادگی اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور تمہیں اُسی کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ (پ ۲ بقرہ ۲۴۵)

☆ اور اگر مقروض عسرت میں ہو تو اُسے مہلت دے دو۔ اور اگر کوئی قرض کو معاف کر دے تو وہ تمہارے لیے بہت بڑی بھلائی ہے۔ اگر تم اس بات کو جانو۔ (پ ۳ بقرہ ۲۸۰)

☆ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے جس کو وہ اس کے لیے دوگنا کر دے اور قرضِ حسنہ دینے والے کے لیے اجر کریم ہے۔ (پ ۲۷ حدید ۱۱)

☆ بیشک صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں جو اللہ کو قرض حسنہ دیں تو ان کے لیے عزت والا اجر ہے (پ ۲۷ حدید ۱۸)

☆ اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو تو اللہ اسے تمہارے لیے دوگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ قدر کرنے والا اور حلم والا ہے۔ وہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا ہے وہ غلبے والا، حکمت والا ہے۔ (پ ۲۸۔ تغابن ۱۷، ۱۸)

## تقویٰ

☆ یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں ان کے پیچھے کی طرف سے آؤ ہاں البتہ نیکی تو تقویٰ میں ہے اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ (پ ۲، بقرہ ۱۸۹)

☆ جو تم بھلائی کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور زادِ راہ ساتھ لے کر جاؤ اور سب

سے اچھا زادراہ تقویٰ ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو۔ (پ۲، بقرہ ۱۹۷)

☆ تم اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا اللہ کی وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو جایا کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاکیزہ رہنا چاہتے ہیں اور اللہ طاہر لوگوں کو چاہتا ہے کیا جس نے اپنی بنیاد تقویٰ اور رضائے الٰہی پر رکھی وہ اچھا ہے یا وہ جس نے اپنی بنیاد گر جانے والے گڑھے کے کنارے رکھی جو اسے دوزخ کی آگ میں لے گرا اور اللہ ظالموں کو راہ ہدایت نہیں دیتا۔ (پ۱۱، توبہ ۱۰۸، ۱۰۹)

☆ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور خود اس پر قائم رہو ہم تجھ سے کچھ روزی نہیں مانگتے ہم تجھے روزی دیں گے اور عاقبت اہل تقویٰ کے لیے ہے۔

(پ۱۶ طٰہٰ ۱۳۲)

☆ بات یہ ہے کہ جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ قلوب کا تقویٰ ہے۔

(پ۱۷، حج ۳۲)

☆ اے ایمان والو تقویٰ اختیار کرو جس طرح کہ تقویٰ اختیار کرنے کا حق ہے اور مسلمان ہوئے بغیر نہ مرنا۔ (پ۴، آل عمران ۱۰۲)

☆ اے عقل والو اللہ سے ڈرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ (پ۷، مائدہ ۱۰۰)

☆ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔ (پ۲۶، حجرات ۱۳)

☆ جو سچی بات لایا اور جس نے سچ کو مانا تو ایسے لوگ ہی متقی ہیں۔

(پ۲۴، زمر ۳۳)

☆ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں داخل ہوں گے وہاں جو چاہیں گے ملے گا اللہ اہل تقویٰ کو اسی طرح کا صلہ دے گا۔ (پ۱۴، نحل ۳۱)

## غور و فکر

☆ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کی باہمی تبدیلیوں میں اہل عقل کے لیے غور کرنے والی باتیں۔ (پ۴، ال عمران ۱۹۰)

☆ اس پانی سے تمہاری کھیتی اگاتا ہے اس کے علاوہ زیتون کھجور انگور اور ہر قسم کے پھل بھی اگاتا ہے بے شک اس میں غور فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ (پ۱۴، نحل ۴۴)

☆ اے محبوب ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن اتارا ہے تاکہ ان لوگوں میں بیان کر دیا جائے جو ان کی طرف اترا ہے تاکہ وہ اس میں تفکر کریں۔ (پ۱۴، نحل ۴۴)

☆ آپ فرمایے کہ میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے لیے دو دو یا اکیلے اکیلے کھڑے رہو پھر سوچو۔ (پ۲۲، سبا ۴۶)

☆ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے بیشک فکر کرنے والوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ (پ۲۵، جاثیہ ۱۳)

☆ اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو جسے تو اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوتا دیکھ لیتا یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ غور و فکر کریں۔ (پ۲۸، حشر ۲۱)

☆ کیا انہوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ مقرر مدت کے لیے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ ان میں ہے بیشک بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ (پ۲۱، روم ۸)

## سچائی

☆ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (پ۱۱، توبہ ۱۱۹)

☆ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا۔ ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(پ ۷، مائدہ ۱۱۹)

☆ مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دیا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اب وہ ذرہ بھر بھی نہ بدلے گا تا کہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا اجر دے اور منافقوں کو عذاب دے گا اللہ چاہے تو انہیں توبہ کرنے کی توفیق عطا کر دے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ ۲۱، احزاب ۲۳، ۲۴)

☆ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وُہی لوگ سچے ہیں۔

(پ ۲۶، حجرات ۱۵)

☆ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لیے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں وہی لوگ سچے ہیں۔ (پ ۲۸، حشر ۸)

☆ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر کریں کہ وہ بڑے سچے نبی تھے۔

(پ ۱۶، مریم ۴۱)

## پابندی وقت

☆ جب موسیٰ علیہ السلام مقررہ شدہ وقت پر پہنچے تو ان کے رب نے ان سے کلام کیا۔ (پ ۹، اعراف ۱۴۳)

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے وعدے کے وقت لانے کے لیے اپنی

قوم سے ۷۰ آدمی چنے۔ (پ۹، اعراف ۱۵۵)

☆ جب تم نالے کے کنارے تھے اور کافر پرلے کنارے پر تھے اور قافلہ تم سے ترائی میں اترا اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لیے کہ اللہ کام کو پورا کرے جو کام ہونا ہے۔ (پ۱۰، انفال ۴۲)

☆ مگر وہ مشرک جن سے تمہارا معاہدہ تھا پھر انہوں نے تمہارے عہد میں کچھ کمی نہیں کی اور تمہارے مقابل کسی کو مدد نہ دی تو ان کا عہد مقررہ مدت تک پورا کرو بیشک اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو دوست رکھتا ہے۔ (پ۱۰، توبہ ۴)

☆ تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک میدان میں وعدہ مقرر کردو اس کے خلاف نہ ہم کریں اور نہ تم موسیٰ نے کہا تمہارا وعدہ جشن کا دن ہے یہ کہ لوگ دن چڑھتے جمع کیے جائیں۔ (پ۱۶، طٰہٰ ۵۸، ۵۹)

☆ بیشک مسلمانوں میں نماز مقررہ وقت پر ہے۔ (پ۵، نساء ۱۰۳)

## عاجزی

☆ ہر امت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر فرمائی تاکہ اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں تمہارا معبود ایک معبود ہے تو اسی کے حضور گردن جھکاؤ اور تواضع کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہے۔ (پ۱۷، حج ۳۴)

☆ زمین پر اترا کر نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا یہ جو کچھ گزرا اس میں سے بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۳۷، ۳۸)

☆ مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔ (پ۱۴، حجر ۸۸)

☆ اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ جنہیں علم ملا ہے کہ وہ تمہارے رب کے پاس سے حق ہے تو اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل جھک جائیں بے شک اللہ تعالیٰ

ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے۔ (پ ۱۷، حج ۵۴)

☆ زمین پر اترا کر نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ کو اترانے والا فخر کرنے والا پسند نہیں۔ (پ ۲۱، لقمان ۱۸)

☆ کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں تاکہ اللہ کا ذکر ہو اور اللہ نے جو اتارا ہے وہ حق ہے۔ (پ ۲۷، حدید ۱۶)

☆ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلام کہہ دیتے ہیں۔ (پ ۱۹، فرقان ۶۳)

## صلہ رحمی

☆ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور کاٹتے ہیں اس چیز کو جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی لوگ خسارے میں ہیں۔ (پ ۱، البقرہ ۲۷)

☆ وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے ڈرتے ہیں۔ (پ ۱۳، رعد ۲۱)

☆ وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے ہیں جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان پر لعنت ہے اور ان کا ٹھکانا بہت برا ہے۔ (پ ۱۳، رعد ۲۵)

☆ اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (پ ۴، نساء ۱)

☆ اللہ کی کتاب میں رشتے دار آپس میں ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (پ ۲۱، احزاب ۶)

☆ کیا تمہاری یہ سوچ نظر آتی ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں

فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کو قطع کر ڈالو۔ (پ ۲۶، محمد ۲۲)

## شفقت

☆ بے شک تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان ہیں۔

(پ ۱۱، توبہ ۱۲۸)

☆ جب تمہارے حضور میں وہ لوگ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہو سلام علیکم تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کرلی ہے کہ تم میں جو کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کرلے تو اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ (پ ۷، انعام ۵۴)

## انصاف

☆ آپ فرما دیجئے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے۔

(پ ۸، اعراف ۲۹)

☆ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔ (پ ۲۵، شوریٰ ۱۵)

☆ بیشک اللہ تعالیٰ نے انصاف اور احسان کا حکم دیا ہے۔ (پ ۱۴، نحل ۹۰)

☆ بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا انہیں کتاب دی عدل کی ترازو اتاری تا کہ لوگوں میں انصاف ہو۔ (پ ۲۷، حدید ۲۵)

☆ پس اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں کے درمیان انصاف کے ساتھ صلح کروا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ۲۶، حجرات ۹)

☆ اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (پ ٦، مائدہ ۴۲)

☆ ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرو ہم کسی پر اس کی استطاعت سے زیادہ

بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ (پ۸، اعراف ۱۵۳)

☆ اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ اللہ کے لیے گواہی دو اس میں خواہ تمہارا نقصان ہو خواہ ماں باپ یا رشتہ داروں کا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔
(پ۵، نساء ۱۳۵)

## شیریں زبانی

☆ لوگوں سے اچھی بات کہو۔ (پ۱، بقرہ ۸۳)

☆ ان سے معروف بات کہو۔ (پ۴، نساء ۵)

☆ میرے بندوں سے فرمادو وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔
(پ۱۵، بنی اسرائیل ۵۳)

☆ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ اے محبوب آپ ان کے لیے نرم دل ہوئے۔
(پ۴، ال عمران ۱۵۹)

☆ تو اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا کہ اللہ انہیں چاہے گا اور وہ اللہ کو چاہیں گے جو مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت دل ہوں گے۔ (پ۶، مائدہ ۵۴)

☆ تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف تک نہ کرو اور انہیں نہ جھڑکو اور ان سے نرم انداز میں بات کرو۔
(پ۱۵، بنی اسرائیل ۲۳)

☆ اگر تم ان سے منہ پھیرو اپنے رب کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے تو ان سے آسان بات کرو۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۲۸)

☆ تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا

اس امید پر کہ وہ متوجہ ہو یا کچھ ڈرے۔ (پ۱۶، طٰہٰ ۴۴)

## اللہ سے امید رکھو

☆ آپ فرمائیے کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ (پ۲۴، زمر ۵۳)

☆ آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اور جب اسے برائی پہنچے تو ناامید مایوس ہو جاتا ہے۔ (پ۲۴، حم سجدہ ۴۹)

☆ اگر ہم کسی آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ دیں پھر وہ اس سے چھین لیں ضرور وہ بڑا ناامید اور ناشکرا ہے۔ (پ۱۲، ھود ۹)

☆ جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر نہیں کوئی برائی پہنچے یہ اس کی وجہ سے ہے جو اس کے ہاتھوں نے کیا اسی وجہ سے وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔ (پ۲۱، روم ۳۶)

## دانشمندی

☆ آپ فرمادیجئے کہ گندہ اور ستھرا برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ گندے کی شدت لوگوں کو اچھی لگے اے عقل والو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔

(پ۷، مائدہ ۱۰۰)

☆ تو کیا وہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے رب نے تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے وہ شخص اس جیسا ہے جو اندھا ہے بیشک دانشمندی سے کام لینے والے اسے مانتے ہیں۔ (پ۱۳، رعد ۱۹)

☆ ہم نے اس قرآن پاک کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم اسے سمجھو۔

(پ۱۲، یوسف ۲)

☆ بیشک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کیلئے بہتر ہے کیا تمہیں عقل نہیں۔

(پ۱۳، یوسف ۱۰۹)

☆ ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہاری ناموری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ (پ ۱۷، انبیاء ۱۰)

☆ وہی جلائے وہی مارے دن رات کو بدلنا اسی کے اختیار میں ہے کیا تمہیں سمجھ نہیں۔ (پ ۱۸، مومنوں ۸۰)

☆ یوں اللہ تعالیٰ آیتیں بیان کرتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔ (پ ۱۸، نور ۶۱)

☆ جو اللہ کے پاس ہیں وہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

(پ ۲۰، قصص ۶۰)

## تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو ان پر خوب درود اور سلام بھیجو۔ (پ ۲۲، احزاب ۵۶)

☆ بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کیلئے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پ ۲۲، احزاب ۲۷)

☆ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (۲۶، حجرات ۱)

## میانہ روی

☆ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ پورا کھول دے کہ کبھی پچھڑے دو ملامت کیا ہوا اور تھکا ہوا ہو کر بیٹھ جائے۔ (پ ۱۵، بنی اسرئیل ۲۹)

☆ آپ فرما دیجئے کہ اسے اللہ یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے پکارو گے وہ

سب اچھے ہیں نماز نہ بلند آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ پڑھو بلکہ ان دونوں کے درمیانی راستہ اختیار کرو۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۱۱۰)

☆ میانہ چال چل اور اپنی آواز کو کچھ پست کر بیشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔ (پ ۲۱، لقمان ۱۹)

☆ وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے درمیان اعتدال میں رہیں۔ (پ ۱۹، فرقان ۶۷)

## جسمانی طہارت

☆ اللہ نے تم پر آسمان سے پانی برسایا تاکہ تم اس سے طاہر ہو جاؤ اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے تاکہ تمہارے قدم جم جائیں۔ (پ ۹، انفال ۱۱)

☆ ہم نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو تاکید کی کہ میرے گھر کو طواف والوں اعتکاف والوں رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے خوب صاف ستھرا رکھو۔

(پ ۱، بقرہ ۱۲۵)

☆ اپنے بدن کا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (پ ۱۷، حج ۲۹)

☆ اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔ اے نبی کے گھر والو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے۔

(پ ۲۲، احزاب ۳۳)

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں کو بھی پسند کرتا ہے۔ (پ ۲، بقرہ ۲۲۲)

☆ اس میں ایسے لوگ ہیں کو جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور طہارت رکھنے

والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔ (پ ۱۱، توبہ ۱۰۸)

## استقامت

☆ اے ایمان والو صبر کرو اور استقامت رکھو اور سرحدوں پر جمے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۴، ال عمران ۲۰۰)

☆ تو قائم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا ہے اور جو تمہارے ساتھ رجوع لایا ہے اے لوگو سرکشی نہ کرو بیشک وہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (پ۱۲، ھود ۱۱۲)

☆ بیشک وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف ہے نہ ان کو غم وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ انکے اعمال کا انعام ہے۔ (پ ۲۶، احقاف ۱۳، ۱۴)

☆ بے شک وہ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت سے خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ (پ۲۴، حم سجدہ ۲۰)

☆ جالوت کے لشکر نے کہا کہ اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا کر اور ہمیں ثابت قدم رکھو اور کافر قوم پر ہماری مدد کر۔ (پ۲، بقرہ ۲۵۰)

☆ وہ اس دعا کے سوا کچھ بھی نہ کہتے تھے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے کاموں میں جو اسراف ہوا ہے معاف کر دے ہمیں ثابت قدم کر دے اور کافر قوم پر ہماری مدد فرما۔ (پ۴، ال عمران ۱۴۷)

☆ اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ۱۰، انفال ۴۵)

☆ اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف تھوڑا سا جھک جاتے۔ (پ۱۵، بنی اسرائیل ۷۴)

## اخوت

☆سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں فرقہ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے حالانکہ تم آگ کے کنارے پر کھڑے تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا اللہ تم پر یونہی اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ (پ۴، ال عمران ۱۰۳)

☆پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں ہم اپنی آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں تاکہ قوم جان جائے۔ (پ۱۰، توبہ ۱۱)

☆لے پالکوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام سے پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں اور بشریت میں تمہارے چچازاد ہیں۔ اور تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا البتہ جو دل کے ارادے سے کرو وہ گناہ ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔
(پ۲۱، احزاب ۵)

☆مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (پ۲۶، حجرات ۱۰)

☆آپ سے یتیموں کے بارے میں معلوم کرتے ہیں تو آپ وضاحت فرما دیجئے کہ ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے اگر اپنا اور ان کا خرچ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ (پ۲، بقرہ ۲۲۰)

## مشورہ

☆اے محبوب یہ اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم دل ہیں اگر آپ سخت مزاج ہوتے تو وہ تمہارے ماحول سے پریشان ہو جاتے ہیں آپ انہیں معاف

فرمایئے اور ان کی شفاعت کریں اور کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔

(پ۴، ال عمران ۱۵۹)

☆ (ملکہ سبا) نے کہا اے میرے سردار مجھے اس معاملے میں مشورہ دو میں کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی جب تک تم میرے پاس حاضر رہو۔

(پ۱۹، نمل ۳۲)

☆ وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کے اپنے کام آپ کے مشورے ہوتے اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں تو وہ نیک ہیں۔ (پ۲۵، شوریٰ ۳۷)

## ایثار

☆ جب تک تم اللہ کی راہ میں اپنی محبوب چیز خرچ نہ کرو تم بھلائی کو ہرگز نہیں پا سکتے تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔ (پ۴، ال عمران ۹۱)

☆ آپ فرمایئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

☆ جنہوں نے پہلے اس شہر اور ایمان میں اپنا گھر بنالیا اور جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے انہیں دوست رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے جو کچھ انہیں دیا گیا اور اپنی جانوں پر ان کے لیے ایثار کرتے ہیں اگرچہ وہ بذات کتنے ہی تنگ کیوں نہ ہوں تو جو اپنے نفس کو لالچ سے بچالے تو وہی فلاح یافتہ ہے۔

(پ۲۸، حشر ۹)

☆ اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے فرمان سنو اور حکم مانو اور اپنی بھلائی کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی فلاح والا ہے۔ (پ ۲۸، تغابن ۱۶)

# احترام والدین

☆ تم پر فرض کیا گیا کہ جب تم سے کسی کو موت آئے اگر کچھ مال ہو تو اس کے متعلق اپنے ماں باپ عزیز و اقارت کے لیے دستور کے مطابق وصیت کر جائے یہ اہل تقویٰ کیلئے ضروری ہے۔ (پ ۲، بقرہ ۱۸۰)

☆ آپ سے خرچ کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ فرمائیے کہ والدین رشتہ داروں یتیموں مساکین اور مسافروں کی بہتری کے لیے خرچ کریں اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے بہتر جانتا ہے۔ (پ ۲، بقرہ ۲۱۵)

☆ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ (پ ۵، نساء ۳۶)

☆ آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کی ہیں تم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو میں تمہیں اور انہیں رزق دوں گا اور بے حیائی کے پاس نہ جاؤ خواہ وہ ظاہر ہے یا چھپی ہوئی ہے اور جسے قتل کرنا منع ہے اسے ناحق نہ مارو۔ (پ ۸، انعام ۱۵۱)

☆ اے میرے رب میرے ماں باپ کو بخش دے اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب ہو۔ (۱۳، ابراہیم ۴۱)

☆ ہم نے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دے رکھا ہے اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان تم

نے میری طرف لوٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں بتادوں گا کہ وہ تم سے جو کچھ کرتے ہیں۔ (پ۲۰،عنکبوت ۸)

## امانت

☆ اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو کوئی چیز قبضہ نہیں دے کر رہن رکھ لو اگر تم کو ایک دوسرے پر اطمینان ہو تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا اپنی امانت داری کرے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپائی اور جو کوئی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گناہ گار ہے اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ (پ۳، بقرہ ۲۸۳)

☆ اہل کتاب میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک بہت بڑی امانت رکھے تو وہ پھر بھی تجھے واپس کرے گا اور ان میں سے کوئی وہ بھی ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو وہ بھی تجھے واپس نہ کرے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا نہ رہے یہ اس لیے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں اور اللہ پر دانستہ طور پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ (پ۳، ال عمران ۷۵)

☆ بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں خوب نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔ (پ۵، نساء ۵۸)

## عورتوں سے اچھا سلوک

☆ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے سکون حاصل ہو پھر جب مرد اس پر چھایا تو اسے ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھری پھر جب بوجھل ہو گی تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی ضرور صالح بچہ دیں گے بیشک ہم شکر گزار ہوں گے۔ (پ۹، اعراف ۱۸۹)

☆ اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تمہاری جنس سے تمہارے لیے

جوڑے بنائے تا کہ تم آرام پاؤ تم میں آپس میں محبت اور رحم رکھ دیا بیشک غور وفکر کرنے والوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ (پ۲۱، روم ۳۰)

☆ عورتوں کا بھی مردوں پر ویسا ہی حق شرع کے مطابق ہے۔ اور مردوں کو ان پر فضیلت دی گئی ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (پ۲، بقرہ ۲۲۸)

☆ ان سے اچھا سلوک کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ تمہیں کوئی چیز پسند نہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔ (پ۴، نساء ۱۹)

☆ پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں میں انصاف نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کر دیا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

(پ۴، نساء ۳)

☆ عورتوں کے مہر خوشی سے انہیں دے دو پھر اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے ضرورت کے مطابق استعمال میں لاؤ۔

(پ۴، نساء ۴)

## پاکیزگی

☆ اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ لو جس سے تم انہیں طاہر اور پاکیزہ کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ۱۱، توبہ ۱۰۳)

☆ اس کے پاس اس کی قوم دوڑتی ہوئی آئی اور انہیں آگے سے برے کاموں کی عادت پڑ گئی تھی کہا یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لیے طاہر ہیں اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں میں رسوا نہ کرو کیا تم میں سے ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ (پ۱۲، ھود ۷۸)

☆ اور جو تم ان سے استعمال کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو کیوں کہ اس

میں تمہارے اوران کے دلوں کی پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے یہ بات درست نہیں کہ تم رسول اللہ کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی ان کی کسی بیوی سے نکاح کرو بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ (پ۲۲، احزاب ۵۳)

☆ اے ایمان والو جب تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کہنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور بہت ہی پاکیزہ ہے پھر اگر تم میں صدقہ دینے کی طاقت نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(پ۲۸، مجادلہ ۱۲)

☆ اللہ کا رسول جو ان پاکیزہ صحیفوں کو پڑھ کر سناتا ہے۔ (پ۳۰، بینہ ۲)

## اظہار حق

☆ پس اللہ پر بھروسہ کرو بیشک آپ واضح طور پر حق پر ہیں۔ (پ۱۹، نمل ۷۹)

☆ حق کو باطل سے مت ملاؤ اور دیدہ دانستہ حق کو مت چھپاؤ۔

(پ۱، بقرہ ۴۲)

☆ اس زمانے کی قسم کے بیشک انسان ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی

(پ۳۰، عصر ۱۔۳)

☆ اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو اپنی بہتری کے لیے ایمان لاؤ اور انکار نہ کرو بیشک جو زمین و آسمان میں ہے اللہ ہی کا ہے اللہ علم اور حکمت والا ہے۔ (پ۶، نساء ۱۷۰)

☆ ہماری مخلوق میں سے اگر گروہ وہ ہے جو حق بتاتے ہیں اور انصاف کرتے ہیں۔ (پ۹، اعراف ۱۸۱)

## بردباری

☆ وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے پس نیک لوگوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔

(پ۴، ال عمران ۱۳۴)

☆ جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔ (پ۲۵، شوریٰ ۳۷)

☆ حضرت ذوالنون کو یاد کرو جب وہ غصے کی حالت میں چلا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے مگر اس نے اندھیرے میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک مجھ سے بے جا ہوا۔ (پ۱۷، انبیاء ۸۷)

☆ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غصہ کی حالت میں بردباری آئی تو انہوں نے تختیاں اٹھالیں ان کی تحریر میں ان کے لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (پ۱۹، اعراف ۱۵۴)

## مساوات

☆ اس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور تمہارے لیے چوپایوں سے آٹھ جوڑے اتارے تمہیں ماؤں کے پیٹ میں بنایا ایک صورت کے بعد دوسری صورت میں تین اندھیروں میں بنایا یہ تمہارا اللہ ہے اور اسی کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (پ۲۳، زمر ۶)

☆ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا پھر تمہارے خاندان اور قبیلے بنادیئے تاکہ تم پہچان سکو۔ (پ۲۶، حجرات ۱۳)

☆ مسلمان امت قوم کے لحاظ سے واحد یعنی برابر ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو۔ (پ۱۸، مومنون ۵۲)

## نصیحت

☆اس نے ان دونوں کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں تمہارا ناصح ہوں۔
(پ۸، اعراف ۲۱)

☆اپنے رب کے پیغام تمہیں پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ علم رکھتا ہوں جو تم نہیں رکھتے۔ (پ۸، اعراف ۶۲)

☆حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم بیشک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچادی اور تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں مگر تم نصیحت کو پسند نہیں کرتے ہو۔ (پ۸، اعراف ۷۹)

☆ضعیفوں پر بیماروں اور جن کے پاس خرچ نہیں ان پر کچھ حرج نہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسول کی نصیحت پر چلنے والے ہوں نیکوں پر کوئی راہ نہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۱۰، توبہ ۹۱)

☆تمہیں میری نصیحت نفع نہ دے گی اگرچہ میں تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ رکھوں جب تک کہ اللہ کو تمہارا گمراہ رہنا منظور ہو وہ تمہارا رب ہے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (پ۱۲، ھود ۳۴)

☆اے ہمارے باپ آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہمارا اعتبار نہیں کرتے ہم تو اس کی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ (پ۱۲، یوسف ۱۱)

☆شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا آیا کہا اے موسیٰ بیشک درباروالے آپ کے قتل کا مشورہ کررہے ہیں تو یہاں سے نکل جائیں میں آپ کو نصیحت کرنے آیا ہوں (پ۲۰، قصص ۲۰)

# ارشاداتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

یقین، ایمان کامل ہے۔ (بیہقی)

ہر سخت مزاج اور مغرور جہنمی ہے۔ (بخاری)

میری امت کی افضل عبادت تلاوت قرآن ہے۔ (ابونعیم)

نکاح کرو۔ نسل بڑھاؤ۔ (احیاء العلوم)

چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

بلاشبہ، تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (بخاری و مسلم)

خبردار! مبالغہ آرائی کرنے والے ہلاک ہوئے۔ (مسلم)

آپس میں صلح کرا دینا افضل صدقہ ہے۔ (طبرانی در کبیر)

صبر، آدھا ایمان ہے نادم ہونا، توبہ ہے۔ (ابن ماجہ، حاکم)

آخر زمانے میں عابد جاہل ہوں گے اور عالم فاسق۔ (حاکم)

بات، تمہارے درمیان امانت ہے، (ابن ابی الدنیا)

اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے حیا والے بُردبار کو۔ (طبرانی)

حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

غائب کی دعا غائب کے حق میں جلد مقبول ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اپنی خوش آوازی سے قرآن کو زینت دو۔ (ابوداؤد، نسائی)

اطاعتِ الٰہی میں درازیٔ عمر افضل سعادت ہے۔ (ترمذی)

تو درگزر کر تیرے لیے درگزر کی جائے گی۔ (طبرانی)

تعریف (خوشامد) کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو۔ (مسلم)

جو میانہ روی اختیار کرتا ہے، مفلس نہیں ہوتا۔ (احمد، طبرانی)

برائی کے پیچھے بھلائی اس برائی کو مٹا دے گی۔ (ترمذی)

کسی چیز کو تیرا چاہنا تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔ (ابوداؤد)

اللہ تعالیٰ جمال والا ہے، جمال کو پسند فرماتا ہے۔ (مسلم)

مومن کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے۔ (مسلم)

مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

فرائض کے بعد رزق حلال طلب کرنا (بھی) فرض ہے۔ (طبرانی، بیہقی)

دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔ (مشکوٰۃ)

درشت مزاج اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا۔ (ابوداؤد)

تم میں بہتر وہ ہے کہ جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔ (بخاری)

مہمانی تین دن ہے جو اس سے زیادہ ہو وہ صدقہ (خیرات) دے۔

(بخاری و مسلم)

میں اور میری امت کے پرہیزگار تکلف سے بری (آزاد) ہیں۔

(احیاء العلوم)

اللہ دوست رکھتا ہے مفلس، پارسا صاحبِ عیال کو۔ (ابن ماجہ)

سچا سوداگر قیامت میں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(ترمذی)

اللہ کے نزدیک بہتر وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تم میں کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے۔ (ترمذی)

آدمی کے لیے اتنی برائی ہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔

(مسلم)

اپنے اموات (مرے ہوؤں) کا ذکر سوائے اچھائی کے نہ کرو۔

(بخاری و مسلم)

جو شخص لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ (ترمذی)

آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ (تحفہ) دو اور محبت پیدا کرو۔ (بیہقی)

جو شخص نصیحت (مشورہ) طلب کرے تو اس کو بہتر بات بتاؤ۔ (ترمذی)

جب کوئی شخص بات کر کے چلا جائے، تو وہ بات امانت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اگر تم اپنے بھائی (مسلمان) کو دیکھ کر مسکرا دو، تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

ہم اس علم سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جو نافع (مفید) نہ ہو۔ (ابن عبدالبر)

جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرے۔

(ترمذی)

کھا کر شکر کرنے والا (اجر و ثواب کے لحاظ سے) بمنزلہ روزہ دار صابر کے ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

قاضی (منصف جج) غضب (غصہ) کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرے۔

(بخاری و مسلم)

جو چیز تجھے شبہ میں ڈالے اس کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شبہ میں نہ ڈالے۔ (ترمذی)

وہ قوم فلاح نہ پائے گی جس کی مالک (حکمران) عورت ہو جائے۔ (بخاری)

کوئی جاندار ہرگز نہ مرے گا۔ جب تک اپنا رزق پورا نہ کر لے،، خبردار، اللہ سے ڈرو اور حصولِ رزق میں حلال ذریعہ اختیار کرو۔ (بیہقی)

مومنوں میں سے ایمان میں کامل تر وہ ہے جس کا خلق بہتر ہو، اور اپنی بیوی سے برتاؤ میں زیادہ ملائم ہو۔ (ترمذی)

جو شخص تونگری کے ہوتے ہوئے سوال کرے وہ گویا چنگاری کا سوال کرتا ہے۔

اب چاہے سوال کم کرے یا زیادہ۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرتے رہو، بلاشبہ اللہ پسند فرماتا ہے یہ کہ اس سے سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

اگر شیطان بنی آدم کے دلوں کے گرد نہ پھرتے ہوتے تو ان کو آسمان کے فرشتے اور اسرار دکھائی دیتے۔ (امام احمد)

سن لو، تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

جو اپنے چھوٹے بچوں کو پرورش کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی)

جس بستی میں کسی شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ رات بھر بھوکا رہا۔ اس بستی سے اللہ کی حفاظت ونگرانی کا وعدہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

تونگری چاہو، اللہ تعالیٰ اپنے غیر سے بے نیاز کردے گا۔ صحابہ نے پوچھا وہ تونگری کیا ہے؟ فرمایا کہ دن کا کھانا اور رات کھانا۔ (مسند فردوس)

سخی، اللہ سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، اور بخیل اللہ اور مخلوق سے دور ہے جہنم سے قریب ہے۔ (ترمذی)

میری امت کے بُرے لوگ وہ ہیں جو دولت (عیش وعشرت) میں پلے رنگا رنگ کھانے اور کپڑے تلاش کرتے ہیں۔ (طبرانی)

اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تم کو لے جائے اور دوسری خلقت لے آئے جو گناہ کریں اور بخشے جائیں کیونکہ اس کی ذات غفور ورحیم ہے۔ (مسلم)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے تھوڑی سی روزی پر راضی رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوتا ہے۔ (مسند فردوس)

بھلائی پر رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے کے مانند ہے، یعنی اس کو بھی

اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید نہ کرے اور اس کے عذاب سے ان کو بے خوف نہ کرے۔ (ابن عبدالبر)

راستبازی اختیار کرو، باہمی محبت کو بڑھاؤ، لوگوں کو اللہ کی طرف سے بشارت پہنچاؤ، عمل کسی کو بھی جنت میں نہیں لے جاسکتا۔ (بخاری، کتاب الرقاق)

اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ اور دوسری خلقت پیدا کردے کہ وہ گناہ کریں اور ان کے قصور بخش دیے جائیں۔ (مسلم)

آپس میں ایک دوسرے کو لعنت نہ کرو، اللہ کی لعنت سے، نہ اس کے غضب سے نہ جہنم سے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔ (بخاری ومسلم)

بدی میں حد سے گزر جانے والے ہر شخص کو جنت میں داخل ہونا حرام ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سے مبغوض ترین شخص لیچڑ اور جھگڑالو ہے۔ (بخاری)

جس نے دنیا میں ریشم کا کپڑا پہنا اسے آخرت میں ریشمی لباس نصیب نہ ہوگا۔ (ترمذی)

بلاشبہ رزق بندے کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اس کو موت تلاش کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

جس شخص نے میری امت سے اعراض کیا (منہ موڑا) تو وہ مجھ سے

نہیں۔(بخاری و مسلم)

آدمی جو اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ میں داخل یعنی خیرات ہے۔(بخاری و مسلم)

آدمی سب خطاوار ہیں اور خطاواروں میں سے بہتر وہ ہیں جو توبہ کریں اور بخشش کے طلب گار ہوں۔(ترمذی)

جو چاہو کھاؤ اور جو چاؤ پہنو، بشرطیکہ اسراف اور اتراہٹ میں ان دونوں چیزوں سے بچے رہو۔(بخاری)

نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجھ سے اعراض کیا۔(ابویعلیٰ)

آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے اس سے بڑا گناہ نہ لے جائے گا کہ اس کے اہل وعیال جاہل ہوں۔(مسند الفردوس)

حسد، نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا (برباد کردیتا) ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (جلادیتی) ہے۔(ابوداؤد)

اللہ کے نزدیک سب سے بدتر معبود جس کی پرستش زمین میں کی جائے وہ خواہش نفس ہے۔(طبرانی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سب سے بڑا مبغوض (دشمن) لیچڑ جھگڑالو ہے۔(بخاری و مسلم)

مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑے اور مجاہد وہ ہے جو خواہش نفس سے لڑے۔(ابن ماجہ، نسائی)

اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ فقیر (غریب، تنگدست) صاحب عیال کو جو سوال نہ کرتا ہو۔(ابن ماجہ)

میری امت کے فقیر (محتاج، تنگدست) اپنے مالداروں سے پانچ سو سال پہلے

جنت میں جائیں گے۔(ترمذی)

ہر ایک عمارت قیامت کے دن اپنے مالک پر وبال ہوگی، مگر جو گرمی اور سردی سے بچائے۔(ابوداؤد)

جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہ جائے گا، حتیٰ کہ دودھ پستان میں لوٹ جائے۔(ترمذی، ابن ماجہ)

جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے ملنا چھوڑے رکھا، گویا اس نے اِس کا خون کردیا۔(ابوداؤد)

تین آدمی ہوں تو ان میں سے تیسرے سے الگ راز کی بات (سرگوشی) نہ کریں۔(ترمذی)

سونا اور ریشم، میری امت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں کے لیے حرام ہے۔(مشکوٰۃ)

تمام لوگوں سے بدتر وہ شخص ہے۔جس کی تعظیم اسکے خوف کی وجہ سے کی جائے۔(بخاری و مسلم)

جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور مرجائے تو اس کی موت جاہلیت کی سی موت ہے۔(مسلم)

مال و جاہ کی محبت، دل میں نفاق کو ابھارتی ہے جس طرح پانی ساگ کو بڑھاتا ہے۔(مسند الفردوس)

سوار، پیدل کو سلام کرے، اور پیدل، بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں۔(مشکوٰۃ)

کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھا چکنے کے بعد ہاتھوں کو دھونا مفلسی کو دور کرتا ہے۔(اوسط برانی)

اللہ کے نزدیک وہ نیک اعمال زیادہ محبوب ہیں جو ہمیشہ کیے جاتے رہیں اگرچہ

کم ہی ہوں۔ (بخاری ومسلم)

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

وہ شخص ہم سے نہیں جو ہم میں سے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے۔ (مشکوٰۃ)

مہربانی کرو ان مخلوقات پر جو زمین میں ہیں تا کہ مہربانی کرے تم پر وہ جو آسمان میں ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

جب تم کسی شخص سے سنو کہ وہ کہتا ہے، سب لوگ ہلاک ہوئے۔ تو سمجھ لو کہ سب سے زیادہ ہلاک وہی ہوگا۔ (مسلم)

جو بندہ دوسرے کی عیب پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (مسلم)

اپنے بھائی کی بات مت کاٹ، اور نہ اس سے ٹھٹھا کر، اور نہ ایسا وعدہ کر جسے تو پورا نہ کرے۔ (ترمذی)

جس شخص نے دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول نہ کیا، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری ومسلم)

پوشیدہ طور سے دیا جانے والا صدقہ (خیرات) اللہ کے غضب کو بجھاتا (ٹھنڈا) کرتا ہے۔ (طبرانی)

جو چپ رہا نجات پا گیا۔ (طبرانی)

خاموشی حکمت (دانائی) ہے اور اس پر عمل کرنے والے کم ہیں (مسند الفردوس)

مومن، طعنہ زنی کرنے والا، لعنت کرنے والا اور زبان دراز نہیں ہوتا۔

(نسائی، ابن ابی الدنیا)

مونچھوں کو تراشواؤ اور داڑھیوں کو چھوڑ دو۔ یعنی مونچھوں کو کتراؤ، داڑھی

بڑھاؤ۔

جو شخص اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اور مر جائے تو جہنم میں جائیگا۔ (ابوداؤد)

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چرو (فائدہ اٹھاؤ) عرض کی گئی ''جنت کے باغ کیا ہیں''؟ فرمایا۔ ذکر کی مجلسیں۔ (ترمذی)

تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے سب سے اچھا ہو، اور میں تم سب سے زیادہ اپنی ازواج کے لیے اچھا ہوں۔ (ترمذی)

جہنم کی آگ سے بچو، اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (خیرات کرنے) سے ہو اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کہہ کر ہی بچو۔ (بخاری و مسلم)

پانچوں نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک، دور کرتی ہیں، ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہو، اگر بڑے گناہوں سے پرہیز رکھا جائے۔ (مسلم)

جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو ضروری ہے کہ تیرے (ظاہر کے) اوپر اس کی نعمت اور کرم فرمائی کا اثر بھی محسوس کیا جائے۔ (ابوداؤد، نسائی)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے مگر اس صورت میں کہ اس کے شر سے محفوظ و مامون نہ ہو۔ (ابن عدی)

حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی سنا ہے، وہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ (طبرانی، بیہقی، درشب)

جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے بھلائی چاہتا ہے تو اس کے لیے ایک نصیحت کرنے والا اس کے دل ہی سے کھڑا کر دیتا ہے۔ (مسند الفردس)

جو شخص لوگوں سے (بھیک) مانگنے کا عادی ہو، قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ (بخاری)

اس پر نظر کرو جو تم سے کمتر ہو، اس کو نہ دیکھو جو تم سے برتر ہو کہ یہ امر اس بات کا

شایان تر ہے کہ تم اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر حقیر نہ بتاؤ۔ (مسلم)

جو شخص اپنے بھائی کو اس گناہ پر شرمسار کرے جس سے وہ توبہ کر چکا ہے۔ نہ مرے گا یہاں تک کہ وہ خود بھی وہی گناہ نہ کر لے۔ (ابن ابی الدنیا)

آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں ایک خوبی یہ ہے کہ جو چیز (امور دین میں) اس کی مددگار و مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ (ابن ماجہ، امام مالک)

جب مومن کے دل پر اللہ تعالےٰ کے خوف سے لرزہ پڑ جاتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (طبرانی، بیہقی)

تم میں سے میرے نزدیک بُرے اور مجلس میں مجھ سے دور تر، بکی (بک بک کرنے والا) اور پرگو (باتونی) اور کلام میں بناوٹ کرنے والے ہیں۔ (ترمذی)

جو شخص کسی جھگڑے میں جانے بُوجھے بغیر جائے (دخل دے) ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس (جھگڑے) سے نکل جائے۔ (ابن ابی الدنیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی)

اس دوست سے پناہ مانگو جو برائی دیکھے تو ظاہر کر دے اور بھلائی دیکھے تو اسے پوشیدہ رکھے۔ (کیمیائے سعادت)

تم سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

دغابازی (فریب) اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی وغیرہ کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی)

اے ابوذر، جب شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر دو، پھر اپنے ہمسایہ کے گھر

والوں کو دیکھو، اور اس میں سے ان کو پہنچاؤ۔ (مسلم)

جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی تکریم کرے۔ (بخاری)

مصافحہ کیا کرو کہ اس سے کینہ جاتا رہے گا، اور تحفہ دیا کرو کہ اس سے محبت پیدا ہوگی اور بخل جاتا رہے گا۔ (موطاء امام مالک)

صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے اور کبیرہ گناہ توبہ کر لینے سے کچھ بھی نہیں رہتا۔ (منہبات ابن حجر عسقلانی)

جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے، اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔ (ترمذی)

تین دعائیں مقبول ہیں (۱) والد کی دعا، (اولاد کے حق میں) (۲) مسافر کی دعا (مقیم کے حق میں) اور (۳) مظلوم کی دعا (ظالم کے حق میں)۔ (ابوداؤد)

تم اپنے آپ کو فحش (بے حیائی کی باتوں) سے بچاؤ کہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش (بیہودہ بکنے) کو پسند نہیں کرتا۔ (نسائی حاکم)

جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پست کرتا ہے اور جو شخص فروتنی یا عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اپنے بھائی کی مدد کر، ظالم ہو یا مظلوم۔ عرض کی گئی (ہم ظالم کی مدد کیونکر کریں)؟ فرمایا اسے ظلم سے منع کرو۔ (بخاری و مسلم)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا، ان دونوں کی مانند ہیں اور اشارہ (ہاتھ کی) دو انگلیوں کی طرف فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

لوگوں میں بر ترین وہ ہے جو (دو رُخا ہے) ان کے پاس ایک رُخ سے آئے اور اُن کے پاس دوسرے رُخ سے آئے۔ (بخاری، ابوداؤد)

جو شخص چالیس دن اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کرے، اسکے دل سے حکمت

کے چشمے اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ (حلیہ ابونعیم)

جب تو اپنے گھر میں جائے تو سلام کر کیونکہ تیرا سلام تیرے لیے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہے۔ (ترمذی)

تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک معتبر نہیں جب تک وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

میری امت کے اکثر شہید بستر پر مرنے والے ہوں گے اور بہت سے قتیل دو صفوں کے درمیان ہیں، خدا جانے ان کی نیت کیا تھی۔ (رواہ احمد)

بہت سے لوگوں میں غرباء نیک بخت لوگ کمتر ہیں اور خلق میں ان سے بغض رکھنے والے بہت ہوتے ہیں بہ نسبت ان سے دوستی رکھنے والوں کے۔ (امام احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ غرور فرماتے اور نہ تکبر فرماتے۔ اس سے کہ وہ بیوہ اور مسکین کے ساتھ جا کر اس کی حاجت روائی کریں۔ (نسائی حاکم)

جو شخص مجھے اپنی دو جبڑوں کی بیچ میں زبان ہے اور دو ٹانگوں کی درمیانی چیز یعنی شرمگاہ کی ضمانت دے۔ میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے ڈراتا ہے۔ (ابن حبان)

عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اگر اس میں کوئی شخص تمہارے عمل واعتقاد کے دسویں حصہ ہی کو اختیار کرلے گا تو نجات پا جائے گا۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ امر زیادہ محبوب ہیں، مومن کا دل خوش کرنا، اس سے کسی غم کو ٹالنا، اس کا قرض ادا کرنا اور بھوکا ہو تو کھانا کھلانا۔ (طبرانی)

جس کی نماز اچھی ہو۔ عیال بہت ہو۔ مال کم ہو، اور مسلمانوں کی غیبت نہ کرے تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ ان دو انگلیوں کی طرح۔ (ابو یعلیٰ)

نکاح کرو اس عورت سے جو محبت والی ہو، اور اس کے ہاں بچے زیادہ پیدا ہوں

کیونکہ میں اپنی امت کی زیادتی سے دوسری اُمتوں پر فخر کروں گا۔ (نسائی)

اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ توکل کا حق ہے، تو وہ تمہیں ضرور رزق دیتا جیسے کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح بھوکے جاتے ہیں، اور شام کو پیٹ بھر کے لوٹتے ہیں۔ (ترمذی)

وہ شخص ایک گونہ نفاق کی حالت میں مرا جس نے موت تک اللہ کی راہ میں سخاوت نہ کی اور نہ اس کے دل میں اس کا کوئی ارادہ پیدا ہو۔ (مسلم، ابوداوٗد، نسائی)

مومن کی ازار نصف ساق تک ہوتی ہے اس سے لے کر ٹخنوں تک بھی کچھ گناہ نہیں اور جو اس سے نیچے ہو تو دوزخ میں ہے۔ (ابوداوٗد، نسائی)

ہر چیز کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین کی محبت ہے اور صابر فقیر (محتاج تنگدست) بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔ (ابن عدی در کامل)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسی مغفرت کرے گا کہ کبھی کسی کے دل پر نہ گزری ہو، یہاں تک کہ ابلیس بھی اس کا منتظر ہوگا کہ شاید مجھ کو بھی یہ مغفرت پہنچ جائے

(ابن ابی الدنیا)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے اور جو ملاقات میں پہل کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بخاری، مسلم، طبرانی)

جب تو لوگوں کو بخل کی پیروی کرتے ہوئے، ہوائے نفسانی کا اتباع کرتے ہوئے اور اہل رائے کی خود رائی دیکھے تو تو اُن سے علیحدہ ہو جاوٗ۔

(ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ)

کھاوٗ، پیو، پہنو اور صدقہ (خیرات) دو، نہ اسراف کے ساتھ نہ تکبر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر بھلا لگتا ہے۔ (نسائی، ابن ماجہ)

جو شخص پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری صف والوں میں اس لیے کھڑا ہو کہ دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچے تو اللہ اس کو پہلی صف والوں سے دُگنا ثواب دے

گا۔ (طبرانی)

جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو نہایت رغبت کے ساتھ مانگو اور فردوس اعلیٰ کی درخواست کرو۔ اس لیے کہ اس کے نزدیک کوئی چیز (ایسی) بڑی نہیں جس کو وہ نہ دے سکے۔ (مسلم)

ایک گروہ جب چل رہا ہو تو کافی ہے کہ ان میں سے صرف ایک شخص ہی سلام کہے اور اسی طرح ایک جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک ہی کا سلام کافی ہے۔ (ابوداؤد)

جاہل کو جہل کی بنا پر معذور نہیں رکھا جائے گا، جاہل کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے جہل پر ٹھہرا رہے، اور نہ عالم کو یہ جائز ہے کہ وہ اپنے علم پر سکوت کرے۔
(اوسط طبرانی)

کوئی درد مرض ایسا نہیں جس کی دوا نہ ہو، جانتا ہے اس کو جو جانتا ہے۔ اور نہیں جانتا، جو نہیں جانتا، سوائے موت کے، یعنی موت سے بچانے کی کوئی دوا نہیں۔
(مسلم، ترمذی، طبرانی، درکبیر)

بلاشبہ جو آدمی ایسی بات کہتا ہے جس سے اپنے ہم نشینوں کو ہنسائے تو وہ اس کی وجہ سے ثریا سے دور جا گرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے اونچے مقام و مرتبہ کو کھو بیٹھتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

تین باتیں نجات دینے والی ہیں۔ ایک خوفِ خدا ظاہر و باطن میں، دوم میانہ روی تونگری و مفلسی میں، سوم اعتدال بحالت رضا و غضب میں۔ (طبرانی، ابونعیم، بیہقی، درشب)

دل اللہ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں میں ہے۔ وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، اگر اس کو سیدھا رکھنا چاہتا ہے تو سیدھا رکھتا ہے اور کج کرنا چاہتا ہے تو کج کر دیتا ہے۔ (حاکم)

میری ساری امت معاف کردی جائے گی۔ سوائے علانیہ گناہ کرنے والوں کے اور وہ شخص بھی علانیہ گناہ کرنے والا شمار ہوگا جو بُرا کام خفیہ کرے۔ پھر لوگوں کو بتا دے۔ (بخاری و مسلم)

آدمی کا حق صرف تین چیزوں میں ہے۔ ایک کھانا کہ اس کی پشت کو سیدھا رکھے دوم کپڑا کہ اس کی برہنگی کو چھپادے، سوم گھر کہ اس کو پناہ دے، اور جو زیادہ ہے وہ حساب کی چیز ہے۔ (ترمذی)

جو شخص قیامت کے روز کرب و اضطراب سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ تنگ حال و مقروض کی مشکلات رفع کرے، یا اس سے جو مطالبہ ہو اس میں کچھ کمی کردے۔ (مسلم)

اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم زیر معاہدہ (رعایا) شخص کو قتل کرے گا تو وہ جنت کی خوشبو بھی سونگھنے نہ پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آنے لگتی ہے۔ (بخاری کتاب الجزیہ)

اس شخص پر خدا اپنے رحم و کرم کی بارش کرے جو خرید و فرخت میں خوشدلی اور سلیقہ مندی برتتا ہے اور قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی سے پیش آتا ہے۔

(بخاری، ترمذی)

اللہ فرشتہ کو بھیجتا ہے جو شکم مادر میں بچے کے لیے چار کلمات لکھتا ہے اس کا عمل، اس کی موت، اس کا رزق، اور اس کا سعد (نیک) یا شقی (بد) ہونا، پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن پر زیادہ رحم کرتا ہے، بہ نسبت مادر مشفقہ کے رحم کے اپنی اولاد پر۔ (بخاری و مسلم)

جب صبح ہوتی ہے آدمی کے سارے اعضا زبان سے کہتے ہیں۔ ہمارے بارے

میں خدا کا خوف رکھنا، اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔ (طبرانی، ابن ابی الدنیا)

تین چیزیں باعثِ ہلاکت ہیں۔ اول یہ کہ آدمی صفتِ بخل کا مطیع ہو جائے، دوم اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگے، سوم، خود بینی میں مبتلا ہو جائے اور خود پر ناز کرنے لگے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

میں نے اپنی رحمت شفاعت اپنی اُمت کے گنہگاروں کے لیے چھپا رکھی ہے، کیا تم یہ جانتے ہو کہ شفاعت اہل تقویٰ وطاعت ہی کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ آلودگان عصیان کے لیے ہے۔ (بخاری ومسلم)

کوئی بندہ ایماندار ایسا نہیں کہ اس کی آنکھ سے کوئی آنسو اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو خدا کے خوف سے بہہ کر رخسار پر کچھ رواں ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے آتش جہنم حرام نہ کر دے۔ (طبرانی، بیہقی)

نہیں کم ہوا مال صدقہ وخیرات دینے سے اور نہیں بڑھایا۔ اللہ نے کسی شخص کو معاف کرنے کی وجہ سے بجز عزت کے، اور نہیں تواضع (اختیار) کی کسی نے اللہ کی خاطر مگر یہ بلند کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے۔ (مسلم)

حضور کی مجلس میں ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی، حضور نے فرمایا۔ ہلاکی ہو تجھ کو، تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی، اگر وہ اس (تعریف) کو سن لے تو فلاح نہ پائے (مغرور ہو جائے) (بخاری ومسلم)

جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین وجوہ سے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوم وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، اور سوم نیک اولاد، جو اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگتی رہے۔ (ترمذی)

جس نے تنگ حال مقروض کو مہلت دی یا اس کے لیے (اصل قرض میں سے) کچھ کمی کر دی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے لے لے گا

جب کہ اس دن بجز اس کے سایہ کے کوئی سایہ میسر نہ ہوگا۔ (ترمذی)

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔ آپس میں ملیں تو ایک ادھر کو منہ پھیرے اور ایک اُدھر کو، ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔ (بخاری و مسلم)

جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سننے والا اس کا بھائی یا ساتھی کہے یَرْحَمُکَ اللّٰہ، اور جب وہ اس کے لیے یرحمک اللہ کہے تو چھینکنے والا اسکے لیے کہے تو چھینکنے والا اس کے لیے کہے یَھْدِیْکَ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔

دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بہتر کوئی چیز نہیں، اللہ پر ایمان لانا اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا، اور دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے بُری کوئی چیز نہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا۔ (منبہات)

جو مسلمان کثرت سے استغفار کو لازم کرلے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نجات کی صورت بنا دیتا ہے، اور ہر غم و گھبراہٹ کو دور کر دیتا ہے، اور اس کو ایسے طور پر رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

جب ایک آدمی دوسرے آدمی کو کافر کہتا ہے تو کفران دونوں میں سے ایک پر عائد ہو جاتا ہے اگر وہ شخص کافر ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اسے کہا گیا، اور اگر وہ کافر نہیں تو اس کو کافر کہنے کی وجہ سے کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ (مسند الفردوس)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے اور ان سے نیک برتاؤ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے جو اس کی مغفرت میں مانع ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تم یقین کو سیکھو، اس کے معنے یہ ہیں کہ یقین والوں کے پاس بیٹھو اور ان سے علم یقین کو سنو اور ان کی پیروی پر مداومت کرو، تاکہ تمہارا یقین قوی ہو جائے، جیسا کہ ان کا یقین قوی ہو گیا، اس لیے کہ تھوڑا سا یقین بہت سے عمل سے بہتر ہے۔ (ابونعیم)

مفرد لوگ سبقت لے گئے۔ عرض کی گئی، یارسول اللہ ، یہ کون لوگ ہیں۔فرمایا۔جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے باعث پاک صاف ہو گئے ہیں، ذکر الٰہی نے ان کے بوجھ (گناہ) اتار دیے، اور قیامت میں وہ ہلکے پھلکے پہنچے۔ (مسلم، ترمذی)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یارسول اللہ ۔نجات کی کیا صورت ہے؟ فرمایا۔اپنی زبان کو روک اور چاہیے کہ گنجائش کرے تجھ کو تیرا گھر (گھر سے باہر مت نکل) اور اپنی خطا پر گریہ کر۔ (بخاری)

بہت سے (پراگندہ مو) غبار آلود، ایسے دو چادروں والے جن کی (دنیاداروں کی نگاہ میں) کچھ قدر نہیں ہوتی، ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو (کسی امر پر ) کچھ قسم دیں تو اللہ (ان کی بات پوری کر کے) انہیں سچا کر دے۔ (مسلم)

جب آدمی علم سیکھیں اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیں اور زبان سے دوست بنے رہیں اور دلوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں، اور قرابتوں (رشتہ داریوں) کو قطع کریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرتا ہے ان کو بہرا اور اندھا بنا دیتا ہے۔ (طبرانی)

جھگڑے میں گالی دینے والے جو کچھ کہتے ہیں وہ (گالی) اسی پر پڑتی ہے جس نے ابتدا کی ہو، بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ بڑھ جائے۔ (مسلم)

جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔اس پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

(احمد، طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا۔تم کو معلوم ہے کہ دوزخ کس شخص پر حرام ہے؟ انہوں نے عرض کی۔اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے فرمایا، اس پر حرام ہے جو نرم خو منکسر المزاج آسان گیر محنت گیر نہ ہو اور ملنسار ہو۔

(طبرانی، ترمذی)

ایسا ہرگز نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس ایسے وقت آؤ کہ جب وہ کسی اور دلچسپی میں مشغول ہوں اور تم اس وقت انہیں وعظ سنانا شروع کر دو، اور اس کا نتیجہ بیزاری ہو، ایسے موقعہ پر خاموش رہو۔ یہاں تک کہ لوگ تم سے اس کی خواہش ظاہر کریں کہ تم انہیں کچھ سناؤ تا کہ وہ رغبت کے ساتھ سنیں۔ (بخاری)

ہر جھوٹ (نامہ اعمال) میں لکھا جاتا ہے، سوائے اس (جھوٹ) کے کہ آدمی جنگ میں جھوٹ بولے کہ جنگ فریب ہے۔ یا یہ کہ (مصلحتاً) دو آدمیوں کے درمیان جھوٹ بولے اور ان دونوں میں صُلح کرا دے، یا یہ کہ آدمی اپنی بیوی کو راضی (خوش) کرنے کے لیے جھوٹ بول دے۔ (مسلم)

حضور سے پوچھا گیا۔ وہ کونسی چیز ہے جس کے سبب لوگ کثرت سے جنت میں جائیں گے؟ فرمایا۔ خوف خدا اور حسنِ خلق۔ پھر پوچھا گیا۔ وہ کونسی چیز ہے جس کے باعث لوگ کثرت سے جہنم میں جائیں گے؟ فرمایا۔ دو جوفدار چیز دا کے سبب، منہ اور فرج۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تم میں سے کوئی ایسا نہیں جسے اس کا عمل جنت میں پہنچا دے یا دوزخ سے بچا دے یعنی اللہ کی رحمت کے بغیر عمل کارآمد نہیں لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی ایسے نہیں؟ آپ نے فرمایا میں بھی ایسا نہیں، اِلّا یہ کہ مجھ کو میرے پروردگار کی رحمت ڈھانپ لے۔) بخاری ومسلم)

تمام کبیرہ گناہوں سے کبیرہ گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگوں نے عرض کی۔ آدمی اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دے گا۔ فرمایا۔ کوئی شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے اور وہ جواب میں اس کے ماں باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ (بخاری ومسلم)

ایک اعرابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں التجا کی۔ یا رسول اللہ، مجھے وصیت فرمایئے۔ حضور نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرتا رہ اور اگر تجھ میں کوئی بات دیکھ

کر کوئی تجھ کو عار دلائے تو تو اس کی کوئی بات دیکھ کر اس کو عار نہ دلا، اس طرح اس پر وبال رہے گا اور تجھے ثواب ملے گا اور کسی چیز کو گالی مت دینا۔ (احمد، ابن ابی الدنیا)

تمہاری عورتوں میں بہتر وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے، اور جب شوہر اس کو حکم دے تو وہ اطاعت کرے، اور شوہر کی غیر حاضری میں اپنے نفس اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ (نسائی)

نہیں انتقام لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان کے لیے کبھی بھی مگر یہ کہ ہتک کی جائے اللہ کی حرمت کی تو آپ اللہ کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

جو شخص کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اسے قرض معاف کردے اللہ اس سے آسانی سے حساب لے گا۔ اور ایک روایت ہے کہ اللہ اسکو اس دن اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (مسلم)

امیری (تونگری) کثرتِ مال واسباب سے نہیں بلکہ امیری دل کی غنا سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

دل کی غنا سے مراد قناعت وصبر اور رضا بر قضا ہے، حریص مالدار فقیر ہے، قناعت والا غریب امیر ہے۔ (مرآت)

اسلام شروع ہوا غریب (تنہا) اور عنقریب (تنہا) ہو جائے گا، جیسے کہ شروع ہوا، پس خوشخبری ہے غرباء کے لیے۔ آپ سے پوچھا گیا غرباء کون ہیں؟ فرمایا جو اصلاح کرتے ہیں۔ میری سنت کی کہ لوگوں نے اسے بگاڑ دیا ہو، اور جس سنت کو لوگوں نے فنا کر دیا ہو، اس کو قائم کرتے ہیں۔ (ترمذی)

اللہ پاک ہے اور وہ پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، صاف ستھرا ہے اور صفائی ستھرائی اسے پسند بھی ہے، وہ خود کریم ہے۔ اور رحم وکرم کو محبوب رکھتا ہے، وہ سخی ہے اور اسے سخاوت پسند ہے، لوگو، تم اپنے مکانوں کے صحنوں کو صاف ستھرا رکھا کرو، اور یہود کی طرح گندے نہ ہو جاؤ۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا مانگتے تھے۔ یا اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اور اس عمل کی محبت جو تیری محبت کے قریب کردے اور اپنی محبت کو میرے نزدیک ٹھنڈے پانی کی محبت سے زیادہ محبوب کردے۔ (ترمذی)

جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ دوزخ سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ ایسے حال میں مرے کہ لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دے رہا ہو اور لوگوں کے ساتھ وہ کام (برتاؤ) کرے جس کو خود اپنے لیے دوسروں سے چاہتا ہو۔ (مسلم)

بچہ کو حکم ہوگا کہ جنت میں داخل ہو، وہ جنت کے دروازے پر توقف کرے گا اور غصہ میں بھر کر کہے گا۔ میں جنت میں جب ہی جاؤں گا کہ میرے ماں باپ میرے ساتھ ہوں۔ حکم ہوگا۔ اس کے ماں باپ کو اس کے ساتھ جنت میں داخل کردو۔ (نسائی، ابن جان)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے، راست گفتاری، ایفائے عہد، ادائے امانت، ترک خیانت، ہمسایہ کی رعایت، یتیم پر رحم، نرم گفتاری، سلام کرنے اور تواضع (انکساری) کی۔ (ابونعیم درحلیہ)

اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں، خلق کے فرشتوں کے علاوہ، جب وہ ذکر کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ چلو تمہارا مطلب یہاں ہے، پس ذکر والوں کے پاس آتے ہیں اور انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اور ذکر سنتے ہیں، آگاہ رہو، اللہ کا ذکر کیا کرو، اور اپنے نفسوں کو سمجھایا کرو۔ (مسلم، ترمذی)

عورت مثل پسلی کی ہڈی کے ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرو گے تو اسے توڑ دو گے (نوبت طلاق تک جا پہنچے گی) پس اس کو چھوڑ دو اور اس کے ٹیڑھے پن میں ہی اس

سے تمتع (فائدہ) حاصل کرو۔ (بخاری ومسلم)

بندے کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو، اور وہ آدمی جنت میں نہیں جائے گا جس کے پڑوسی اس کے شر اور برائیوں سے امن میں نہ ہوں۔ (شب الایمان، بیہقی)

جب دو مسلمان تلواریں لے کر آپس میں لڑنے کے لیے آمنے سامنے ہوتے ہیں تو وہ دونوں جہنمی ہیں۔ عرض کی گئی۔ یہ جہنمی ہونا تو قاتل کے لیے ہوا پس مقتول کیوں جہنمی ٹھہرا؟ کیونکہ مقتول تو بہ ظاہر مظلوم ہے۔ فرمایا۔ بلاشبہ مقتول کا ارادہ بھی یہی تھا کہ وہ اپنے بالمقابل کو قتل کر ڈالے۔ (بخاری)

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی۔ انسان کی آنکھیں تو رہبر ہیں۔ کان محافظ، زبان ترجمان، دونوں ہاتھ لشکر کے ہر دو اطراف ہیں اور پاؤں قاصد اور دل بادشاہ ہے۔ پس جب بادشاہ اچھا ہو گا تو اس کے ماتحت بھی اچھے ہوں گے۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، محتاجی سے پہلے تونگری کو، مشغولیت سے پہلے فرصت کو اور اپنی موت سے پہلے زندگی کو۔ (ترمذی)

غنیمت جاننے کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں سے کچھ کمائی کر لو بار بار یہ مواقع نہیں ملتے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا۔ کون ہے؟ میں نے کہا۔ میں ہوں۔ آپ باہر تشریف لائے اور میں، میں، فرماتے تھے گویا یہ جواب آپ کو ناپسند آیا۔ (نسائی)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ، ایک ادنیٰ آدمی مجھ کو گالیاں دیا کرتا ہے، تو آیا اس میں کچھ مضائقہ تو نہیں کہ میں بھی اس سے (گالی کا جواب گالی سے دے کر) بدلہ لے لوں۔ فرمایا۔ گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو جھٹلاتے اور تہمت لگاتے ہیں۔ (احمد، ابوداؤد)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ فلاں شخص کا کیا حال ہے، اللہ کی اس پر لعنت ہو، میں نے عرض کی۔ وہ مرگیا۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مُردوں کو گالی نہ دو کہ وہ اپنے کیے کو پہنچ گئے۔ (بخاری)

قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے۔ حتیٰ کہ اس سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کیا جائے۔ یعنی پانچ چیزوں کا حساب دیے بغیر انسان بارگاہِ الٰہی سے نہیں ہٹ سکتا اس کی عمر کے بارے میں کہ کس چیز میں خرچ کی، اس کی جوانی کے بارے میں کہ کاہے میں گزری، اس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کاہے میں خرچ کیا، اور اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔ (ترمذی)

چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس میں جمع ہوں وہ خالص منافق ہے۔ اگرچہ نماز پڑھے اور روزے رکھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اگر ان چار چیزوں میں سے ایک ہو تو اس میں نفاق کی ایک شاخ ہے، جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔

(۱) جو شخص جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) اور جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے۔

(۳) اور جب اس پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(۴) اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (بخاری و مسلم)

# اخلاق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس انسانی کمالات اور اچھے اوصاف کا کامل نمونہ ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو معراج انسانیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ احکامِ الٰہی کے مطابق جس حد تک انسان میں اچھی خوبیاں ہونی چاہیں آپ کے اسوہ حسنہ میں وہ تمام خوبیاں منہاج پر ہیں۔ انسان زندگی کے شب و روز کا بیشتر حصہ انسانی برادری کے تعلقات پر مبنی ہے۔ اسے اطاعتِ الٰہی کے مطابق سرانجام دینا ہی اچھا اخلاق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی برادری کے ساتھ عمدہ سلوک کی وہ روشن مثالیں یادگار چھوڑی ہیں جو تا قیامت انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں کیونکہ آپ کی ذات گرامی حسنِ اخلاق کی تمام انواع کی جامع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق زندگی کے ہر شعبے پر محیط ہے اسی لیے آپ نے خلوت اور جلوت گھر اور میدان تجارت اور سیاست، امن اور جنگ، غربت اور امیری سفر اور قیام غرضیکہ ہر حالت میں قرآن کے اخلاقی ضابطوں پر خود عمل کیا اور دوسروں کو ان پر عمل کی دعوت دی۔ آپ نے جس اخلاق کے عمل کا پرچار کیا ہے وہ عین احکامِ الٰہی ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور کا اخلاق قرآن مجید ہے۔ یعنی آپ کا ہر عمل قرآن کے مطابق ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی تصدیق فرمائی ہے کہ آپ کا اخلاق خلق عظیم ہے یعنی جیسا اخلاق آپ کا تھا نہ آج تک ہوا اور نہ آئندہ کسی کا ہوگا۔

اخلاق نبوی کے سب سے نمایاں اور روشن پہلو یہ ہیں کہ آپ علم و عفو میں بے

مثل ہیں عدل وانصاف میں یکتائے زمانہ ہیں۔رحم وکرم میں آپ جیسا نہ کوئی ہوااور نہ ہوگا۔ایثاروقربانی میں آپ کی انتہا کو کوئی نہ پہنچا۔آپ کی جودوسخا مشہورزمانہ ہے۔آپ مہمانوازی میں بےنظیر ہیں۔آپ حسن معاملہ صبروقناعت تواضع وانکساری کی بلند منزلوں پر فائز تھے۔آپ کی شجاعت مشہورزمانہ ہے۔آپ کا ایفائے عہد تنویر قرآن ہے۔آپ کا حیاء پیغام عرفان ہے۔آپ نے مسکینوں سے محبت فرمائی۔ غریبوں میں رہ کر خوش ہوئے۔کسی تنگ دست کو حقیر نہ جانا بلکہ اس کی ہمیشہ دستگیری کی۔دکھ دینے والوں کے دکھ پر ہمیشہ صبر کیا جو خدا سے ملا۔اس پر گزر کر کے ہر دم اس کا شکر ادا کیا۔جس سے بات کی اتنی نرمی سے کی کہ گفتگو کرنے والا ہمیشہ گرویدہ ہوا۔غرضیکہ آپ کی سیرت طیبہ پر جس رخ سے بھی نظر ڈالی جائے۔اسی رخ میں بنی نوع انسان کے لیے ہمہ گیر اخلاق کا پیغام مضمر ہے۔اخلاق نبوی کے چند درخشاں پہلو آپ کی خدمت میں پیش ہیں خدا آپ کو اور مجھے عمل کی توفیق بخشے۔

# ا۔حُسنِ اخلاق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نرم مزاج،خوش اخلاق اور نیک سیرت تھے۔آپ کا چہرہ ہنستا تھا۔وقار ومتانت سے گفتگو فرماتے تھے،کسی کی خاطر شکنی نہیں کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن اخلاق انسانیت کی معراج ہے اور آپ سراپا نمونہ حسن اخلاق ہیں جس طرح آپ کی ذات اقدس بےمثل ہے۔اسی طرح آپ کا اخلاق بھی بےمثل ہے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ملا وہی آپ کے حسن اخلاق کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکا۔یہ آپ کا حسن خلق ہی ہے کہ آپ جس قوم میں معبوث ہوئے انہیں دنیا کی اعلیٰ ترین قوم بنا دیا۔آپ کے حسن خلق کے بارے میں معروف روایات حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک

مرتبہ سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جس کی کثرت لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی تو آپ نے فرمایا کہ وہ خوفِ الٰہی اور خوش خلقی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں صرف اس لیے معبوث ہوا ہوں کہ حسنِ اخلاق کو پورا کروں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اس شخص کا ایمان کامل ہے جو ان سب میں خوش خلق ہو۔

حضرت ام الدردا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی چیز میزانِ عمل میں حسنِ خلق سے زیادہ وزن دار نہ ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان اپنے حسن خلق کی وجہ سے قائم اللیل (جو راتوں کو نماز میں کھڑے رہیں) اور صائم النہار (جو دن کو روزہ رکھیں) کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدخلقی اعمال کو ایسا ہی خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں مجھ کو اس سے زیادہ محبت ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہؐ فلاں عورت نہایت کثرت سے عبادت کرتی ہے اور صدقہ و خیرات بھی بہت کرتی ہے۔ لیکن اس کے ہمسایہ اس کی زبان درازی سے نالاں رہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ یہ عورت دوزخ کا کندہ ہے۔ پھر سائل نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بی بی نماز و روزہ اور صدقہ و خیرات تو واجبی طور پر ادا کرتی ہے مگر اسکے حسنِ اخلاق کی بدولت اس کے ہمسائے اس سے بہت خوش ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ یہ خوش نصیب جنت میں جائے

گی۔

آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی سے ملتے وقت ہمیشہ پہلے خود سلام اور مصافحہ فرماتے۔کوئی شخص جھک کر آپ کے کان میں کچھ بات کہتا تو اس وقت تک اُس کی طرف رُخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ ہٹا لے۔مصافحہ میں بھی یہی معمول تھا۔ یعنی کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے۔اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔مجلس میں بیٹھتے تو آپ کے زانو کبھی ہمنشینوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لے گئے۔دیکھا تو کسی نے مسجد میں ناک صاف کی ہے۔آنے خوددست مبارک سے ایک کنکر لے کر اس کو کھرچ ڈالا اور آئندہ لوگوں کو اس فعل سے منع فرمایا۔

اکثر نوکر چاکر،لونڈی،غلام،خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ اس میں ہاتھ ڈال دیں تاکہ متبرک ہو جائے۔جاڑوں کے دن اور صبح وقت ہوتا،تاہم آپ کبھی انکار نہ فرماتے۔

ایک دفعہ آپ سعد بن عبادۃ سے ملنے گئے۔واپس آنے لگے تو انہوں نے اپنے صاحبزادہ قیس کو ساتھ کر دیا۔کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جائیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیسؓ سے کہا تم بھی میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔انہوں نے بے ادبی کے لحاظ سے تامل کیا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ یا سوار ہو جاؤ یا گھر واپس جاؤ وہ واپس چلے گئے۔

ایک دفعہ نجاشی کی طرف سے چند سفیر آئے آپ نے انہیں اپنے ہاں مہمان رکھا اور خود بہ نفس نفیس مہمان نوازی کے تمام کام انجام دیے۔صحابہ نے عرض کی کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت گزاری کی ہے اس لیے میں خود ان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

عتبان بن مالکؓ جو اصحاب بدر میں تھے،ان کی بینائی میں فرق آ گیا،آخر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ میں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں۔ لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو مسجد تک جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اگر آپ میرے گھر میں تشریف لا کر نماز پڑھ لیتے تو میں اسی جگہ کو سجدہ گاہ بنا لیتا۔ دوسرے دن صبح کے وقت آپ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر ان کے گھر گئے اور دروازہ پر ٹھہر کر اذن مانگا۔ اندر سے جواب آیا تو گھر تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ کہاں نماز پڑھوں؟ انہوں نے جگہ بتا دی۔ آپ نے تکبیر کہہ کر دو رکعت نماز ادا کی۔ نماز کے بعد لوگوں نے کھانے کے لیے اصرار کیا۔ خزیرہ ایک کھانا ہوتا ہے۔ قیمے پر آٹا چھڑک کر تیار کرتے ہیں، وہ سامنے آیا۔ محلّہ کے تمام لوگ کھانے میں شریک ہوئے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا مالک بن خیش نظر نہیں آتے۔ ایک نے کہا وہ منافق ہے۔ ارشاد فرمایا یہ نہ کہو، وہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں اُن کا میلان منافقین کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے، خدا اس پر آگ کو حرام کر دیتا ہے۔

ابو شعیب ایک انصاری تھے۔ اُن کا غلام بازار میں گوشت کی دکان رکھتا تھا۔ ایک دن وہ خدمتِ اقدس میں آئے۔ آپ صحابہ کے حلقے میں تشریف فرما تھے، اور چہرہ سے بھوک کا اثر پیدا ہوا تھا۔ ابوشعیبؓ نے جا کر غلام سے کہا کہ پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو۔ کھانا تیار ہو چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کی کہ صحابہ کے ساتھ رنجہ فرمائیں۔ کل پانچ تھے۔ راہ میں ایک شخص ساتھ مل گیا۔ آنحضرت نے ابوشعیبؓ سے کہا کہ یہ شخص کہنے کے بغیر ساتھ مل گیا ہے اگر تم اجازت دو تو یہ بھی ساتھ آئے، ورنہ رخصت کر دیا جائے۔ انہوں نے کہا آپ ان کو بھی ساتھ لائیں۔

یہود کا دستور تھا کہ عورتوں کو جب ایام آتے تو ان کو گھروں سے نکال دیتے، اور اُن کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف

لائے تو انصار نے آپ سے اس کے متعلق سوال کیا، اس پر آیت اُتری کہ اس حالت میں مقاربت ناجائز ہے۔ اس بنا پر آپ نے حکم دیا کہ مقاربت کے سوا کوئی چیز منع نہیں۔ یہودیوں نے آپ کا حکم سنا تو بولے کہ یہ شخص بات بات میں ہماری مخالفت کرتا ہے۔ صحابہ آپؐ کی خدمت میں آئے کہ یہود جب یہ کہتے ہیں تو ہم مقاربت بھی کیوں نہ کریں۔ رخسار مبارک غصہ سے سُرخ ہوگیا۔ دونوں صاحب چلے گئے۔ آپ نے اُن کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں بھیجیں۔ اُس وقت ان کو تسکین ہوئی کہ آپ ناراض نہ تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا، جس سے میں قرض لیا کرتا تھا۔ ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہیں پھلیں اور قرضہ ادا نہ ہوسکا۔ اس پر پورا سال گزر گیا۔ بہار آئی تو یہودی نے تقاضا شروع کیا کہ اس مرتبہ پھل کم آئے۔ میں نے آئندہ فصل کی مہلت مانگی، اس نے انکار کیا، میں نے آنحضرتؐ سے آکر تمام واقعات بیان کیے۔ آپؐ چند صحابہ کے ساتھ خود یہودی کے گھر تشریف لے گئے اور سمجھایا کہ مہلت دے دو۔ اس نے کہا۔ ''ابوالقاسم! میں کبھی مہلت نہ دوں گا''۔ آپ نخلستان میں تشریف لے گئے اور ایک چکر لگا کر پھر یہودی کے پاس آئے اور اس سے گفتگو کی، لیکن وہ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ بالآخر آپ نے مجھے فرمایا کہ چبوترہ پر (جو مسقّف تھا) فرش بچھادو۔ اس پر آرام فرمایا اور سو گئے۔ سو کر اُٹھے تو پھر یہودی سے خواہش کی کہ مہلت دے دے۔ وہ شقی اب بھی نہ مانا۔ آپ درختوں کے جھنڈ میں کھڑے ہوگئے اور جابر سے کہا کھجوریں توڑنی شروع کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ یہودی کا قرضہ ادا کرکے بچ رہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ کی عادت تھی کہ ہم لوگوں کیساتھ مسجد میں بیٹھ جاتے اور باتیں کرتے۔ جب اٹھ کر گھر جاتے تو ہم بھی چلے جاتے، ایک دن

حسب معمول مسجد سے نکلے، ایک بدو آیا اور اس نے آپ کی چادر اس زور سے پکڑ کر کھینچی کہ آپ کی گردن سرخ ہوگئی۔ آپؐ نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا، بولا کہ میرے اونٹوں کو غلہ سے لاد دے تیرے پاس جو مال ہے وہ نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے میری گردن کا بدلہ دو، تب غلہ دیا جائے گا۔ وہ بار بار کہتا تھا۔ خدا کی قسم میں ہرگز بدلہ نہ دوں گا آپؐ نے اس کے اونٹوں پر جو اور کھجوریں لدوا دیں اور کچھ تعرض نہ فرمایا۔

حضرت ابوذرؓ مشہور صحابی ہیں۔ ایک دفعہ ان کو بلا بھیجا تو وہ گھر میں نہیں ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد حاضر خدمت ہوئے تو آپ لیٹے ہوئے تھے اور سینہ سے لگا لیا۔ حضرت جعفرؓ بھی جب حبشہ سے واپس آئے تھے تو آپ نے ان کو گلے لگا لیا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

# ۲۔ حلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے حلیم الطبع تھے، دوسرے لوگوں نے آپ کو بیشمار دکھ دیے اور ہر قسم کی تکالیف پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اس کے باوجود آپ نے ان کی غلطیوں سے چشم پوشی کی اور بڑی کشادہ دلی سے دشمنانِ دین سے پیش آتے رہے۔ آپ کی اس حلیم الطبع نے اسلام کے بدترین دشمنوں کو بھی آپ کے قدموں پر جھکا دیا۔

جنگِ اُحد کی شکست سے زیادہ روسائے طائف کی تحقیر آمیز برتاؤ کی یاد خاطر اقدس پر گراں تھی۔ تاہم دس برس کے بعد غزوۂ طائف میں جب وہ ایک طرف منجنیق سے مسلمانوں پر پتھر برسا رہے تھے، تو دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سراپا حلم وعفو تھے دعا مانگ رہے تھے، کہ خدایا انہیں سمجھ عطا کر اور ان کو آستانۂ اسلام پر جھکا دے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۹ ھ میں جب ان کے وفد نے مدینہ کا رُخ کیا تو آپ

نے صحن مسجد میں ان سے مہمان کی حیثیت سے پیش آئے اور ان کی بے پناہ عزت حرمت کی۔

قریش نے آپ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکی دی، راستوں میں کانٹے بچھائے۔جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں۔گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا۔آپکی شان میں گستاخیاں کیں۔نعوذ باللہ کبھی جادوگر کبھی پاگل کبھی شاعر کہا۔لیکن آپ نے کبھی ان کی باتوں پر برہمی ظاہر نہیں فرمائی۔غریب سے غریب آدمی بھی جب کسی مجمع میں جھٹلایا جاتا ہے تو وہ غصے سے کانپ اُٹھتا ہے۔ایک صاحب جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذی المجاز کے بازار میں اسلام کی دعوت دیتے ہوئے دیکھا تھا، بیان کرتے ہیں کہ حضور فرمارہے تھے کہ ''بولو! لا الٰہ اللہ کہو تو نجات پاؤ گے۔ پیچھے پیچھے ابوجہل تھا، وہ آپ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا، لوگو! اس شخص کی باتیں تم کو اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کردیں، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات وعزیٰ کو چھوڑ دو۔راوی کہتا ہے کہ آپ اس حالت میں اس کی طرف مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے۔(مسند احمد)

زید بن سعنہ جس زمانہ میں یہودی تھے۔لین دین کا کاروبار کرتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ قرض لیا۔معیادادا میں ابھی کچھ دن باقی تھے، تقاضا کو آئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر کھینچی اور سخت سُست کہہ کر کہا عبدالمطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ یونہی حیلے حوالے کیا کرتے ہو۔حضرت عمرؓ غصہ سے بے تاب ہوگئے۔اس کی طرف مخاطب ہوکر کہا ''او دشمنِ خدا تو رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا، عمر! مجھ کو تم سے اور کچھ اُمید تھی۔اس کو سمجھانا چاہیے تھا کہ نرمی سے تقاضا کرے، اور مجھ سے کہنا چاہیے تھا کہ میں اس کا قرضہ ادا کردوں''۔یہ فرما کر حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ قرضہ ادا کر کے بیس صاع کھجور کے اور زیادہ دے دو۔

ایک دفعہ آپ کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑا رہ گیا تھا کہ اور وہ بھی موٹا اور گندہ

تھا پسینہ آتا تو اور بھی بوجھل ہو جاتا۔ اتفاق سے ایک یہودی کے ہاں شام کے کپڑے آئے حضرت عائشہؓ نے عرض کی ایک جوڑا اس سے قرض منگوا لیجیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس گستاخ نے کہا۔ میں سمجھا۔ مطلب یہ ہے کہ میرا مال یوں ہی اڑا لیں اور دام نہ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناگوار جملے سن کر صرف اس قدر فرمایا کہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں سب سے زیادہ محتاط اور سب سے زیادہ امانت ادا کرنے والا ہوں۔

سب سے بڑھ کر طیش اور غضب کا موقع افک کا واقعہ تھا، جب کہ منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو نعوذ باللہ تہمت لگائی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ کی کی محبوب ترین ازواج اور حضرت ابوبکرؓ جیسے یار غار اور افضل الصحابہ کی صاحبزادی تھیں۔ شہر منافقوں سے بھرا پڑا تھا جنہوں نے دم بھر میں اس خبر کو اس طرح پھیلا دیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ دشمنوں کی شماتت، ناموس کی بدنامی، یہ باتیں انسانی صبر و تحمل کے پیمانے میں نہیں سما سکتیں۔ تاہم رحمت عالم نے ان سب باتوں کے ساتھ کیا کیا؟ تہمت کا تمام تر بانی، رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا، اور آپ کو اس کا بخوبی علم تھا، بایں ہمہ آپ نے صرف اس قدر کیا کہ مجمع عام میں منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ مسلمانو! جو شخص میرے ناموس کے متعلق مجھ کو ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے؟ حضرت سعد بن معاذ غصہ سے بے تاب ہو گئے اور اُٹھ کر کہا میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ آپ نام بتائیں تو اس کا سر اڑا دوں سعد بن عبادۃ نے جو عبداللہ بن ابی کے خلیف تھے، مخالفت کی اور اس پر دونوں طرف حمایتی کھڑے ہو گئے۔ قریب تھا کہ تلواریں کھینچ جائیں۔ آپ نے دونوں کو ٹھنڈا کیا۔ واقعہ کی تکذیب خود خدا نے کر دی اور تہمت لگانے والوں کو شرعی سزا دی گئی۔ تاہم عبداللہ بن ابی اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اس کو تہمت لگانے کا اقرار نہ تھا اور ثبوت کے لیے شرعی شہادت موجود نہ تھی۔ تہمت لگانے والوں میں جن کو سزا دی گئی۔ ایک صاحب مسطح بن اثاثہ تھے۔ ان کی معاش

کے کفیل حضرت ابوبکرؓ تھے تہمت کے جرم میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کا روزینہ بند کر دیا، اس پر یہ آیت اُتری۔

وَلاَ یَاتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعُتِهِ اَنْ یُّؤْتُوْآ اُوْلِی الْقُرْبیٰ وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْیَعْفُوْا وَالْیَصْفَحُوْاا لاَ تُحِبُّوْنَ اَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ وَاللّٰهُ غفُوْر" رَّحِیْم". (نور)

تم میں سے جو لوگ صاحب فضیلت اور ذی مقدور ہیں انکو یہ قسم نہیں کھانا چاہیے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مجاہدو سے سلوک نہ کریں گے تم کو عفو اور درگزر سے کام لینا چاہیے، کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ خدا تم کو بخش دے؟ خدا غفور رحیم ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان کا روزینہ بدستور جاری کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، ایک عورت قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ رُک گئے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ صبر کرو۔ وہ آپ کو پہچانتی نہ تھی (گستاخی کے ساتھ) بولی ہٹو تم کیا جان سکتے ہو کہ مجھ پر کیا کیفیت ہے؟ آپ چلے آئے۔ لوگوں نے عورت سے کہا تو نے نہیں پہچانا، وہ رسولؐ اللہ تھے۔ دوڑی ہوئی آئی اور کہا میں حضور کو پہچانتی نہ تھی۔ ارشاد فرمایا، صبر وہی ہے جو عین مصیبت کے وقت کیا جائے۔

حضرت انسؓ جو خادم خاص تھے، ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کسی کام کے لیے بھیجنا چاہا، میں نے کہا نہ جاؤں گا۔ آپ چپ رہ گئے۔ میں یہ کہہ کہ باہر چلا گیا۔ دفعتہً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے آکر میری گردن پکڑلی، میں نے مڑ کر دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں۔ پھر پیار سے فرمایا "انس! جس کام کے لیے کہا تھا اب تو جاؤ۔ میں نے عرض کی اچھا جاتا ہوں۔ حضرت انسؓ نے اسی واقعہ کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے سات برس آپ کی ملازمت کی، کبھی یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا، یا یہ کیوں نہیں کیا۔

ایک دفعہ حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے۔ آپ عیادت کو سواری پر تشریف لے گئے راہ میں ایک جلسہ تھا۔ آپ ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا، وہ بھی جلسے میں موجود تھا۔ آپ کی سواری کی گرد اڑی تو اس نے چادر ناک پر رکھ لی۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا دیکھو گرد نہ اڑائیے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریب پہنچے تو اس نے کہا، محمد اپنا گدھا ہٹاؤ، تمہارے گدھے کی بدبو نے میرا دماغ پریشان کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا، پھر سواری سے اترے اور اسلام کی دعوت دی۔ عبداللہ بن ابی نے کہا، ہمارے گھر آ کر ہم کو نہ ستاؤ۔ جو شخص خود تمہارے پاس جائے اس کو تعلیم دو۔ عبداللہ بن راحۃ جو مشہور شاعر تھے انہوں نے کہا آپ ضرور تشریف لائیں۔ بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ قریب تھا کہ تلواریں نکل آتیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریق کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا جلسہ سے اٹھ کر سعد بن عبادہ کے پاس آئے اور اُن سے کہا تم نے عبداللہ کی باتیں سنیں۔ سعد بن عبادہ نے عرض کی کہ آپ کچھ خیال نہ فرمائیں۔ یہ وہ شخص ہے کہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اہل مدینہ نے اس کے لیے ریاست کا تاج تیار کر لیا تھا۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ پس ایک اعرابی آپ سے ملا اور آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو نہایت سختی سے کھینچا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سینہ تک کھینچ آئے اور میں نے رسول اللہ کی گردن مبارک کو دیکھا تو اس میں اعرابی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے۔ پھر اس اعرابی نے کہا۔

اے محمدؐ اللہ کا جو مال تیرے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا۔

جس زمانہ میں آپ فتح مکہ کے لیے تیاریاں کر رہے تھے۔ اس بات کی خاص احتیاط فرما رہے تھے کہ قریش کو ہمارے ارادوں کی خبر نہ ہو۔ حاطب بن بلتعہ ایک صحابی تھے، انہوں نے چاہا کہ قریش کو اس کی اطلاع کر دیں۔ چنانچہ ایک خط لکھ کر انہوں نے چپکے سے ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا، آپ کو اس کی خبر ہوگئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ اسی وقت بھیجے گئے جو قاصد کو مع خط کے گرفتار کر لائے، حاطب کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے صاف صاف اپنے قصور کا اعتراف کیا اور معذرت چاہی۔ یہ وہ موقع تھا کہ ہر سیاست دان، مجرم کی سزا کا فتویٰ دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے ان کو معاف کر دیا کہ وہ شرکائے بدر میں سے تھے عورت جو اس جرم میں شریک تھی اس سے بھی کسی قسم کا تعرض نہ فرمایا۔ حالانکہ یہ خط اگر دشمنوں تک پہنچ جاتا تو مسلمانوں کو سخت خطرات کا سامنا ہو جاتا۔

ایک دفعہ ایک بدو خدمت اقدس میں آیا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے، اس کو پیشاب کی حاجت معلوم ہوئی۔ آداب مسجد سے واقف نہ تھا وہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے کہ اس کو سزا دیں۔ آپ نے فرمایا ''جانے دو'' اور پانی کا ایک ڈول لا کر بہا دو، خدا نے تم لوگوں کو دشواری کے لیے نہیں، بلکہ آسانی کے لیے بھیجا ہے۔

## ۳۔ صداقت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت شہرہ آفاق ہے۔ اپنے اور بیگانوں یعنی سبھی نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی صادق نہیں۔ آپ کی یہی صداقت آپ کے پیغام حق لانے کی دلیل بنی۔ آپ قول اور فعل میں سچے تھے جو بات زبان اقدس سے بیان فرمائی اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی حیات طیبہ میں صداقت کے بے شمار ایسی روشن مثالیں ہیں جو تا قیامت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

ایک روز قریش کے بڑے بڑے روساء جلسہ جمائے بیٹھے تھے اور آپ کا ذکر ہو رہا تھا۔نضر بن حارث نے جو قریش میں سب سے زیادہ جہاندیدہ تھا، کہا اے قریش تم پر جو مصیبت آئی ہے اب تک تم اس کی تدبیر نہ نکال سکے۔محمدؐ تمہارے سامنے بچہ سے جوان ہوا، وہ تم میں سب سے زیادہ پسندیدہ، صادق القول اور امین تھا۔اب جب اس کے بالوں پر بزرگی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں اور تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو کہ وہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، مجنون ہے۔خدا کی قسم میں نے ان کی باتیں سنی ہیں، محمد میں یہ کوئی بات نہیں۔

حضرت ابو سفیانؓ حالت کفر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اس زمانے میں قیصرِ روم سے ان کا مکالمہ بہت مشہور ہے۔قیصر روم نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر منجملہ دوسری باتوں کے ان سے پوچھا۔کیا تم نے اس مدعی نبوت کو کبھی دروغ گو بھی پایا ہے۔ابو سفیان نے جواب دیا "نہیں" گویا آپ کی راست گوئی کا سکہ بدترین دشمنوں کے دلوں پر بھی ایسا بیٹھا ہوا تھا کہ ان کو اس سے انکار کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن بھی آپ کی صداقت امانت اور دیانت کے قائل تھے۔ان اوصاف کی بدولت تمام قوم نے بچپن ہی سے آپ کو "صادق" اور "امین" کا خطاب دے رکھا تھا۔جب حضور کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو حق کی طرف بلائیں تو آپؐ ایک دن کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور بآواز بلند تمام قبائل قریش کو بلایا۔جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا۔اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرو گے؟ اس پر سب نے یک زبان ہو کر کہا بے شک ہم یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے آج تک تمہیں جھوٹ بولتے نہ کبھی سنا نہ کبھی دیکھا۔

حضورؐ نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپ کو

ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت و امانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ سے بڑھ کر امین نہ سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔

ایک دفعہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر پر سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ تو آپؐ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپؐ نے غلے کے مالک سے پوچھا۔ ''یہ کیا بات ہے''۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ اس پر کچھ بارش ہو گئی ہے حضور نے فرمایا۔ اس (بھیگے ہوئے غلے) کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھتے۔ جو شخص دھوکا دے وہ میرے طریقے پر نہیں۔

طارق بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہمارے قبیلے کے چند لوگ جن میں میں بھی تھا۔ مدینہ سے کھجوریں خریدنے گئے اور شہر سے باہر ستانے کے لیے ٹھہر گئے۔ اِتنے میں شہر سے ایک شخص آیا جس کا لباس دو پرانی چادروں پر مشتمل تھا اس نے سلام کے بعد ہم سے پوچھا کہ آپ لوگ کدھر سے آئے ہیں اور کدھر جائیں گے ہم نے جواب دیا کہ ربذہ سے مدینہ کی کھجوریں خریدنے آئے ہیں۔ ہمارے پاس ایک سرخ اونٹ تھا جس کو مہار ڈالی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یہ اونٹ بیچتے ہو۔ ہم نے کہا ۔ہاں۔ کھجوروں کی اتنی مقدار کے عوض ہم دے دیں گے۔ اس شخص نے اونٹ کی مہار پکڑی اور شہر کے اندر چلا گیا۔ بعد میں خیال آیا کہ ہم نے اپنا اونٹ ایک ایسے آدمی کو دے دیا ہے جسے ہم جانتے تک نہیں۔ اب ہم اونٹ کی واپسی یا قیمت کی وصولی کا کیا انتظام کریں۔ ابھی ہم اسی فکر میں تھے کہ شہر سے ایک اور آدمی کھجوروں کی کثیر مقدار لے کر آیا اور کہا۔

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے۔ اپنے اونٹ کی قیمت کے برابر

کھجوریں ناپ کر پوری کرلو۔ باقی تمہاری ضیافت کے لیے ہیں۔ کھاؤ پیو"۔

ہم کھا پی کر شہر میں داخل ہوئے تو وہی پہلے صاحب مسجد کے منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے اور یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جوان آدمی ہوں اور اتنا مقدور نہیں کہ نکاح کروں۔ نہ اپنے نفس پر اطمینان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پھر انہی الفاظ کا اعادہ کیا، آپ چپ رہے۔ تیسری بار کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا کا حکم ٹل نہیں سکتا۔

## ۴۔ پابندی وعدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سختی سے وعدہ کی پابندی فرماتے تھے۔ آپؐ نے جب کبھی بھی جس کسی سے وعدہ کیا اسے ہر حال میں پورا کیا۔ آپ نے وعدہ کی پابندی کے سلسلے میں مسلمان اور غیر مسلم میں کبھی امتیاز نہ کیا، یعنی انسان سے وعدہ کرتے اسے ایفا کرتے۔ پابندی وعدہ کا وصف آپ کے اخلاق حسنہ میں اتنا نمایاں تھا کہ آپ کی اس خوبی کا اعتراف آپ کے دشمن بھی کرتے تھے۔ آپ کی اس خوبی کے چند واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی الحسماءؓ سے روایت ہے کہ نبوت سے پہلے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا اور ان کو ایک جگہ بٹھا کر چلا گیا کہ ابھی آ کر حساب کردوں گا۔ میرے آنے تک آپ یہیں بیٹھئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ کر لیا لیکن مجھے اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔ تین دن کے بعد یاد آیا تو دوڑا دوڑا اس جگہ پر پہنچا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھا کر آیا تھا۔ دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما تھے۔ میں سخت شرمندہ ہوا اور عذر خواہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین دن سے یہاں تمہارا انتظار کر رہا ہوں اگرچہ تم

نے مجھے تکلیف دی ہے لیکن میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں معاف فرمائے۔

صلح نامہ حدیبیہ تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس صلح نامہ کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کر کے مکہ سے مسلمانوں کے پاس مدینہ جائے گا تو اہلِ مکہ (کفار) کے مطالبہ پر مسلمان اسے مکہ واپس بھیج دیں گے۔ عین اس وقت جب یہ معاہدہ معرض تحریر میں آیا۔ مکہ کے ایک سعید نوجوان ابو جندلؓ پاؤں میں زنجیریں پہنے ہانپتے کانپتے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں اہلِ مکہ نے اسلام قبول کرنے کی پاداش میں قید کر رکھا تھا۔ کسی طریقہ سے قید سے نکل بھاگے اور حدیبیہ پہنچ گئے۔ مسلمان انہیں اس حال میں دیکھ کر تڑپ اٹھے اور ابو جندلؓ کو اپنی پناہ میں لینے کے لیے بے تاب ہو گئے۔ لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ابو جندلؓ۔ صبر کر ہم اپنا عہد توڑ نہیں سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ہی تیرے لیے کوئی اور صورت پیدا کر دے گا۔

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن الیمانؓ اور ابو حسیلؓ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ہم مکہ سے آ رہے ہیں۔ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا۔ ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔

قبولِ اسلام سے پہلے صفوان بن امیہ اسلام کے بدترین دشمن تھے۔ انہیں فتح مکہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب القتل قرار دیا تھا۔ مکہ فتح ہوتے ہی وہ

بھاگ کر جدہ چلے گئے ان کی عم زاد بھائی حضرت عمیر بن وہبؓ نے سفارش کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمالیا کہ صفوان کو ساتھ لیکر مکہ واپس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر صفوان نے پوچھا کیا آپ نے مجھے امان دی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں یہ سچ ہے میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ صفوان نے اسلام قبول کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت طلب کی۔ حضورؐ نے انہیں چار ماہ کی مہلت دے دی لیکن جنگِ حنین کے موقع پر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور لطف و کرم کو دیکھ کر اس معیاد کے ختم ہونے سے پہلے ہی مشرف باسلام ہو گئے۔

حضرت ابو رافع مشہور صحابی ہیں۔ قبول اسلام سے پہلے ایک دفعہ وہ قریش کے سفیر بن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ کفر سے نفرت ہوگئی۔ حضورؐ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ اب میں مکہ واپس نہیں جاؤں گا۔

حضورؐ نے فرمایا۔ میں نہ تو عہد توڑتا ہوں اور نہ سفیروں کو اپنے پاس روکتا ہوں۔ اس وقت تم واپس جاؤ۔ بعد میں چاہو تو آجانا۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ابو رافع واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد مدینہ آکر اسلام قبول کر لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا تمام کاروبار حضرت بلال کے سپرد تھا۔ روپیہ پیسہ جو کچھ آتا تھا اُن کے پاس رہتا۔ ناداری کی حالت میں وہ بازار سے سودا سلف قرض لاتے اور جب کہیں سے کوئی رقم آجاتی تو اس سے ادا کر دیا کرتے۔ ایک دفعہ بازار جا رہے تھے، ایک مشرک نے دیکھا، ان سے کہا تم قرض لیتے ہو تو مجھ سے لیا کرو۔ انہوں نے قبول کیا۔ ایک دن اذان دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ مشرک چند سوداگروں کے ساتھ آیا اور ان سے کہا ”او حبشی“ انہوں نے اس بدتمیزی کے

جواب میں ''لبیک کہا' بولا'' کچھ خبر ہے؟ وعدہ کے چار دن رہ گئے ہیں، تم نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو تم سے بکریاں چروا کے چھوڑوں گا''۔ یہ عشاء پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ خزانہ میں کچھ نہیں ہے، کل وہ مشرک آکر مجھ کو فضیحت کریگا، اس لیے مجھ کو اجازت ہو کہ میں کہیں نکل جاؤں، پھر جب قرضہ ادا کرنے کا سامان ہو جائے گا تو واپس آجاؤں گا۔ غرض رات کو جا کر سو رہے اور سامانِ سفر یعنی تھیلا، جوتی، ڈھال سر کے نیچے رکھ لی، صبح اٹھ کر سفر کا سامان کر رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمایا ہے۔ یہ گئے تو دیکھا کہ چار اونٹ غلے سے لدے ہوئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہو ، یہ اونٹ رئیسِ فدک نے بھیجے ہیں انہوں نے بازار میں جا کر سب چیزیں فروخت کیں اور مشرک کا قرضہ ادا کر کے مسجد نبوی میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ سارا قرضہ ادا ہو گیا۔

غزوۂ بدر میں سواریوں کا سامان بہت کم تھا۔ تین تین آدمیوں کے بیچ میں ایک ایک اونٹ تھا۔ لوگ باری باری سے چڑھتے اترتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی عام آدمیوں کی طرح ایک اونٹ میں دو اور آدمیوں کے ساتھ شریک تھے۔ ہمراہ جانثارانہ اپنی باری پیش کرتے، اور عرض کرتے کہ یارسول اللہ آپ سوار رہیں۔ حضور کے بدلے ہم پیادہ چلیں گے۔ ارشاد ہوتا کہ نہ تم مجھ سے زیادہ پیادہ چل سکتے ہو اور نہ میں تم سے کم ثواب کا محتاج ہوں۔

جب سب صحابہ مل کر کوئی کام کرتے تو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ شریک ہو جاتے اور معمولی مزدوروں کی طرح کام انجام دیتے۔ مدینہ میں جا کر سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر تھی۔ اس مسجد اقدس کی تعمیر میں دیگر صحابہ کی طرح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ نفس نفیس شریک تھے۔ خود اپنے دستِ مبارک سے اینٹ اٹھا اٹھا کر لاتے

تھے۔صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہماری جانیں قربان آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔؟لیکن آپ اپنے فرض باز نہ آتے۔

غزوۂ احزاب کے موقع پر بھی جب تمام صحابہ مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے، آپ بھی ایک ادنیٰ مزدور کی طرح کام کررہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک پر مٹی اور خاک کی تہہ جم گئی تھی۔

قریش اپنے فخر وامتیاز کے لیے مزدلفہ میں قیام کرتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تفریق کو بھی پسند نہ فرمایا۔ بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عام لوگوں کے ساتھ مقام کرتے تھے۔علاوہ بریں یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہیں خاص طور سے کوئی عمدہ جگہ دیکھ کر آپ کے لیے مخصوص کردی جائے اور وہاں سایہ کے لیے کوئی چھپر ڈال دیا جائے۔صحابہ نے یہ تجویز پیش کی تو فرمایا ”جو پہلے پہنچ جائے اسی کا مقام ہے“۔

مجلس میں جو چیزیں آتیں ہمیشہ داہنی طرف سے اس کی تقسیم شروع فرماتے اور ہمیشہ اس میں امیر وغریب، صغیر وکبیر سب کی مساوات کا لحاظ ہوتا۔

ایک دفعہ خدمتِ اقدس میں صحابہ کا مجمع تھا۔اتفاق سے داہنی طرف حضرت عبداللہ بن عباس بیٹھے ہوئے تھے، جو بہت کمسن تھے۔بائیں جانب بڑے بڑے معمر صحابہ تھے۔کہیں سے دودھ آیا، آپ نے نوش فرما کر عبداللہ بن عباسؓ سے کہا تم اجازت دو تو ان لوگوں کو دوں۔انہوں نے عرض کی اس عطیہ میں میں ایثار نہیں کرسکتا چونکہ وہ داہنی جانب تھے اور ترتیب مجلس کی رُو سے انہی کا حق تھا آپ نے انہی کو ترجیح دی۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ میرے مکان پر تشریف لائے اور پینے کو پانی مانگا۔ میں نے بکری کا دودھ پیش کیا۔مجلس کی ترتیب یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ بائیں جانب، حضرت عمرؓ سامنے اور ایک بدو داہنی طرف تھا۔آپ نے پی لیا تو حضرت

عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی ان کو عنایت ہو، آپ نے فرمایا پہلے داہنی طرف والے کا حق ہے۔ یہ کہہ کہ بچا ہوا دودھ بدو کو عنایت فرمایا۔

## ۵۔ تواضع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین اور دنیا ہونے کے باوجود حد درجہ متواضع اور سادہ مزاج تھے۔ مجلس میں آپ کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ چھوٹا ہو یا بڑا اسے سلام کرنے میں خود سبقت کرتے تھے۔ صحابہؓ کو اکثر نام کی بجائے کنیت کے ساتھ پکارتے تھے غلاموں مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے تھے۔ غریب سے غریب آدمی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تھے۔ خچر اور گدھے پر بھی خوشی سے سوار ہو جاتے اور دوسروں کو ساتھ بیٹھا لیتے۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ جاتے اور کسی امتیازی نشست یا نشان کی ضرورت نہ سمجھتے۔ بازار سے خود سودا خرید کر لے آتے اپنے جانوروں کو خود چارہ ڈالتے۔ ان کے بدن پر تیل ملتے۔ گھر کے دوسرے کام بھی اپنے ہاتھ سے کرنے میں خوشی محسوس فرماتے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے تھے۔ اپنا جوتا گانٹھ لیتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دے لیتے تھے اور دودھ دوہ لیتے تھے۔ یہ اس عظیم المرتبت ہستی کی شان تواضع تھی جس کے ایک اشارے پر ہزاروں لوگ کٹ مرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا تو دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ اتر رہا ہے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جب سے پیدا ہوا ہے اس وقت سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ جب وہ فرشتہ اترا اس نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کے پاس آپ کے رب نے بھیجا ہے اور کہا ہے آیا میں آپ کو بادشاہ اور نبی بناؤں یا بندہ اور رسول بناؤں تو آپ نے فرمایا کہ میں تو اللہ کا بندہ اور رسول رہ کر خوش ہوں۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور اس پر کپکپی چڑھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے پر نرمی کر (یعنی ڈر مت) میں بادشاہ نہیں ہوں، میں قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو گوشت کے سوکھے ٹکڑے کھاتی تھی۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں کے سامنے فحش گو اور بڑی بے حیاء اور بے باک تھی۔ اس کا گزر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ آپؐ ایک اونچے چبوترے پر ثرید کھا رہے تھے۔ اس عورت نے کہا اس کی طرف دیکھو ایسا بیٹھا ہوا ہے جیسا کہ غلام بیٹھتا ہے اور اس طرح کھا رہا ہے جس طرح غلام کھاتا ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ کون بندہ مجھ سے زیادہ بندگی کرنے والا ہے؟ یہ سن کر وہ بولی کہ خود کھا رہا ہے ہمیں نہیں کھلاتا۔ آپ نے فرمایا تو بھی کھالے۔ اس عورت نے کہا اپنے ہاتھ سے مجھے دو۔ چنانچہ آپؐ نے اسے دیا۔ اس عورت نے کہا مجھے تو اس میں سے دو جو آپ کے منہ میں ہے چنانچہ آپؐ نے اسے دیا۔ اُس عورت نے کھالیا۔ اسکے بعد سے اس پر حیاء غالب ہوگئی پھر مرتے دم تک اس نے کسی کو فحش نہیں بکا۔

حضرت عامر بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد کی طرف چلا۔ آپؐ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا میں نے آپ کا جوتا لے لیا کہ اسکی اصلاح کروں۔ آپؐ نے اُسے میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا کہ یہ بڑائی کی بات ہے اور میں بڑائی کو پسند نہیں کرتا اور خود ہی تسمہ مرمت کرلیا۔

حضرت عبداللہ بن جبیرؓ خزاعی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحابؓ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے اور ایک کپڑے سے آپؐ نے اپنے پر پردہ ڈال رکھا تھا، جب حضورؐ نے سایہ دیکھا تو اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپؐ دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے صحابیؓ نے آپؐ پر کمبل سے سایہ کر رکھا ہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اسے علیحدہ کرو اور کپڑا لیا اور اپنے سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان

ہوں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے (پاپیادہ) تشریف لائے نہ کسی خچر پر سوار تھے اور نہ کسی تُرکی گھوڑے پر۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تمام لوگ آپؐ کے دیکھنے کے لیے آئے۔ آپ نے اپنا سر خشوع کی وجہ سے کجاوہ پر رکھ لیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کجاوہ پر حج کیا اور جس پر ایک پرانی چادر تھی جس کی قیمت چار درہم بھی نہ ہوگی اور آپؐ نے فرمایا۔ اے میرے اللہ! اس کو ایسا حج کر! جس میں ریاکاری اور شہرت نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بازار گیا آپ کپڑا بیچنے والون کے پاس بیٹھے اوران سے ایک پاجامہ چالیس درہم کا خریدا، تاجروں کے پاس تولنے والا تھا آپؐ نے اس کے کہا تول! اور جھکتا تول، تولنے والے نے کہا کہ یہ ایسا کلمہ ہے کہ میں نے اس کو کسی سے نہیں سنا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے اس سے کہا تیرے لیے دین کے بارے میں جہالت اور سختی کی یہی بات کافی ہے کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا ہے، یہ سن کر اس نے ترازو ڈال دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی طرف جھپٹا اس کا ارادہ تھا کہ آپؐ کے ہاتھ کو چومے، آپ نے اس سے اپنا ہاتھ علیحدہ کرتے ہوئے فرمایا یہ کیا ہے؟ ایسا کام تو عجم کے لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تمیں میں سے ایک انسان ہوں۔

مسند احمد ابن حنبلؒ میں دو صحابیوں سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خانۂ اقدس پر حاضر ہوئے۔ دیکھا تو آپ خود مکان کی مرمت کر رہے ہیں۔ ہم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹانے لگے۔ جب کام ختم ہوگیا تو حضورؐ نے ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے چادریں آئیں۔ آپ نے ان میں سے اکثر تقسیم فرمادیں اور پھر خانۂ اقدس کے اندر تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک صحابی حضرت مخرمہؓ اپنے بیٹے مسورؓ کے ہمراہ اپنا حصہ لینے پہنچے۔ مخرمہؓ نے اپنے فرزند سے کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دے کر بلاؤ۔ مسورؓ نے کہا ابا جان میری کیا حیثیت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دوں۔

مخرمہؓ نے کہا "بیٹے رسول اللہ جبار نہیں ہیں"۔ اس پر مسورؓ نے جرأت کر کے آواز دی۔ حضورؐ فوراً باہر تشریف لے آئے اور ان کو دیا کی ایک قبا عنایت فرمائی۔

جنگ حنین کے بعد جب اسیرانِ جنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے تو ان میں سے ایک بی بی نے عرض کی۔ "میں حلیمہ سعدیہ کی دختر شیما ہوں اور آپ کی رضاعی بہن ہوں" حضور نے اس کا ثبوت مانگا تو انہوں نے کہا میں بچپن میں آپ کو کھلایا کرتی تھی۔ حضورؐ نے فوراً اپنی ردائے مبارک زمین پر بچھادی۔ اس پر نہایت عزت سے بٹھایا اور فرمایا میں تمہارا بھائی ہوں۔ میرے پاس رہو یا اپنے قبیلے میں جانا پسند کرو تمہاری توقیر میں فرق نہ آئے گا۔ شیما نے قبیلہ میں جانا پسند کیا۔ حضورؐ نے انہیں ایک کنیز ایک غلام اور بھیڑ بکریوں کا ایک ریوڑ عنایت فرمایا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور اعانت سے متاثر ہو کر اسی وقت مسلمان ہوگئیں۔

## ۶۔ حیاء

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی شرم وحیاء کا ایک کامل نمونہ ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء کو بہت اہمیت قرار دی ہے اور اسے ایمان کا حصہ قرار دیا ہے آپ بذاتِ خود بے حد حیادار تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں بیٹھی رہتی ہو۔ جب آپ کسی ناگوار بات کو

دیکھتے تو ہم اسے آپ کے چہرہ مبارک سے معلوم کر لیتے تھے۔ کیونکہ اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا۔ (صحیحین)

شرم وحیا کا اثر آپ کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی۔ بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔ تبسم کے سوا کبھی لب مبارک خندہ وقہقہہ سے آشنا نہیں ہوئے۔

بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے چہرہ سے ظاہر ہوتا اور صحابہ متنبہ ہو جاتے۔

عرب میں اور ممالک کی طرح شرم وحیا کا بہت کم لحاظ تھا۔ ننگے نہانا عام بات تھی۔ حرم کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طبعاً یہ باتیں سخت ناپسند تھیں۔

ایک دفعہ فرمایا کہ حمام سے پرہیز کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ حمام میں نہانے سے میل چھوٹتا ہے اور بیماری میں فائدہ ہوتا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ نہاؤ تو پردہ کر لیا کرو عرب میں حمام نہ تھے لیکن شام وعراق کے جو شہر عرب کی سرحد سے ملے ہوئے تھے وہاں کثرت سے حمام تھے۔ اس بنا پر آپ نے فرمایا کہ تم جب عجم فتح کرو گے تو وہاں حمام ملیں گے ان میں جانا تو چادر کے ساتھ جانا۔

ایک دفعہ کچھ عورتیں ام سلمہؓ کے پاس آئیں۔ انہوں نے وطن پوچھا۔ بولیں حمص (شام کا ایک شہر ہے) حضرت اُم سلمہؓ نے کہا تمہیں وہ عورتیں ہو جو حمام میں نہاتی ہیں۔ بولیں کیا حمام کوئی بری چیز ہے؟ فرمایا کہ میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ جو عورت اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں کپڑے اتارتی ہے خدا اس کی پردہ دری کرتا ہے۔ ابوداؤد میں روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حمام میں نہانے کو مطلقاً منع کر دیا تھا۔ پھر مردوں کو پردہ کی قید کے ساتھ اجازت دی۔ لیکن عورتوں کے لیے وہی حکم قائم رہا۔ عرب میں جائے ضرور نہ تھے۔ لوگ میدانوں میں رفع حاجت کے لیے

جایا کرتے تھے لیکن پردہ نہیں کرتے تھے، بلکہ آمنے سامنے بیٹھ جایا کرتے اور ہر قسم کی بات چیت کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت کی اور فرمایا کہ خدا اس سے ناراض ہوتا ہے۔

معمول تھا کہ رفع حاجت کے لیے اس قدر دور نکل جاتے کہ آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے۔ مکہ معظّمہ میں جب تک قیام تھا، حدود حرم سے باہر چلے جاتے۔ جس کا فاصلہ مکہ معظّمہ سے کم از کم تین میل تھا۔

جب کوئی خطار کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوتا تو حضورؐ شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے تھے۔ (ترمذی)

## ۷۔ عفو

دشمنوں کی زیادتیوں اور مخالفت کو فراموش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر انہیں معاف کر دینا عفو کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں عفو کا وصف اتنا نمایاں ہے کہ غیروں کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا عفو تھے۔ ساری عمر آپ نے کسی سے بھی ذاتی انتقام نہیں لیا بلکہ کسی سے پہنچے ہوئے دکھ کا بدلہ اچھائی سے دیا۔ آپ نے عمر بھر کسی کو بددعا نہ دی۔ فتح مکہ کے موقعہ پر بدترین دشمنوں سے بھی درگزر فرمایا اور ہر کسی کو معاف کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفو کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

ایک دفعہ رسولِ اکرمؐ ایک درخت کے نیچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک کافر غورث بن الحارث شمشیر بدست آپ کو شہید کرنے کے ارادہ سے آیا اور گستاخانہ جگا کر پوچھا۔ ''اب تم کو کون بچائے گا''۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ''اللہ'' یہ سن کر غورث کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ حضورؐ نے یہی تلوار اٹھا کر اس سے پوچھا اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔ فرط دہشت سے اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔

حضورؐ نے فرمایا۔ ''جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا''۔

صفوان بن امیہ، قریش کے روسائے کفر میں سے اور اسلام کے شدید ترین دشمن تھے۔ انہوں نے عمیر بن وہب کو انعام کے وعدے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر مامور کیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے ڈر سے جدہ بھاگ گئے اور قصد کیا کہ سمندر کے راستے سے یمن چلے جائیں۔ عمیر بن وہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! صفوان بن امیہ اپنے قبیلہ کے رئیس ہیں، وہ ڈر سے بھاگ گئے ہیں کہ اپنے کو سمندر میں ڈال دیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو امان ہے۔ مگر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امان کی کوئی نشانی مرحمت فرمایئے جس کو دیکھ کر ان کو میرا اعتبار آئے۔ آپ نے اپنا عمامہ مبارک انکو عطا فرمایا۔ جس کو لے کر وہ صفوان کے پاس پہنچے۔ صفوان نے کہا مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا ڈر ہے۔ عمیر نے جواب دیا ''صفوان ابھی تمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم وعفو کا حال معلوم نہیں''۔ یہ سن کر وہ عمیر کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ عمیر کہتے ہیں کہ تم نے مجھے امان دیا ہے، فرمایا ''سچ ہے''۔ صفوان نے کہا ''تو مجھے دو مہینے کی مہلت دو''۔ ارشاد ہوا کہ ''دو نہیں تم کو چار مہینے کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے۔

ایک دفعہ مکہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیے ابوسفیان جو ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔ تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے۔ گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ کے دستِ مبارک دعا کے لیے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ایک ہو گئے اور قحط دور ہو گیا۔

ہبار بن الاسود وہ شخص تھا جس کے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینبؓ کو سخت تکلیف پہنچی تھی۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں اور مکہ سے مدینہ ہجرت کر رہی تھیں کہ کفار نے مزاحمت کی ہبار بن الاسود نے جان بوجھ کر ان کو اونٹ سے گرا دیا۔ جس سے ان کو سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بعض جرائم کا مرتکب ہوا، اور اسی بنا پر فتح مکہ میں داخل تھا چاہا کہ بھاگ کر ایران چلا جائے کہ داعی ہدایت نے خود آستانہ نبوت کی طرف جھکا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں بھاگ کر ایران چلا جانا چاہتا تھا، لیکن پھر مجھے حضور کے احسانات اور حلم وعفو یاد آئے۔ میری نسبت آپ کو جو خبریں پہنچی تھیں وہ صحیح تھیں۔ مجھے اپنی جہالت اور قصور کا اعتراف ہے، اب اسلام سے مشرف ہونے آیا ہوں۔ رحمت العالمین کی شان رحمت جوش میں آ گئی اور اسے مسلمان کر لیا کیونکہ آپ کے ہاں دوست و دشمن کی تمیز یکسر مفقود تھی۔

ابوسفیان اسلام سے پہلے جو بھی تھے۔ غزواتِ نبوی کا ایک ایک حرف اس کا شاہد ہے۔ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جتنی لڑائیاں اسلام کو لڑنی پڑیں ان میں سے اکثر میں ان کا ہاتھ تھا۔ لیکن فتح مکہ کے موقع پر جب وہ گرفتار کر کے لائے گئے اور حضرت عباسؓ ان کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ اُن کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ حضرت عمرؓ نے گزشتہ جرائم کی پاداش میں اُن کے قتل کا ارادہ کیا لیکن آپ نے منع فرمایا، اور نہ صرف یہ بلکہ اُن کے گھر کو امن وامان کا حرم بنا دیا۔ فرمایا کہ ''جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اس کا قصور معاف ہوگا''۔ کیا دنیا کے کسی فاتح نے اپنے دشمن کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے؟

عرب کا ایک ایک قبیلہ اطاعت اسلام کے پرچم کے نیچے جمع ہو رہا تھا۔ اگر کسی قبیلہ نے آخر تک سرتابی کی تو وہ بنو حنیفہ کا قبیلہ تھا، جس میں مسیلمہ نے ادعائے نبوت کیا تھا۔ ثمامہ بن آثال اس قبیلہ کے روساء میں تھا۔ اتفاق سے وہ مسلمانوں کے ہاتھ

لگ گیا، گرفتار کر کے مدینہ لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے، اس کے بعد آپ مسجد میں تشریف لائے اور اس سے دریافت کیا کہ کیا کہتے ہو، اس نے کہا ''اے محمدؐ! اگر تم مجھے قتل کرو گے تو ایک خونی کو کرو گے اور اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا اور اگر زرِ فدیہ چاہتے ہو تو تم مانگو، میں دوں گا''۔ یہ جواب سن کر آپ خاموش رہے۔ دوسرے دن بھی یہی تقریر ہوئی۔ تیسرے روز بھی جب اس نے یہی جواب دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ثمامہ کی رسی کھول دو، اور آزاد کر دو۔ ثمامہ پر اس خلافِ توقع لطف و عنایت کا یہ اثر ہوا کہ قریب ایک درخت کی آڑ میں جا کر غسل کیا اور مسجد میں واپس آ کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا، اور عرض کی ''یا رسول اللہ دنیا میں کوئی شخص میری نظر میں آپ سے زیادہ مبغوض نہ تھا اور اب آپ سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی محبوب نہیں۔ کوئی مذہب آپ کے مذہب سے زیادہ میری آنکھوں میں بُرا نہ تھا، اور اب وہی سب سے پیارا ہے۔ کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند نہ تھا اور اب وہی پسندیدہ ہے''۔

عکرمہ، دشمن اسلام ابوجہل کے فرزند تھے اور اسلام سے پہلے باپ کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن تھے۔ فتح مکہ کے وقت مکہ سے بھاگ کر یمن چل گئے۔ ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ یمن گئیں اور عکرمہ کو تسکین دی اور ان کو مسلمان کیا، اور خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو فرطِ مسرت سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس تیزی سے ان کی طرف بڑھے کہ جسم مبارک پر چادر تک نہ تھی، اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

مرحبا بالراکب المهاجر اے ہجرت کرنیوالے سوار تمہارا آنا مبارک ہو

ہندہ ابوسفیان کی بیوی جس نے حضرت حمزہؓ کا سینہ چاک کیا اور دل جگر کے ٹکڑے کیے، فتح مکہ کے دن نقاب پوش آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہچان نہ سکیں اور بے خبری میں بیعت اسلام کر کے سند امان حاصل کرے۔ پھر اس موقع پر بھی

گستاخی سے باز نہ آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندہ کو پہچان لیا، لیکن اس واقعہ کا ذکر تک نہ فرمایا۔ ہندہ اس کرشمہ اعجاز سے متاثر ہوکر بے اختیار بول اُٹھی۔ یارسول اللہ آپ کے خیمے سے مبغوض تر خیمہ کوئی میری نگاہ میں نہ تھا، لیکن آج آپ کے خیمے سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میری نگاہ میں دوسرا نہیں۔

ایک دفعہ آپ ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے۔ راہ میں ایک میدان آیا۔ دھوپ تیز تھی۔ لوگوں نے درختوں کے نیچے بستر لگا دیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا، اور تلوار درخت کی شاخ سے لٹکا دی، کفار موقع کے منتظر رہتے تھے، لوگوں کو غافل دیکھ کرناگاہ ایک طرف سے ایک بدو نے آکر بے خبری میں تلوار اتار لی۔ دفعتہ آپ بیدار ہوئے تو دیکھا ایک شخص سرہانے کھڑا ہے اور ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو بیدار دیکھ کر بولا۔ ''محمدؐ! اب بتاؤ تم کو اس وقت مجھ سے کون بچا سکتا ہے''۔ آپ نے فرمایا ''اللہ''۔ یہ آواز سُن کر اس نے تلوار نیام میں کرلی۔ اتنے میں صحابہ آگئے آپ نے ان سے واقعہ دہرایا، اور بدو سے کسی قسم کا تعرض نہیں فرمایا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔ صحابہ اس کو گرفتار کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے۔ وہ آپ کو دیکھ کر ڈر گیا۔ آپ نے اس کو مخاطب کرکے فرمایا ''ڈرو نہیں'' اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے بھی تو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ میرا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے۔

ہجرت کے دن قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کی قیمت مقرر کی تھی اور اعلان کیا تھا کہ جو محمدؐ کا سر لائے گا یا زندہ گرفتار کرے گا اس کو سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ سراقہ بن جشم پہلے شخص تھے جو اس نیت سے اپنے صبار فتار گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لیے آپ کے قریب پہنچے۔ آخر دو تین دفعہ کرشمہء اعجاز دیکھ کر اپنی نیت بد سے توبہ کی، اور خواہش کی کہ مجھ کو سند امان لکھ دی جائے چنانچہ سند امان ان کو لکھ

کردی گئی۔ اس کے آٹھ برس کے بعد فتح مکہ کے موقع پر وہ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اوراس جرم کے متعلق ایک حرف سوال بھی درمیان میں نہیں آیا۔

جانی دشمنوں اور قاتلانہ حملوں سے عفوودرگزر کا واقعہ پیغمبروں کے صحیفۂ اخلاق کے سوااور کہاں مل سکتا ہے۔ جس شب کو آپ نے ہجرت فرمائی ہے۔ کفار قریش کے نزدیک یہ طے شدہ تھا کہ صبح محمدؐ کا سر قلم کردیا جائے۔ اس لیے دشمنوں کا ایک دستہ رات بھر خانۂ نبوی کا محاصرہ کیے کھڑا رہا۔ اگرچہ اس وقت ان دشمنوں سے انتقام لینے کی آپ میں ظاہری قوت نہ تھی۔ لیکن ایک وقت آیا جب ان میں سے ایک ایک شخص کی گردن اسلام کی تلوار کے نیچے تھی، اوراس کی جان صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم پر موقوف تھی۔ لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ ان میں سے کوئی شخص اس جرم میں کبھی مقتول نہیں ہوا۔

قرات بن حیان ایک شخص تھا، ابوسفیان کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ پکڑا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کو پکڑ کر لے چلے۔ جب انصار کے ایک محلے میں پہنچا، تو بولا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے آکر اطلاع دی کہ وہ کہتا ہے کہ مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے ایمان کا حال ہم انہیں پر چھوڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک فرات بن حیان ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ وہ بعد میں صدقِ دل سے مسلمان ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمامہ میں ایک زمین عنایت فرمائی جس کی آمدنی ۴۲۰۰ درہم تھی۔

وحشی جو اسلام کے قوت بازو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا، مکہ میں رہتا تھا۔ جب مکہ میں اسلام کی قوت نے ظہور کیا، وہ بھاگ کر طائف آیا۔ طائف نے بھی آخر سرِ اطاعت خم کیا، اور وحشی کے لیے یہ بھی مامن نہ رہا۔ لیکن اس نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفیروں سے کبھی سختی کے ساتھ

پیش نہیں آتے ناچار خود رحمتِ عالم کے دامن میں پناہ لی اور اسلام قبول کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس قدر فرمایا کہ ''میرے سامنے نہ آیا کرنا کہ تم کو دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آتی ہے۔

# ۸۔ مہمان نوازی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی مشہور زمانہ ہے۔ آپ کی مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ خود بھوکے رہ کر مہمان کو کھانا کھلا دیتے تھے اور مہمانوں کی ہر طرح سے خدمت کرتے اور ان کے آرام کا بھی خیال کرتے بیان کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس ان مہمانوں کی خاطر داری اور تواضع فرماتے تھے۔ یوں بھی جو لوگ حاضر ہوتے تھے، بغیر کچھ کھائے پیئے واپس نہ آتے تھے۔ فیاضی میں کافر و مسلمان کا امتیاز نہ تھا مشرک و کافر سب آپ کے مہمان ہوتے اور آپ یکساں ان کی مہمان نوازی کرتے۔ کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آجاتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کی نذر ہو جاتا اور تمام اہل وعیال فاقہ کرتے۔ آپ راتوں کو اٹھ کر اپنے مہمانوں کی خبر گیری کرتے تھے۔

سنہ ۹ ھ میں نجران سے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل نصاریٰ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دے دی۔ آپؐ نے ان لوگوں کی نہایت اہتمام سے خود مہمان داری کی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو حضورؐ نے مباہلہ کی دعوت دی۔ لیکن وہ اسے قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

اسی طرح بنو ثقیف کا وفد جب طائف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے خود بہ نفس نفیس اس کی نہایت خاطر و تواضع کی۔ حالانکہ یہ لوگ بدترین اسلام دشمنی کا مظاہرہ کر چکے تھے۔

ایک دفعہ مسلمانوں کے محسن نجاشی شاہ حبشہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفارت بھیجی۔ آپؐ نے ان سفیروں کو اپنے ہاں مہمان رکھا اور بہ نفس نفیس ان کی مہمانداری کی۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں زحمت فرماتے ہیں۔ ان کی خدمت کے لیے ہم موجود ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان لوگوں نے میرے ساتھیوں (مہاجرین حبشہ) کی مہمانداری کی تھی۔ اس لیے ان کی خدمت میں خود کرنا چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک کافر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں مہمان ہوا۔ آپ نے اسے ایک بکری کا دودھ پلایا۔ وہ سیر نہ ہوا۔ پھر آپ نے دوسری بکری کا دودھ پلایا وہ بھی کافی نہ ہوا۔ پھر آپؐ نے تیسری چوتھی حتیٰ کہ سات بکریوں کا دودھ اسے پلایا اور وہ سیر ہو گیا۔ اس سارے عرصے میں آپ نہایت مطمئن اور کشادہ رُو رہے اور نہ تو آپ کی جبین مبارک پر شکن آئی اور نہ کوئی حرف استعجاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلا۔

حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اتنا بڑا پیالہ تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے جس کو غرا کہا جاتا تھا، جب قربانی کا دن ہوتا اور نماز سے لوگ فارغ ہو جاتے تو وہ بڑا پیالہ لایا جاتا اور اس میں ثرید تیار رہتا۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہوتے جب مجمع کثیر ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنے کے بل بیٹھ جاتے، ایک اعرابی نے یہ دیکھ کر کہا یہ کون سی بیٹھک ہے؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ پاک نے مجھ کو کرم کرنے والا بندہ بنایا ہے اور مجھ کو جبر اور سرکشی کرنے والا نہیں بنایا، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کنارے کنارے سے کھاؤ اور اس کے بیچ کا اونچا حصہ چھوڑے رکھو اس میں برکت دی جائے گی۔

مقدادؓ کا بیان ہے کہ میں اور میرے دو رفیق اس قدر تنگ دست تھے کہ بھوک سے بینائی جاتی رہی۔ ہم لوگوں نے اپنے تکفل کی درخواست کی لیکن کسی نے منظور

نہیں کیا۔ آخر ہم لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔آپ دولت خانے پر لے گئے اور تین بکریوں کو دیکھا کر فرمایا کہ ان کا دودھ پیا کرو۔ چنانچہ ہم میں سے ہر شخص نے دودھ دوہ کر اپنا اپنا حصہ پی لیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ ایک کافر حضورؐ کے ہاں مہمان ٹھہرا۔ رات کو سوتے ہوئے اس کے پیٹ میں کچھ گڑبڑ ہوگئی اور بستر ہی میں پاخانہ نکل گیا۔ صبح شرمندگی کے باعث حضورؐ کے تشریف لانے سے پہلے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ راستہ میں یاد آیا کہ جلدی کی وجہ سے تلوار وہیں بھول آیا ہوں۔ تلوار لینے کے لیے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ سرورِ کائنات خود بستر کو صاف کر رہے ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ہم یہ کام کر لیں گے۔ لیکن آپؐ فرماتے ہیں ’’نہیں نہیں وہ شخص میرا مہمان تھا اور مجھے ہی یہ کام کرنا چاہیے‘‘۔ پھر حضورؐ کی نظر اس شخص پر پڑی تو فرمایا۔ ’’بھائی تم اپنی تلوار یہیں بھول گئے تھے۔ اسے لے جاؤ‘‘۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کو دیکھ کر اس شخص کے دل سے کفر وشرک کا زنگ فی الفور اتر گیا اور وہ اسی وقت مشرف باسلام ہوگیا۔

صحابہ کرام میں سب سے مفلس اور نادار گروہ اصحابِ صفہ کا تھا وہ مسلمانوں کے مہمان عام تھے لیکن ان کو زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہونے کا شرف حاصل ہوتا ایک بار آپ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمی کا کھانا ہو، وہ ان میں سے تین آدمی کو اور جن کے پاس چار آدمی کا کھانا ہو، وہ ان میں سے پانچ آدمی کو ساتھ لے جائے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ تین آدمی ساتھ لائے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس آدمیوں کو ہمراہ لے گئے۔

اصحابِ صفہ میں حضرت ابوہریرہؓ اپنے فقروفاقہ کی داستان نہایت دردانگیز طریقہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز شدت گرسنگی کی حالت میں گزرگاہ عام پر بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ راستے سے گزرے تو میں نے بطور حسن طلب

کے اُن سے قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی، لیکن وہ گزر گئے، اور میری حالت کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا، اور وہی نتیجہ ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو آپ مجھ کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ آپ گھر میں پہنچے تو دودھ کا ایک پیالہ نظر آیا، آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ کسی نے ہدیۃً بھیجا ہے۔ آپ نے مجھ سے کہا کہ اصحابِ صفہ کو بلاؤ۔ میں ان کو بلا لایا تو آپ نے مجھ کو دودھ کا وہ پیالہ دیا کہ سب کو تقسیم کردو۔ میں نے تقسیم کرکے خوب پیا پھر بھی بچ گیا یہ آپ کی نگاہ وکرم تھی۔

# ۹۔ حسن معاملہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عادت مبارک یہ تھی کہ دنیوی لین دین میں حسن معاملہ سے کام لیتے تھے آپ جس کسی سے کوئی چیز لیتے اسے واپس کرتے اور حساب کو بے باک رکھتے۔ اگر کسی سے قرض لیتے تو اسے واپس کرتے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حد سے زیادہ سخی تھے۔ اس لیے بعض اوقات دوسروں سے قرض لیکر بھی آنے والے کی ضرورت پوری کردیتے اور بعد میں ادا کردیتے۔ ایسے ہی جس وقت آپ تجارت کیا کرتے تھے تو آپ لین دین بے باک رکھتے۔ اس لیے اعلان نبوت سے پہلے جن لوگوں سے آپ کے تاجرانہ تعلقات تھے، انہوں نے ہمیشہ آپ کی دیانت اور حسنِ معاملہ کا اعتراف کیا ہے، اسی لیے قریش نے حقیقتاً آپ کو امین کا خطاب دیا تھا۔ نبوت کے بعد بھی گو قریش بغض وکینہ کے جوش سے لبریز تھے۔ تاہم ان کی دولت کے لیے مامون مقام آپ ہی کے پاس امانت رکھنا تھا۔

عرب میں سائبؓ نامی ایک تاجر تھے، وہ مسلمان ہو کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ لوگوں نے مدحیہ الفاظ میں آپ سے ان کا تعارف کرایا۔ آپ نے فرمایا ”میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں“۔ سائبؓ نے کہا میرے ماں باپ فدا، آپ میرے

ساجھی تھے، لیکن ہمیشہ معاملہ صاف رکھا۔

ایک دن ایک بدو آیا جس کا کچھ قرضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ بدو عموماً وحشی مزاج ہوتے ہیں، اُس نے نہایت سختی سے گفتگو شروع کی۔ صحابہؓ نے اس گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو خبر ہے تو کس سے ہم کلام ہے۔ بولا کہ میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو اسی کا ساتھ دینا چاہیے۔ کیونکہ اس کا حق ہے۔ قرض خواہ کو بولنے کا حق ہے۔ اس کے بعد صحابہ کو اسکا قرض ادا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور زیادہ دلوایا۔

ایک دفعہ ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض کے طور پر لیں۔ چند روز کے بعد وہ تقاضا کو آیا۔ آپ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ اس کا قرضہ ادا کر دیں۔ انصاری نے کھجوریں دیں لیکن ویسی عمدہ نہ تھیں جیسی اس نے دی تھیں، اس شخص نے لینے سے انکار کرتے ہوئے بولا ہاں، رسول اللہ عدل نہ کریں گے تو اور کس سے توقع رکھی جائے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملے سُنے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔

ایک غزوہ میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری ہمرکاب تھے۔ ان کی سواری میں جو اونٹ تھا سُست رُو تھا اور تھک جانے کی وجہ سے اور بھی سُست ہو گیا تھا۔ ان سے فرمایا تمہارے پاس کوئی لکڑی ہو تو دو، انہوں نے دی، آپ نے اس سے اونٹ کو اشارہ کیا تو وہ اس قدر تیز دوڑنے لگا کہ سب سے آگے نکل گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے چار دینار پر اونٹ اس شرط پر خرید لیا کہ مدینہ تک ان کا سواری کا حق ہے مدینہ پہنچ کر جابرؓ بن عبداللہ نے قیمت طلب کی۔ آپؐ نے بلالؓ سے فرمایا کہ ان کو قیمت چار دینار اور اس سے کچھ اور زیادہ بھی دو۔ چنانچہ حضرت بلالؓ نے چار دینا پر ایک قیراط سونا اور زیادہ دیا۔

معمول تھا کہ کوئی جنازہ لایا جاتا تو پہلے فرماتے کہ میت پر کچھ قرضہ تو نہیں

ہے؟ اگر معلوم ہوتا کہ مقروض تھا تو صحابہ سے فرماتے کی جنازہ کی نماز پڑھادو، خود شریک نہ ہوتے۔

ایک دفعہ ایک بدو اونٹ کا گوشت بیچ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال تھا کہ گھر میں چھوہارے موجود ہیں۔ آپ نے وسق چھوہاروں پر گوشت چکالیا۔ گھر میں آکر دیکھا تو چھوہارے نہ تھے، باہر تشریف لاکر قصاب سے فرمایا کہ میں نے چھوہاروں پر گوشت چکایا تھا لیکن چھوہارے میرے پاس نہیں ہیں۔ اس نے واویلا مچایا کہ ہائے بددیانتی! لوگوں نے سمجھایا کہ اللہ کے رسول بددیانتی نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا نہیں چھوڑ دو اس کو کہنے کا حق ہے۔ پھر قصاب کی طرف خطاب کر کے وہی فقرہ ادا کیا۔ اسنے پھر وہی لفظ کہے۔ لوگوں نے پھر روکا، آپ نے فرمایا اس کو کہنے دو اس کو کہنے کا حق ہے، اور اس جملہ کو کئی بار دہراتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک انصاریہ کے ہاں اس کو بھجوادیا کہ اپنے دام کے چھوہارے وہاں سے لے لے جب وہ چھوہارے لے کر پلٹا تو آپ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اسکا دل آپ کے حلم وعفو اور حسنِ معاملت سے متاثر تھا۔ دیکھنے کے ساتھ بولا محمد تم کو خدا جزائے خیر دے تم نے قیمت پوری پوری دی اور اچھی دی۔

ایک دفعہ کسی سے اونٹ قرض لیا۔ جب واپس کیا تو اس سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں۔

عموماً فرمایا کرتے تھے کہ میں تین دن سے زیادہ اپنے پاس ایک دینار بھی رکھنا پسند نہیں کرتا، بجز اس دینا کے جن کو قرض ادا کرنے کے انتظار میں اپنے پاس رکھ چھوڑتا ہوں۔

ایک دفعہ کسی شخص سے ایک پیالہ مستعار لیا، سوء اتفاق سے وہ گم ہوگیا تو اُس کا تاوان ادا فرمایا۔

غزوۂ حنین میں آپ کو کچھ جنگی سامان کی ضرورت تھی۔ صفوان اس وقت تک کافر

تھے ان کے پاس بہت سی زرہیں تھیں۔ آپ نے ان سے کچھ زرہیں طلب کیں۔ انہوں نے کہا "محمدؐ! کیا کچھ غصب کا ارادہ ہے؟ فرمایا "نہیں میں عاریۃً مانگتا ہوں" اگر ان میں سے کوئی تلف ہوئی تو میں تاوان دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے تیس چالیس زرہیں مسلمانوں کو عاریۃً دی۔ حنین سے واپسی کے بعد جب جنگی سامان کا جائزہ لیا گیا تو کچھ زرہیں کم نکلیں آپ نے صفوان سے کہا، تمہاری چند زرہیں کم ہیں، انکا معاوضہ لے لو، صفوان نے عرض کی۔ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل کی حالت اب پہلے جیسی نہیں"۔ یعنی مسلمان ہوگیا، اب معاوضہ کی حاجت نہیں۔

ایک دفعہ مدینہ منورہ کے باہر ایک مختصر سا قافلہ آکر فروکش تھا۔ ایک سُرخ رنگ کا اونٹ اس کے ساتھ تھا۔ اتفاقاً ادھر سے آپ کا گزر ہوا۔ آپ نے اونٹ کی قیمت پوچھی، لوگوں نے قیمت بتائی۔ آپ نے وہی قیمت منظور کرلی۔ اور اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ بعد میں لوگوں کو خیال آیا کہ بے جان پہچان ہم نے جانور کیوں حوالے کر دیا۔ اور اس حماقت پر اب پورے قافلہ کو ندامت تھی۔ قافلہ کے ساتھ ایک خاتون بھی تھی۔ اس نے کہا "مطمئن رہو ہم نے کسی شخص کا چہرہ ایسا روشن نہیں دیکھا یعنی ایسا شخص دغا نہ کرے گا۔ رات ہوئی تو آپ نے ان کے لیے کھانا اور قیمت بھر کھجوریں بھجوادیں۔

# ۱۰۔ حسن سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک بے مثل ہے۔ آپ ہر بڑے چھوٹے جوان بوڑھے، امیر غریب، مرد عورت کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ سے پیش آیا کرتے تھے اور وہی تعلیم آپ نے مسلمانوں کو دی کہ وہ ہر ملنے والے سے حسن سلوک سے پیش آئیں اولاد کو تاکید فرمائی کہ وہ اپنے والدین سے عمدہ سلوک کریں۔ عزیز و اقارت سے صلہ رحمی کا درس دیا۔ خاص کر عورتوں کے حقوق کا اہتمام کیا گیا اور ان کے ساتھ اچھا طرز

عمل اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی۔ عورتوں کو معاشرے میں یہ مقام حاصل نہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دلایا۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانے میں ان کی ماں جو مشرکہ تھیں، امانت خواہ مدینہ میں حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں۔ ان کو خیال ہوا کہ اہلِ شرک کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ آنحضرتؐ کے پاس آکر دیافت کیا۔ آپ نے فرمایا "اُن کے ساتھ نیکی کرو"۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ماں مشرکہ تھیں، اپنی ماں کو وہ جس قدر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اسلام کی دعوت دی تو ان کی ماں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ رونے لگے، اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا۔ آپ نے دعا کی۔ "الٰہی ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت نصیب کر"۔ وہ خوش خوش گھر واپس آئے تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں اور ماں نہا رہی ہیں۔ غسل سے فارغ ہو کر کواڑ کھولا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں اس پر حضرت ابو ہریرہؓ بہت خوش ہوئے۔

صلح حدیبیہ کے زمانے میں ایک دفعہ اسی آدمیوں کا ایک دستہ منہ اندھیرے جبلِ تنعیم سے اتر کر آیا، اور چھپ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا۔ انہوں نے اتفاق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہا۔ اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہیں کیا۔

وہ طائف جس نے دعوتِ اسلام کا جواب استہزا اور تمسخر سے دیا تھا وہ طائف جس نے داعیِ اسلام کو اپنی پناہ میں لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ طائف جس نے پائے مبارک کو لہولہان کیا تھا۔ ان کی نسبت فرشتہ غیب پوچھتا ہے کہ حکم ہو تو اُن پر پہاڑ الٹ دیا جائے۔ جواب ملتا ہے کہ "شاید ان کی نسل سے کوئی خدا کا پرستار پیدا ہو۔ دس بارہ برس کے بعد یہی طائف اسلام کی دعوت کا جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے۔ جاں نثاروں

کی لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجیے آپ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضور ان کے حق میں بددعا فرمائیں گے لیکن زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہیں ''خداوند! ثقیف (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور دوستانہ ان کو مدینہ لا۔ وہ تیر جو میدانِ جنگ میں نشانہ پر نہیں لگے تھے۔ وہ مدینہ کے صحن مسجد میں زبان مبارک سے نکل کر ٹھیک اپنے ہدف پر پہنچے۔ یعنی وہ مدینہ آکر خاص مسجد نبوی میں بیٹھ کر جہاں وہ ٹھہرائے گئے، مسلمان ہوئے۔

عمیر بن وہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن تھا۔ مقتولین بدر کے انتقام کیلئے جب سارا قریش بے تاب تھا تو صفوان بن امیہ نے اس کو بیش قرار انعام کے وعدے پر مدینہ بھیجا تھا کہ چپکے سے جا کر نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دے۔ عمیر اپنی تلوار زہر میں بجھا کر مدینہ آیا، لیکن وہاں پہنچنے کے ساتھ اسکے تیور دیکھ کر لوگوں نے پہچان لیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ساتھ سختی کرنی چاہی، لیکن آپ نے منع فرمایا اور اپنے قریب بیٹھا کر اس سے باتیں کیں اور اصلی راز ظاہر کر دیا۔ یہ سُن کر سناٹے میں آ گیا، لیکن آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔ یہ دیکھ کر وہ اسلام لایا اور مکہ میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی یہ واقعہ ۳ھ کا ہے۔

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا۔ طفیلؓ بن عمرو دوسی اسی قبیلہ کے رئیس تھے، وہ قدیم الاسلام تھے۔ مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ اپنے فکر پر اڑا رہا۔ ناچار وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اپنے قبیلہ کی حالت عرض کر کے گزارش کی کہ ان کے حق میں بددعا فرمائیے۔ لوگوں نے یہ سُنا تو کہا کہ اب دوس کی بربادی میں کوئی شک نہیں رہا۔ لیکن رحمتِ عالم نے جن الفاظ میں یہ دعا فرمائی، وہ یہ تھے کہ یاالٰہی دوس کو ہدایت دے اور انہیں اسلام میں داخل کر دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں چونکہ ہر وقت مردوں کا ہجوم رہتا تھا

۔عورتوں کو وعظ و پند سننے اور مسائل کے دریافت کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ مستورات نے آکر درخواست کی کہ مردوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتیں اس لیے ہمارے لیے ایک خاص دن مقرر کردیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کے دربار کا ایک خاص دن مقرر ہوگیا۔

جنگ اُحد میں دشمنوں نے آپ پر پتھر پھینکے، تیر برسائے، تلواریں چلائیں، دندانِ مبارک کو شہید کیا۔ جبین اقدس کو خون آلودہ کیا، لیکن ان حملوں کا وار آپ نے جس پر روکا وہ صرف یہ دعا تھی کہ اے اللہ ان کو معاف کردے کیونکہ یہ نادان ہیں۔

جن لوگوں نے آغازِ اسلام میں حبش کو ہجرت کی تھی۔ ان میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں۔ خیبر کی فتح کے زمانے میں مہاجرین حبش مدینہ میں آئے تو وہ بھی آئیں۔ ایک دن وہ حضرت حفصہؓ سے ملنے گئیں۔ اتفاق یہ کہ اس وقت حضرت عمرؓ بھی موجود تھے ان کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہؓ نے نام بتایا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ''ہاں ہاں وہ حبش والی وہ سمندر والی۔ اسماء بنت عمیس نے کہا ہاں وہی۔ حضرت عمرؓ نے کہا ''ہم نے تم لوگوں سے پہلے ہجرت کی اور اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا زیادہ حق ہے اسماءؓ کو سخت غصہ آیا، بولیں ہرگز نہیں، تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے۔ ہمارا یہ حال ہے کہ گھر سے دور بیگانے حبشیوں میں رہتے تھے۔ لوگ ہم کو ستاتے تھے۔ اور ہر وقت جان کا ڈر لگا رہتا تھا۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ اسماءؓ نے کہا ''یا رسول اللہ عمر نے یہ کہا''۔ آپ نے فرمایا تم نے کیا جواب دیا، انہوں نے ماجرا سنایا، آپ نے فرمایا۔ عمرؓ کا حق مجھ پر تم سے زیادہ نہیں ہے۔ عمر اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں۔

اس واقعہ کا چرچا پھیلا تو مہاجرین حبش جوق در جوق اسماءؓ کے پاس آتے اور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اُن سے بار بار دہرا کر سنتے۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ مہاجرین حبش کے لیے دینا میں کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ سے زیادہ تر مسرت انگیز نہ تھی۔

# ۱۱۔ ایثار

اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا ایثار کہلاتا ہے۔ یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں بے حد نمایاں تھا۔ آپ خواہ کسی حال میں ہوتے دوسروں کی حاجتوں کو پورا کرنے کے لیے کبھی دریغ نہ کرتے۔ ہمیشہ اپنی ذات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے۔

آپ کے پاس ایک دفعہ ایک غفاری آکر مہمان ہوا۔ رات کو کھانے کے لیے صرف بکری کا دودھ تھا۔ وہ آپ نے اس کی نذر کر دیا، یہ تمام رات خانہ نبوی میں فاقہ سے گزری حالانکہ اس سے پہلی شب میں بھی یہاں فاقہ ہی تھا۔

ایک صحابی نے شادی کی۔ سامان ولیمہ کے لیے گھر میں کچھ نہ تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ۔ وہ گئے اور جا کر لے آئے حالانکہ کاشانۂ نبوت میں اس ذخیرہ کے سوا شام کے کھانے کو کچھ نہ تھا۔

عرب میں باغات سب سے بہتر جائیداد تھے۔ ۳ھ میں یہوذان بنونضیر میں سے مخیریق نامی ایک شخص نے اپنے سات باغ مثیت، صاقہ، دلال، حسینی، برقتہ، اعواف مشربہ اُمِ ابراہیم مرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصیت کر دیے۔ آپ نے سب کو خیرات کر دیا، یعنی وہ خدا کی راہ میں وقف تھے، جو کچھ پیدا ہوتا غربا اور مساکین کو دے دیا جاتا تھا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے ایک چادر لا کر پیش کی، آپ کو ضرورت تھی، آپ نے

لے لی۔ ایک صاحب حاضر خدمت تھے، انہوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے؟ آپ نے اُتار کران کو دے دی۔ جب اُٹھ کر گئے تو لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر کی ضرورت تھی، یہ بھی جانتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہاں لیکن میں نے تو برکت کے لیے لی ہے کہ مجھ کو اسی چادر کا کفن دیا جائے۔

حضرت فاطمہ زہراؓ اس قدر عزیز تھیں کہ جب آتیں تو فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے، پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بیٹھاتے تاہم حضرت فاطمہؓ کے عسرت اور تنگ دستی کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ خود چکی پیستیں اور خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں۔ چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں اور مشک کے اثر سے سینہ پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں، خود تو پاس حیا سے عرض حال نہ کر سکیں۔ جناب امیرؓ نے ان کی طرف سے یہ حال عرض کیا، اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ابھی اصحابِ صفہ کا انتظام نہیں ہوا، اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہو لے میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیرؓ کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہؓ زہرا خدمتِ اقدس میں گئیں، اور اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ اب کی غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں، ان میں سے ایک دو ہم کو مل جائیں۔ آپ نے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے۔

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کسی امر کی درخواست کی۔ فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ لپیٹتے پھریں۔

# ۱۲۔ رحم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سراپا رحم تھی۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے اپنے محبوب کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے اس لیے پروردگار عالم نے آپ کو ایسا جذبہ رحم عطا فرمایا تھا جو کسی کو نہیں ملا۔ آپ کی طبیعت میں دوست دشمن، بچے بوڑھے، مرد، عورت، آزاد، غلام، انسان اور حیوان، مسلم اور غیر مسلم گویا ہر ایک کے لیے یکساں رحم موجود رہا۔ آپ ہمیشہ ملنے والے سے شفقت ہی سے پیش آتے۔ خاص کر عرب جانوروں پر بڑا ظلم کرتے تھے۔ ان بے زبانوں سے بڑی بے دردی سے سلوک کرتے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جانوروں پر رحم کرنے کی تلقین فرمائی۔

ایک دفعہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں۔ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آرہی تھی۔ میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بے تاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

ایک بار آپ کسی سفر میں جا رہے تھے۔ لوگوں نے ایک مقام پر قیام کیا۔ وہاں ایک پرندے نے انڈا دیا تھا۔ ایک شخص نے وہ انڈا اٹھا لیا۔ چڑیا بے قرار ہو کر پر مار رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ "اس کا انڈا چھین کر کس نے اس کو اذیت پہنچائی۔ ان صاحب نے کہا۔ "یارسول اللہ مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے۔" آپ نے فرمایا۔ وہیں رکھ دو۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے

وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو فرمایا۔ اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ایک اونٹ پر نظر پڑی جو بھوک کی وجہ سے سخت لاغر ہو گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیتاب ہو کر فرمایا۔ ''ان بے زبانوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو''۔

ایک دفعہ آپ کہیں جا رہے تھے راستے میں آپ نے ایک گدھے کو دیکھا جس کہ منہ کو کسی نے داغ دیا تھا اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا اس پر لعنت کرے جس نے اس گدھے کے چہرے کو داغا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت نے بلی باندھ رکھی تھی۔ اس کو نہ تو خود کھلاتی تھی اور نہ آزاد کرتی تھی کہ خود کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لے۔ یہاں تک کہ وہ بلی مرگئی تو اللہ تعالیٰ نے عورت کو جہنم میں داخل کیا۔

جانوروں پر رحم کرنے کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں پر بھی رحم کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود غلاموں پر خصوصیت کے ساتھ شفقت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاتے ہو ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہ ان کو پہناؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں جو غلام آتے، ان کو ہمیشہ آزاد فرما دیتے تھے۔ لیکن وہ حضورؐ کے احسان وکرم کی زنجیر سے آزاد نہیں ہو سکتے تھے۔ ماں، باپ، قبیلہ، رشتہ کو چھوڑ کر عمر بھر آپ کی غلامی کو شرف جانتے تھے۔

زید بن حارثہ غلام تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ اُن کے باپ اُن کو لینے آئے، لیکن وہ اس آستانۂ رحمت پر باپ کے ظل وعاطفت کو ترجیح نہ دے سکے، اور اپنے جانے سے قطعاً انکار کر دیا۔ زید کے بیٹے اسامہ سے آپ اس

قدر محبت کرتے تھے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسامہ بیٹی ہوتی تو میں اس کو زیور پہناتا، خود اپنے دستِ مبارک سے ان کی ناک صاف کرتے تھے۔

ایک دفعہ ابو مسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی، ابو مسعود تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے، خدا کو اس سے زیادہ تم پر اختیار ہے۔ ابو مسعود نے مڑ کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے بوجہ اللہ اس غلام کو آزاد کیا۔ فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتشِ دوزخ تم کو چھو لیتی۔

حضرت ابوذرؓ بہت قدیم الاسلام صحابی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی راست گوئی کی مدح فرماتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ایک عجمی آزاد غلام کو بُرا بھلا کہا۔ غلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر شکایت کی۔ آپ نے ابوذر کو زجر فرمایا کہ "تم میں اب تک جہالت باقی ہے۔ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو ان پر فضیلت عطا کی ہے۔ اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو اس کو فروخت کر ڈالو، خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو، جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ۔ ان کو اتنا کام نہ دو جو وہ نہ کر سکیں، اور اگر اتنا کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کر دو۔

ایک شخص خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں غلاموں کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں۔ آپ خاموش رہے، اس نے پھر عرض کی، آپ نے پھر خاموشی اختیار کی۔ اس نے تیسری بار عرض کی، آپ نے فرمایا "ہر روز ستر بار معاف کیا کرو"۔

ایک صاحب کے پاس دو غلام تھے جن کے وہ بہت شاکی تھے۔ وہ ان کو مارتے تھے، بُرا بھلا کہتے تھے۔ لیکن وہ دونوں باز نہ آتے تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور اس کا علاج پوچھا۔ آپ نے فرمایا "تمہاری سزا اگر ان کے قصور کے برابر ہوگی تو خیر، ورنہ سزا کی جو مقدار زائد ہوگی اس کے برابر تمہیں بھی خدا

سزا دے گا" یہ سُن کر وہ بے قرار ہو گئے۔ اور گریہ وزاری شروع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص قرآن نہیں پڑھتا۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ بہتر یہ ہے کہ میں ان کو اپنے سے جُدا کردوں آپ گواہ رہیں کہ اب وہ آزاد ہیں۔

غلاموں کا لوگ بیاہ کرتے ہیں اور پھر جب چاہتے تھے، جبراً ان میں تفریق کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے اپنی لونڈی سے اپنے غلام کا عقد کر دیا، اور پھر دونوں میں علیحدگی کرنی چاہی، غلام نے خدمت نبوی میں آ کر شکایت کی، آپ نے منبر پر خطبہ دیا کہ لوگ کیوں غلاموں کا نکاح کر کے پھر تفریق کرانا چاہتے ہیں؟ نکاح وطلاق کا حق صرف شوہر کو ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک خاندان میں سات آدمی تھے۔ اور سات آدمیوں کے بیچ میں ایک ہی لونڈی تھی۔ ایک دفعہ ان میں سے ایک نے اس لونڈی کو پتھر مارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کردو۔ لوگوں نے کہا "یارسول اللہ! ہم سات آدمیوں کے بیچ میں یہی ایک خادمہ ہے"۔ آپ نے فرمایا "اچھا اس وقت تک خدمت گزاری کرے جب تک تم اس سے بے نیاز نہ جاؤ جب حاجت نہ رہے تو وہ آزاد ہے۔

اسی رحم وشفقت کا اثر تھا کہ اکثر کافروں کے غلام بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور آپ انہیں آزاد فرما دیتے تھے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں پر شفقت اتنی ملحوظ تھی کہ مرض الموت میں سب سے آخری یہ وصیت فرمائی کہ "غلاموں کے معاملے میں خدا سے ڈرا کرنا"۔

جناب بن ارتؓ ایک صحابی نے عرض کی کہ 'یارسول اللہ! دشمنوں کے حق میں بددعا فرمائیے۔ یہ سن کر چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ایک دفعہ چند صاحبوں نے مل کر اسی قسم کی بات کی تو فرمایا کہ میں دنیا کے لیے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

قریش کی ستم گری و جفا کاری کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یاد ہوگا کہ شعب ابی طالب میں تین برس تک ان ظالموں نے آپ کو اور آپ کے خاندان کو اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ غلے کا ایک دانہ اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بچے بھوک سے روتے اور تڑپتے تھے، اور یہ بے درد اُن کی آوازیں سُن کر ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ لیکن معلوم ہے کہ رحمتِ عالم نے اس کے معاوضے میں قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا یمامہ کے رئیس یہی ثمامہ بن آثال تھے۔ مسلمان ہو کر جب یہ میں گئے تو قریش نے تبدیل مذہب پر اُن پر طعنہ دیا۔ انہوں نے غصہ سے کہا کہ "خدا کی قسم اب رسول اللہ کی اجازت کے بغیر گیہوں کا ایک دانہ نہیں ملے گا"۔ اس بندش سے مکہ میں اناج کا کال پڑ گیا۔ آخر گھبرا کر قریش نے اُس آستانہ کی طرف رجوع کیا جس سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا۔ حضور کو رحم آیا اور کہلا بھیجا کہ بندش اٹھالو۔ چنانچہ پھر حسب دستور غلہ جانے لگا۔

## ۱۳۔ خوش کلامی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے نرم مزاج تھے۔ آپ نے کبھی کسی سے سخت لہجے میں بات نہ کی بلکہ ہمیشہ نرمی سے بات کرتے۔ آپ کا چہرہ مبارک ہمیشہ شگفتہ رہتا۔ آپ کسی کو دکھ دینے والی بات نہ کہتے تھے۔ آپ وقار متانت اور خوش کلامی کا پیکر جمیل تھے۔

ایک دفعہ چند یہودی آپ کی خدمت میں آئے، اور شرارت سے اسلام علیکم کے بجائے سلامُ علیکم (تم پر موت) کہا، حضرت عائشہؓ نے غصہ میں آکر ان کو بھی سخت جواب دیا لیکن آپ نے روکا اور فرمایا "عائشہ بدزبان نہ بنو" نرمی کرو، اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔

عقبہ بن عامر ایک صحابی تھے، ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کے درے

میں اونٹ پر سوار جارہے تھے، یہ بھی ساتھ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ ''آؤ سوار ہولو'' انہوں نے اس کو گستاخی سمجھا کہ رسول اللہ کو پیادہ بنا کر خود سوار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کہا، اب انکار کرنا امتثال امر کے خلاف تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُتر پڑے اور یہ سوار ہو گئے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے باریابی کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا اچھا آنے دو۔ وہ اپنے قبیلے کا اچھا آدمی نہیں ہے۔ لیکن جب وہ خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو نہایت نرمی کے ساتھ اس سے گفتگو فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کو اس پر تعجب ہوا اور آپ سے دریافت فرمایا کہ آپ تو اس کو اچھا سمجھتے تھے، پھر اس رفق وملاطفت کے ساتھ کلام کیا۔ آپ نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس آرہے تھے کہ راہ میں نماز کا وقت آ گیا۔ حسب دستور ٹھہر گئے۔ موذن نے اذان دی۔ ابومحذورہ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے، چند دوستوں کیساتھ گشت لگا رہے تھے، اذان سُن کر سب نے چلا چلا کر استہزاء کے طور پر اذان کی نقل اتارنی شروع کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو بلوا کر ایک ایک اذان کہلوائی۔ ابومحذورہ خوش لحن تھے، اُن کی آواز پسند آئی۔ سامنے بیٹھا کر سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کیلئے دعا کی۔ پھر اُن کو اذان سکھا کر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اسی طرح حرم میں اذان دیا کرنا۔

ایک بار قرابت کی بہت سی بیبیاں بیٹھی ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ آئے تو سب اُٹھ کر چل دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا خدا آپ کو خنداں رکھے، کیوں ہنسے، فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ ''اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں؟ سب نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو۔

انجشہ نام ایک حبشی غلام حدی خواں تھے۔ اونٹ کے آگے حدی پڑھتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ سفر میں ازواجِ مطہرات ساتھ تھیں۔ انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے ۔اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا ''انجشہ! دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں۔

عباد بن شرجیل مدینہ میں ایک صاحب تھے۔ ایک دفعہ قحط پڑا اور بھوک کی حالت میں ایک باغ میں گھس گئے اور خوشے توڑ کر کچھ کھائے کچھ دامن میں رکھ لیے باغ کے مالک کو معلوم ہوا تو اُس نے ان کو مارا اور کپڑے اتروا لیے۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت لے کر آئے۔ مدعا علیہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ جاہل تھا اس کو تعلیم دینا تھا، یہ بھوکا تھا، اسکو کھانا کھلانا تھا یہ کہہ کر کپڑے واپس دلوائے اور ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے عنایت فرمایا۔

مجالس صحبت میں لوگوں کی ناگوار باتوں کو برداشت فرماتے اور اس کا اظہار نہ کرتے حضرت زینبؓ سے جب نکاح ہوا اور دعوت ولیمہ کی تو کچھ لوگ کھانا کھا کر وہیں بیٹھے رہے اس وقت پردہ کا حکم نازل ہوا تھا، اور حضرت زینبؓ بھی مجلس میں شریک تھیں۔ آپ چاہتے تھے کہ لوگ اٹھ جائیں لیکن زبان سے کچھ نہیں فرماتے تھے۔ لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا آپ اٹھ کر حضرت عائشہؓ کے حجرے تک گئے۔ واپس آئے تو اسی طرح مجمع موجود تھا۔ پھر واپس چلے گئے اور دوبارہ تشریف لائے۔ پردے کی آیت اسی موقع پر اُتری۔

غزوۂ حنین میں آپ نے مالِ غنیمت تقسیم فرمایا تو ایک انصاری نے کہا ''یہ تقسیم خدا کی رضامندی کے لیے نہیں ہے''۔ آپ نے سنا تو فرمایا ''خدا موسیٰ پر رحم کرے'' ان لوگوں نے اسے بھی زیادہ ستایا تھا۔

# ۱۴۔ شفقت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے شفیق الطبع تھے۔ چھوٹوں پر بہت شفقت کرتے انہیں چومتے اور پیار کرتے اور کبھی کبھی بچوں کو بہلانے کی بات بھی کہہ لیتے۔ آپ کی شفقت کے چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیتے۔ (راستہ میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کر رہی ہے تو بہت متاثر ہوتے کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر جو مہر نبوت تھی، ابھری ہوئی تھی۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے، غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلنے لگتے ہیں۔ وہ بھی مہر نبوت سے کھیلنے لگے۔ خالد نے ڈانٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ کھیلنے دو۔

معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ کوئی خدمتِ اقدس میں پیش کرتا تو حاضرین میں جو سب سے زیادہ کم عمر بچہ ہوتا اس کو عنایت فرماتے۔ بچوں کو چومتے اور ان کو پیار کرتے تھے۔

جابر بن سمرہ صحابی تھے، وہ اپنے بچپن کا اقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے، میں بھی ساتھ ہولیا۔ کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے آپ نے سب کو پیار کیا، اور مجھے بھی پیار کیا۔

ایک صحابی اپنے بچپن میں انصار کے باغوں میں چلے جاتے اور کھجور کے پیڑوں پر ڈھیلے مار کر کھجوریں گرایا کرتے۔ لوگ ان کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے اور شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں محبت سے بلا کر اپنے پاس بیٹھایا۔ سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ بیٹا ڈھیلے مار کر کھجور گرانا اچھی بات نہیں اس سے نقصان ہوتا ہے پھر انہیں باہر بھیج دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر ان کی شکایت آئی کہ یہ بچہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ اس بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جھڑکا نہیں اور محبت سے پوچھا۔ بیٹا پیڑوں پر ڈھیلے کیوں مارتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ کھجوریں کھانے کے لیے'' پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوریں جو خود زمین پر گرتی ہیں انہیں اٹھا کر کھالیا کرو۔ ڈھیلے نہ مارا کرو۔ یہ فرما کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص اور مشہور صحابی حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کا نام ابو عمیرؓ تھا جب وہ بچے تھے تو انہوں نے ایک ممولا پال رکھا تھا۔ اتفاق سے وہ ممولا مر گیا۔ ابو عمیرؓ کو بڑا صدمہ پہنچا اور وہ سخت افسردہ ہوگئے۔ حضورؐ نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو فرمایا اے ابو عمیر تمہارے ممولے نے کیا کیا۔

ہجرت کے موقع پر جب مدینہ میں آپ کا داخلہ ہو رہا تھا۔ انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں۔

ایک دفعہ آپ اسی طرح بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچے ہیں مگر اب تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ اگر تمہارے دل سے محبت کو چھین لے تو میں کیا کروں؟

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نماز شروع

کرتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ دیر میں ختم کروں گا۔ دفعۃً صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے اور مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف ہوتی ہو گی۔

ایک دن خالد بن سعید خدمتِ اقدس میں آئے، اُن کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کرتہ بدن پر تھا۔ آپ نے فرمایا سنتہ سنتہ حبشی زبان میں حسنہ کو سنتہ کہتے ہیں۔ چونکہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی، اس لیے آپ نے اس مناسبت سے حبشی تلفظ میں حسنہ کی بجائے سنتہ کہا۔

ایک دفعہ آپ کے پاس کہیں سے کپڑے آئے جن میں ایک سیاہ چادر بھی تھی، جس میں دونوں طرف آنچل ہیں۔ آپ نے حاضرین سے کہا یہ چادر کس کو دوں ،لوگ چپ رہے۔ آپ نے فرمایا ”ام خالد کو لاؤ“۔ وہ آئیں تو آپ نے ان کو پہنایا اور دو دفعہ فرمایا ”پہننا اور پرانی کرنا“۔ چادر میں جو بوٹے تھے آپ ان کو دکھا دکھا کر فرماتے تھے ام خالد دیکھنا یہ سنا ہے یہ سنا ہے۔ سنا کا مطلب اچھی ہے۔

بچے کی محبت کے واقعات سے آپ پر سخت اثر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی، دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی ساتھ تھیں۔ اس وقت حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اٹھا کر دے دی۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور دونوں میں برابر تقسیم کر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ سنایا۔ ارشاد ہوا کہ ”جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ ان کا حق بجالائے، وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔

یہ محبت اور شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی، بلکہ مشرکین کے بچوں پر بھی اسی طرح لطف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک غزوہ میں چند بچے جھپٹ میں آکر مارے گئے آپ کو خبر ہوئی تو نہایت آزردہ ہوئے۔ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ وہ مشرکین کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا ”مشرکین کے بچے تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، ہر جان خدا ہی فطرت پر پیدا ہوتی ہے“۔

زمانہ جاہلیت میں عرب اپنی بچیوں کو زندہ زمین میں دفن کردیا کرتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالمانہ اور قبیح رسم کا یکسر خاتمہ کردیا۔ پھر بھی بعض لوگ بیٹیوں کو اچھا نہیں سمجھتے ایک دفعہ ایک صحابی نے پوچھا۔ یارسول اللہ اگر کسی شخص تین بیٹیاں ہوں اور بیٹا کوئی نہ ہو تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" دو یا تین تو کیا اگر کوئی شخص اپنی ایک ہی بیٹی کے ساتھ بھلا برتاؤ کرے اور اسے اچھی تربیت دے تو اللہ تعالیٰ اس دوزخ کی آگ سے بچالے گا۔

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے ہاں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ نومولود عبداللہؓ کو گود میں لے کر سرورِ کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضور نے نہایت لطف ومحبت سے ننھے عبداللہ کو اپنی گود میں لیا۔ پھر ایک کھجور منگائی۔ اسے دہن مبارک میں ڈال کر چبایا۔ اوور پھر اسے اپنے لعاب دہن کے ساتھ ننھے کے منہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد حضورؐ نے ننھے کو ماں کی گود میں دے دیا۔ اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت مانگی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں آپ منہ ڈھانک کر سوئے ہوئے تھے۔ عید کا دن تھا، چند بچیاں گا بجا رہی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ آئے تو ان کو ڈانٹا۔ سرکار دو عالم نے فرمایا ان کو گانے دو۔ یہ ان کی عید کا دن ہے۔

# ۱۵۔ خدمت خلق

مخلوق خدا کی خدمت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو بے پناہ خدمت خلق کا جذبہ عطا فرمایا لہٰذا آپ ہر وقت ان کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہتے تھے۔ اپنا ہو یا بیگانہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، آقا ہو یا غلام، آپؐ ہر ایک کے کام آتے تھے اور ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کر دینے میں آپ کو کوئی عار نہ تھی۔ مکی

زندگی میں بھی آپ کا یہی شیوہ تھا۔ اور مدنی زندگی میں بھی جب کہ آپؐ بلاشرکت غیرے دینی و دنیوی لحاظ سے عرب کی مقتدر ترین ہستی تھے۔ مخلوق خدا کی خدمت کرنے میں مشغول رہتے تھے۔

مکہ میں ہرروز آپؐ غریب اور بے سہارہ (بیوہ) عورتوں کا سودا سلف خود خرید کر اپنے کندھوں پر اٹھا کر ان کے گھروں پر پہنچا دیتے تھے۔ ایک دن ابوسفیان نے حقارت سے کہا۔ غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ہاشم کا پوتا ہوں جو امیروں اور غریبوں سب کی یکساں مدد کیا کرتا تھا۔ اور اپنے سے کم درجہ کے لوگوں کو حقیر نہیں جانتا تھا۔

مکہ میں ایک بوڑھے غلام کو اس کے آقا نے باغ میں پانی دینے کا کام سونپا ہوا تھا باغ میں ندی کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ بوڑھا غلام بڑی مشکل سے پانی لا رہا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے ہیں۔ آپ کا دل درد سے بھر آیا۔ بوڑھے کو آرام سے بٹھایا اور اس کا سارا کام خود کر دیا۔ پھر فرمایا، بھائی جب کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے تو مجھے بلا لیا کرو۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر پڑی لوگ اسے دیکھ کر ہنسنے لگے لیکن آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپؐ نے اس عورت کو اٹھایا اور گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اس عورت کے گھر کھانا لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ کا دامن پکڑ کر بولا "میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے، ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسکو کر دو۔ آپ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر نکل آئے، اور اس کا کام انجام دے کر نماز ادا کی۔

ایک دفعہ ابوسفیان کا ایک غلام سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی تیمارداری کرنے والا کوئی

نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ اس غلام کے پاس گئے اور رات بھر اس کی تیمارداری کرتے رہے جس وقت وہ درد کی شدت سے چیختا تو آپؐ فرماتے۔ ''گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا میں تمہارے پاس ہوں''۔

ایک دفعہ حضرت جنابؓ بن اَرَت مدینہ سے دور ایک غزوہ پر تشریف لے گئے ان کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا اور آپؐ ہر روز حضرت جنابؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کے جانوروں کا دودھ دوہ دیا کرتے۔

مدینہ منورہ میں ایک پاگل عورت تھی۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ کا دستِ مبارک پکڑ کر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تم سے کچھ کام ہے میرے ساتھ چلو۔ حضورؐ نے فرمایا ''جہاں کہو جاؤں گا''۔ وہ آپؐ کو ایک گلی میں لے گئی اور روہیں بیٹھ گئی۔ آپ بھی اسی جگہ بیٹھ گئے اور اس کا جو کام تھا وہ کر دیا۔

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا۔ پھر فرمایا ''جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو''۔

حبش سے جو مہمان آئے تھے، صحابہ نے چاہا کہ وہ انکی خدمت گزاری کریں لیکن آپ نے ان کو روک دیا، اور فرمایا کہ ''انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے اس لیے میں خود ان کی خدمت گزاری کا فرض انجام دوں گا۔

ایک مرتبہ ایک عورت مکہ کی ایک گلی سے گزر رہی تھی۔ اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا کہ وہ بمشکل قدم اٹھا سکتی تھی۔ لوگ اس کا تمسخر اڑانے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں قریب ہی تھے۔ آپؐ اس عورت کو مشکل میں دیکھ کر فوراً آگے بڑھے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

کفارِ ثقیف جنہوں نے طائف میں آپ کے پائے مبارک کو زخمی کیا تھا۔ ۹ھ میں وفد لے کر آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی میں اتارا، اور بہ نفس نفیس ان کی مہمانی کے فرائض ادا کیے۔

مدینہ منورہ کی لونڈیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں۔ "یا رسول اللہ میرا فلاں کام ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کام کاج چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کے ساتھ جا کر ان کا کام کر دیتے۔ غرض آپ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور دوسرے ضرورت مندوں کے والی اور مولیٰ تھے۔ آپ کو ان لوگوں کی خدمت کر کے نہایت مسرت ہوتی تھی۔

حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسماء جو حضرت عائشہؓ کی علاتی بہن تھیں، حضرت زبیرؓ سے بیاہی تھیں۔ مدینہ میں آئیں تو اس وقت حضرت زبیرؓ کی یہ حالت تھی کہ ایک گھوڑے کے سوا اور کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود ہی گھوڑے کے لیے جنگل سے گھاس لاتیں اور کھانا پکاتیں۔ حضرت زبیر کو زمین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی اور جو مدینہ سے دو میل پر تھی۔ وہاں سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتیں۔ ایک دن وہ گٹھلیاں لیے ہوئے آ رہی تھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا۔ آپ اس وقت اونٹ پر سوار تھے اونٹ کو بیٹھا دیا کہ وہ سوار ہو لیں۔ حضرت اسماءؓ شرمائیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہ وہ حجاب کرتی ہیں کچھ نہیں فرمایا، اور ان کو چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کی خدمت کرتا تھا، مجھ کو اس قدر غنیمت معلوم ہوا کہ گویا میں غلامی سے آزاد ہو گئی۔

## ۱۶۔ اعتدال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال پسند تھے۔ اور ہر کام کا میانہ روی سے سرانجام

دیتے تھے کیونکہ آپ کا فرمان ہے کہ اے لوگو اعتدال کرو اور تین مرتبہ یہی لفظ دہراتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف میں نہیں ڈالتا جب تک تم خود مشقت میں نہ پڑو۔

بعض صحابہ نے اعتدال سے ہٹ کر روزہ رکھنے میں شدت اختیار کی کیوں کہ عرب میں صومِ وصال کا طریقہ مدت سے جاری تھا۔ یعنی کئی کئی دن متصل روزے رکھتے تھے۔ صحابہ نے بھی اس کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ نے سختی سے روکا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو نہایت مرتاض زاہد تھے۔ انہوں نے عہد کرلیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا کہ ''تم پر تمہارے جسم کا حق ہے۔ آنکھ کا حق ہے، بیوی کا حق ہے، مہینہ میں تین دن کے روزے کافی ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے۔ فرمایا کہ اچھا تیسرے دن۔ بولے میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ ایک دن بیچ دے کر یہی داؤد کا روزہ تھا، اور افضل الصیام ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ قدرت ہے۔ ارشاد ہوا۔ بس اس سے زیادہ بہتر نہیں۔

ایک دن چند صحابہ خاص اس سوچ سے ازاوجؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے حالات دریافت کریں۔ وہ سمجھتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات دن عبادت کے سوا کچھ نہ کرتے ہوں گے۔ حالات سُنے تو ان کے معیار کے موافق نہ تھے۔ بولے کہ بھلا ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ ان کے پچھلے پہلے گناہ سب خدا نے معاف کردیے ہیں۔ پھر ایک صاحب نے کہا میں تو رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے صاحب بولے میں عمر بھر روزہ رکھوں گا۔ ایک اور صاحب نے کہا میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے تھے، فرمایا کہ ''خدا کی قسم میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں تاہم روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا

ہوں۔ جو شخص میرے طریقے پر نہیں چلتا وہ میرے گروہ سے خارج ہے۔

کسی غزوہ میں ایک صحابی کا ایک غار پر گزر ہوا جس میں پانی تھا اور اس کے پاس کچھ بوٹیاں تھیں۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو عرض کی، یارسول اللہ! مجھ کو ایک غار مل گیا ہے جس میں ضرورت کی سب چیزیں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ وہاں گوشہ گزیں ہو کر ترک دنیا کرلوں۔ آپ نے فرمایا ''میں یہودیت یا نصرانیت لے کر دنیا میں نہیں آیا میں آسان اور سہل ابراہیمی مذہب لے کر آیا ہوں''۔

قبیلۂ باہلہ کے ایک صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس گئے۔ پھر سال بھر کے بعد واپس آنے کا اتفاق ہوا لیکن اتنے ہی زمانہ میں اس کی شکل وصورت اس قدر بدل گئی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہ پہچان سکے۔ انہوں نے اپنا نام بتایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے پوچھا کہ تم تو نہایت خوش جمال تھے، تمہاری صورت کیوں بگڑ گئی؟ انہوں نے کہا جب سے آپ سے رخصت ہوا متصل روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اپنی جان کو کیوں عذاب میں ڈالا، رمضان کے علاوہ ہر مہینہ میں ایک دن کا روزہ کافی ہے۔ انہوں نے کہا، اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں، آپ نے ایک دن کا اور اضافہ کر دیا۔ انہوں نے اور اضافہ کی درخواست کی، آپ نے تین دن کر دیے۔ ان کو اس سے بھی تسکین نہ ہوئی تو آپ نے شہر حرام کے روزوں کا حکم دیا۔

# ۱۷۔ سخاوت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے کیونکہ اللہ کے نام پر دینا آپ کی عادت میں فطرتاً شامل تھا۔ آپ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا بلکہ کچھ دے دلا کر رخصت کیا اگر پاس کچھ نہ ہوتا تو نہایت انکساری کے ساتھ معذرت فرماتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے

زیادہ سخی تھے۔ آپ نے تمام عمر کبھی کسی سائل کو نہ جھڑکا۔ آپ سب سے زیادہ سخی رمضان کے مہینے میں اُس وقت ہوتے جب کہ حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی حضرت جبریلؑ رمضان کی ہر رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ مال کے بارے میں سخی ہو جاتے کہ اتنی چلنے والی ہوا سخاوت نہیں کرتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے مانگا ہو اور آپ نے فرمایا ہو کہ میں نہیں دیتا۔

ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''اے ابوذرؓ مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہ احد کے برابر سونا اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے۔ سوائے اس کے کہ جو ادائے قرض کے لیے ہو تو اے ابوذرؓ میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا''۔

ایک دفعہ ایک بدو نے آ کر کہا ''اے محمدؐ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان بکریوں کے جتنے ریوڑ ہیں مجھ کو دے دو''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب دے دیے۔ اس عدیم النظیر سخاوت کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنے قبیلے سے جا کر کہا۔ بھائیو اسلام قبول کر لو محمد اتنا دیتے ہیں کہ کسی کو اپنے فقر و افلاس کا ڈر ہی نہیں رہتا۔

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں۔ چار تو آپ نے خرچ کر دیں اور دو آپ کے پاس بچ رہیں۔ ان کی وجہ سے تمام رات نیند نہ آئی ۔ اُم المومنین عائشہ صدیقہ نے عرض کی۔ معمولی بات ہے صبح ان کو بھی خیرات کر دیجئے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کے اے عائشہ کیا خبر کہ میں صبح تک زندہ رہوں۔

ایک دفعہ ایک بدو آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کے گوشے کو اس زور سے کھینچا کہ چادر کا کنارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں کھُب گیا۔ پھر کہا۔ ''

محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہ دو اونٹ ہیں۔ ان پر لادنے کے لیے مجھے سامان دو کیونکہ تیرے پاس جو مال ہے وہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال تحمل کے ساتھ فرمایا۔ مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں"۔ پھر حضورؐ نے پوچھا۔ "تم نے جو سلوک میرے ساتھ کیا ہے کیا تم اس پر ڈرتے نہیں ہو"۔ بدو نے کہا "نہیں"، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کیوں" بدو نے معاً کہا۔ مجھے یقین ہے کہ تم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں دیتے۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اس کے ایک اونٹ پر کھجوریں اور دوسرے پر جَو لدوا دیے۔

ایک بار نوے ہزار درہم آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چٹائی پر رکھ دیا۔ جو سائل آتا ان میں سے اسے عطا فرماتے۔ یہاں تک سب درہم ختم ہو گئے۔ پھر ایک سائل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میرے پاس کچھ نہیں رہا لیکن تم میرے نام پر قرض لے لو اسے میں ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ حضور خاموش سے ہو گئے۔ اس پر ایک انصاری نے کہا "یا رسول اللہ آپ بے دریغ خرچ کریں اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ آپ کو محتاج نہ کرے گا"۔ یہ سن کر حضورؐ خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہاں مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔

ایک دفعہ بحرین سے ایک کثیر رقم خراج میں آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رقم مسجد کے صحن میں رکھوا دی اور نماز سے فارغ ہو کر اسے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ جو آتا اُسے کچھ عنایت فرماتے۔ یہاں تک کہ باقی کچھ نہ رہا اور آپ کپڑے جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے حضرت عباسؓ کو اس موقع پر اتنا مال عنایت ہوا کہ اس اسے اٹھا کر بڑی مشکل سے قدم اٹھاتے تھے۔

ایک دفعہ فدک کے رئیس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چار اونٹ غلہ سے لدوا کر بھیجے۔ حضورؐ کے حکم کے مطابق حضرت بلال حبشیؓ نے یہ غلہ بازار میں

فروخت کر دیا اور قیمت فروخت میں سے ایک یہودی کا قرض ادا کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ کچھ رقم بچ گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک یہ رقم باقی ہے میں گھر میں نہیں جاؤں گا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کی۔ یارسول اللہ کوئی سائل ہی نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''بہر حال جب تک یہ رقم باقی رہے گی میں گھر نہیں جا سکتا''۔ چنانچہ آپ نے مسجد میں رات بسر کی۔ دوسرے دن حضرت بلالؓ نے اطلاع دی کہ ''یارسول اللہ باقی رقم بھی تقسیم ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کا شکر ادا کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے۔

ایک دفعہ چند انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپؐ نے بلا تامل دے دیا۔ انہوں نے پھر مانگا۔ آپ نے اور عنایت فرمایا۔ وہ بار بار سوال کرتے رہے اور آپ ہر بار عطا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ نہ رہا۔ اب انہوں نے سوال کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ اطمینان رکھو میرے پاس جو کچھ ہو گا اسے تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا۔

ایک بار ایک سائل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آدھا وسق غلہ قرض لے کر دیا ۔ جب قرض خواہ وصولی کیلئے آیا تو اسے ایک وسق دیا اور فرمایا آدھا قرض کا ہے اور آدھا میری طرف سے ہدیہ۔

حضرت معوذ بن عضراءؓ کی بیٹی ربیعؓ کہتی ہیں کہ مجھے حضرت معوذ بن عضراءؓ نے ایک صاع کھجوریں دے کر جن کے اوپر ککڑیوں کے کچھ روئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑیوں کو پسند فرماتے تھے۔ آپؐ کے پاس کچھ زیورات بحرین سے آئے تھے، آپ نے اپنا ہاتھ بھر کے مجھے اس میں سے عطا فرمایا۔

# ۱۸۔ قناعت

زندگی کے بسر اوقات کے لیے جو چیز مل جائے اس پر اکتفا کر لینے کو قناعت کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حد درجے کی قناعت تھی اگر آپ چاہتے تو دنیا بھر کی دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو جاتی تو یہ بعید نہ تھا مگر آپ زندگی بھر قانع رہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا۔ یعنی آپ کے پاس کپڑوں کا صرف ایک جوڑا تھا دوسرا نہیں تھا جو تہہ کر کے رکھا جا سکتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر موٹے جھوٹے اور بھیڑ کی کھال کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے ایک دفعہ کسی نے ریشم کا شلوکہ نذر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہن لیا اور نماز ادا فرمائی۔ پھر اسے نہایت کراہت کے ساتھ اُتار دیا اور فرمایا پرہیز گاروں کے لیے یہ لباس مناسب نہیں۔

ایلاء کے زمانہ میں حضرت عمر فاروقؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوٹھری میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضورؐ کے جسم اطہر پر صرف ایک تہہ بند ہے۔ ایک کھری چارپائی ہے۔ سرہانے ایک تکیہ پڑا ہے۔ جس میں خرمے کی چھال بھری ہے۔ ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں۔ کھونٹی پر مشکیزہ کی کچھ کھالیں لٹک رہی ہیں اور جسم اقدس پر چارپائی کے بان کی بدھیاں پڑی ہیں۔

دین و دنیا کے بادشاہ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کا خانہ اقدس ہے اور یہ اس کا سامان قیصر و کسریٰ تو عیش کریں اور خدا کے برگزیدہ پیغمبر کے گھر کا یہ حال۔ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابن خطاب کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ دنیا بنا لیں اور ہم آخرت''۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر استراحت فرما تھے۔ اٹھے تو جسم مبارک پر بوریے کے نشان پڑ گئے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت ہو تو ہم کوئی گدا بنوا کر پیش کریں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا کام؟ میرا تو دنیا سے صرف اتنا تعلق ہے جیسے کوئی سوار تھوڑی دیر کے لیے کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ جائے اور پھر اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر آخرت اختیار فرمایا تو تھوڑے سے جَو کے سوا گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ رحلت سے پہلی شب حضرت عائشہؓ نے پڑوسن سے چراغ کے لیے تیل منگوایا جن کپڑوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ ان میں اوپر تلے کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ اور آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو پر گروی رکھی ہوئی تھی۔

ابتدائے ہجرت میں خود رسول پاکؐ اور تمام مہاجرین انصار کے گھر مہمان رہے تھے دس دس آدمیوں کی ایک جماعت ایک ایک گھر میں مہمان اتاری گئی۔ مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ اس جماعت میں تھا جس میں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم شامل تھے۔ گھر میں چند بکریاں تھیں جن کے دودھ پر گزارا تھا۔ دودھ دوھ چکتا تو سب لوگ اپنے اپنے حصے کا پی لیتے اور آپؐ کے لیے پیالہ میں چھوڑ دیتے۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری میں تاخیر ہوئی۔ لوگ دودھ پی پی کر سوتے گئے۔ آپؐ نے آکر دیکھا تو پیالہ خالی پایا۔ خاموش ہو رہے، پھر فرمایا خدایا، جو آج کھلا دے اُس کو تو بھی کھلا دینا۔ حضرت مقداد چھری لے کر کھڑے ہوئے کہ بکری کو ذبح کر کے گوشت پکائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور بکری کو دوبارہ دُوھ کر جو کچھ نکلا اُسی کو پی کر سو رہے اور کسی کو اس فعل پر ملامت نہ کی۔

# ۱۹۔عدل وانصاف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے منصف مزاج اور عادل تھے۔آپ کا عدل شہرہ آفاق ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جن معاملات کے فیصلے کیے ان میں پورا پورا عدل وانصاف کو مدنظر رکھا۔اپنے پرائے کی رعایت کو کبھی نہ دیکھا۔اگر انصاف کرنے میں کسی نے سفارش کی تو آپؐ نے بہت بُرا جانا اور یہی تاکید فرمائی کہ ذات برحق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیشہ انصاف سے کام لو کیونکہ اسلام اس وقت تک غالب رہے گا جب تک کہ انصاف کا بول بالا رہے گا۔

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندانِ مخزوم سے تھی، چوری کی۔قریش کی عزت کے لحاظ سے لوگ چاہتے تھے کہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے۔حضرت اسامہؓ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب خاص تھے۔لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجیے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کی۔آپ نے غضب سے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے اور امراء سے درگزر کرتے تھے۔

خیبر کے یہودیوں سے جب صلح ہو کر وہاں کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی تو عبداللہ بن سہل ایک دفعہ کھجوروں کی بٹائی کے لیے گئے۔محیصۃ ان کے چچیرے بھائی بھی ساتھ تھے عبداللہ گلی میں جا رہے تھے کہ کسی نے ان کو قتل کر کے لاش ایک گڑھے میں ڈال دی۔محیصۃ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر استغاثہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم قسم کھا سکتے ہو کہ یہودیوں نے ان کو قتل کیا؟'' بولے ''میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا''۔آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جائے؟ بولے ''حضرت! یہودیوں کی قسم کا اعتبار کیا۔یہ سو دفعہ جھوٹی قسم کھا لیں گے''۔

خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد نہ تھی۔ یہ یقینی تھا کہ یہودیوں نے ہی عبداللہ بن سہل کو قتل کیا ہے۔ تاہم چونکہ عینی شہادت موجود نہ تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے تعرض نہیں فرمایا۔ اور خون بہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلوائے

سرقؓ ایک صحابی تھے، انہوں نے ایک بدو سے ایک اونٹ مول لیا۔ لیکن قیمت نہ ادا ہوسکی۔ بدو ان کو پکڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لے گیا اور واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قیمت ادا کردو۔ انہوں نے ناداری کا عذر کیا۔ آپ نے بدو سے کہا بازار میں لے جا کر ان کو فروخت کرلو۔ بدو ان کو بازار مین لے گیا۔ ایک صاحب نے دام دے کر بدو سے خریدا اور آزاد کردیا۔

ابو حدرد اسلمی ایک صحابی تھے، جن پر ایک یہودی کا قرض آتا تھا، اور ان کے پاس بدن پر جو کپڑے تھے اُن کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی مہم کا ارادہ کررہے تھے۔ ابو حدرد نے یہودی سے کچھ مہلت طلب کی، لیکن وہ نہ مانا اور ان کو پکڑ کر سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کا قرض ادا کردو۔ انہوں نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا، انہوں نے پھر یہی جواب دیا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! غزوہ خیبر قریب ہے۔ شاید وہاں سے واپسی پر کچھ ہاتھ آئے تمیں اس کو ادا کردوں۔ آپ نے پھر یہی حکم دیا کہ فوراً ادا کردو۔ آخر اپنا تہبند اس یہودی کو قرض میں نذر کیا، اور سر پر جو عمامہ بندھا تھا اس کو کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔

طارق محاربی کا بیان ہے کہ جب عرب میں اسلام پھیلنا شروع ہوا، تو ہم چند آدمی ربذہ سے نکلے اور مدینہ کو روانہ ہوئے۔ شہر کے قریب پہنچ کر مقام کیا۔ زنانہ سواری بھی ساتھ تھی ہم سب بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور السلام علیک کی ہم نے سلام کا جواب دیا۔ ہمارے ساتھ سُرخ رنگ کا

اونٹ تھا، اس کی قیمت پوچھی، ہم نے جواب دیا۔ اتنی کھجوریں۔ انہوں نے کچھ مول تول نہ کیا اور وہی قیمت منظور کر لی، پھر اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف بڑھے نظروں سے اوجھل ہو گئے، تو سب کو خیال آیا کہ رہ گئے اور ہم لوگ ان کو پہچانتے نہیں۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو ملزم ٹھہرانا شروع کیا محمل نشین خاتون نے کہا مطمئن رہو، ہم نے کسی شخص کا چہرہ اس قدر چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن نہیں دیکھا (یعنی ایسا شخص دغا نہ کریگا) رات ہوئی تو ایک شخص آیا کہ رسول اللہ نے تمہارے لیے کھانا اور کھجوریں بھیجی ہیں۔ دوسرے دن صبح کو ہم لوگ مدینہ میں آئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں خطبہ دے رہے تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر ایک انصاری نے اٹھ کر کہا ''یارسول اللہ! یہ لوگ بنو ثعلبہ کے قبیلے کے ہیں اور ان کے مورث نے ہمارے خاندان کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بدلے میں ان کا ایک آدمی قتل کرا دیجیے۔ آپ نے فرمایا ''باپ کا بدلہ بیٹے سے نہیں لیا جاسکتا''۔

فتح مکہ کے بعد تمام عرب میں صرف طائف رہ گیا تھا، جس نے گردن تسلیم خم نہیں کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا محاصرہ کیا لیکن پندرہ بیس روز کے بعد محاصرہ اٹھا لینا پڑا۔ صخر ایک رئیس تھے، ان کو یہ حال معلوم ہوا تو خود جا کر طائف کی حصار بندی کی اور اہل شہر کو اس قدر دبایا کہ بالآخر وہ مصالحت پر راضی ہو گئے۔ صخر نے بارگاہ نبوت میں اطلاع کی، مغیرہ بن شعبہ ثقفی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ صخر نے میری پھوپھی کو قبضہ میں کر رکھا ہے۔ آپ نے صخر کو بلا بھیجا اور حکم دیا کہ مغیرہ کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو۔ اسکے بعد بنو سلیم آئے کہ جس زمانہ میں ہم کافر تھے۔ صخر نے ہمارے چشمے پر قبضہ کر لیا تھا۔ اب ہم اسلام لائے، ہمارا چشمہ ہم کو دلایا جائے۔ آپ نے صخر کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جب کوئی قوم اسلام قبول کرتی ہے تو اپنے جان و مال کی مالک ہو جاتی ہے، اس لیے اُن کو اُن کا چشمہ دے دو۔ صخر کو منظور کرنا پڑا۔ راوی کا بیان ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صخر نے

دونوں حکم منظور کیے تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر حیاء سے سُرخی آ گئی کہ صخر کو دونوں معاملوں میں شکست ہوئی اور فتح طائف کا ان کو کوئی صلہ نہ ملا۔

عدل وانصاف کا سب سے نازک پہلو یہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ چھوٹنے نہ پائے۔ ایک بار آپ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، لوگوں کا گرد و پیش ہجوم تھا۔ ایک شخص آ کر منہ کے بل آپ پر لد گیا۔ دست مبارک میں پتلی سی لکڑی تھی، آپ نے اس سے اس کو ٹھوکا دیا۔ اتفاق سے لکڑی کا سرا اُس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آ گئی، فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں نے معاف کر دیا۔

# ۲۰۔ مساوات

مساوات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا سب سے نمایاں اور منفرد پہلو ہے۔ دنیا کو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساوات کا درس دیا اور رنگ و نسل، امیر اور غریب، آقا اور غلام کا امتیاز بالکل مٹا دیا۔ دینی اور دنیوی امور میں آپ دوسروں کے ساتھ شانہ بشانہ مل کر کام کرتے تھے اور یہ کبھی پسند نہ فرماتے تھے کہ خود بیٹھے رہیں اور دوسرے کام کرتے رہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا۔ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کی مدح میں مبالغہ کیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں اس لیے تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو (صحیحین)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم استر اپر بلا پالان سوار تھے۔ میں راستے میں مل گیا۔ فرمایا سوار ہو جاؤ۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر

سوار ہونے لگا۔ خود تو چڑھ نہ سکا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دیا۔ حضور نے دوبارہ سوار ہو کر فرمایا، سوار ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ مجھ سے چڑھا نہیں جاتا۔ حضور کو کہاں تک گراؤں گا۔ آخر کار آپ بھی پیدل چلنے لگے۔

ایک روز آپ ایک کنوئیں پر غسل کے لیے تشریف لے گئے۔ ایک صحابیؓ آپ کی طرف پشت کر کے چادر تان کر کھڑے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے اور صحابیؓ کے نہانے کی باری آئی تو آپ بھی اسی طرح چادر تان کر کھڑے ہو گئے اور پردہ کیے ہوئے۔ صحابیؓ کو اپنے رسولؐ کی یہ تکلیف کیونکر گوارا ہو سکتی تھی، التجا کی ، یارسول اللہ ! میری جان آپ پر قربان آپؐ یہ تکلیف نہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا ”جیسا میں انسان ہوں ویسے ہی تم انسان ہو۔ مجھ کو ایسی کیا فوقیت حاصل ہے؟

غزوۂ بدر میں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی گرفتار ہو کر آئے تھے۔ قیدیوں کو زرِ فدیہ لے کر رہا کیا جاتا تھا۔ بعض نیک دل انصار نے اس بنا پر کہ وہ آپ سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں۔ عرض کی کہ یارسول اللہ! اجازت دیجیے کہ ہم اپنے بھانجے (عباس) کا زرفدیہ معاف کر دیں معاف کر دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں ایک درہم بھی معاف نہ کرو۔

ایک سفر میں کھانا تیار نہ تھا۔ تمام صحابہ نے مل کر کھانا پکانے کا سامان کیا۔ لوگوں نے ایک ایک کام بانٹ لیا۔ جنگل سے لکڑی لانے کا کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمے لیا۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! یہ کام ہم خدام کر لیں گے، فرمایا ہاں سچ ہے۔ لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں تم سے اپنے کو ممتاز کروں۔ خدا اس بندہ کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ہمراہیوں میں ممتاز بنتا ہے۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جُرم میں گرفتار ہوئی۔ اُسامہ بن زید جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت محبت رکھتے تھے۔ لوگوں نے ان کو شفیع بنا کر خدمت نبوی میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا ”اُسامہ کیا تم حدودِ خداوندی میں سفارش

کرتے ہو؟ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا۔ ''تم سے پہلے کی اُمتیں اسی لیے برباد ہو گئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو تسامح کرتے، اور معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے، خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ سرقہ کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلق جائز تعظیمی الفاظ بھی نہیں پسند فرماتے تھے۔ ایک بار ایک شخص نے ان الفاظ سے آپ کو خطاب کیا ''اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے فرزند، اور اے ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے فرزند'' آپ نے فرمایا ''لوگو، پرہیز گاری اختیار کرو شیطان تمہیں گرانہ دے۔ میں عبداللہ کا بیٹا محمدؐ ہوں۔ خدا کا بندہ اور اس کا رسول، مجھ کو خدا نے جو مرتبہ بخشا میں پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس سے زیادہ بڑھاؤ۔

عبداللہ بن سخیر کا بیان ہے کہ بنی عامر کی سفارت کے ساتھ جب ہم لوگ خدمتِ اقدس میں آئے تو عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا (سید) ہیں۔ ارشاد فرمایا'' آقا خدا ہے''۔ پھر ہم لوگوں نے عرض کی، آپ ہم میں سب سے افضل اور سب سے برتر ہیں۔ ارشاد ہوا کہ ''بات کہو تو دیکھ لو کہ شیطان تو تم کو نہیں چلا رہا ہے''۔

مخترمہؓ ایک صحابی تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے بیٹے مسور سے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہیں سے چادریں آئی ہیں اور وہ تقسیم فرمارہے ہیں، آؤ ہم بھی چلیں آئے تو آپ زنانہ میں تشریف لے جاچکے تھے، کہا آواز دو۔ انہوں نے کہا میرا یہ رتبہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دوں۔ مخترمہؓ نے کہا'' بیٹے! محمدؐ جبار نہیں ہیں۔ ان کی جرأت دلانے سے مسور نے آواز دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوراً نکل آئے، اور ان کی دیبا کی قبا عنایت کی جس کی گھنڈیاں زریں تھیں۔

ایک دفعہ ایک انصاری نے ایک یہودی کو یہ کہتے سنا کہ اس خدا کی قسم جس نے

موسیٰ کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، یہ سمجھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے۔ غصہ میں آکر اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فریادی آیا۔ آپ نے انصاری کو بلا بھیجا اور واقعہ کی تحقیق کے بعد فرمایا کہ ''مجھ کو انبیاء پر فضیلت نہ دو''۔

ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آپ گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ جواب دیا کہ ''گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے۔ کپڑوں میں اپنے ہاتھ سے خود پیوند لگا لیتے تھے، گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دوھ لیتے تھے، بازار سے سودا خرید لاتے تھے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے تھے، ڈول میں ٹانکے لگا دیتے تھے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے تھے، اس کو چارہ دیتے، غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے۔

آپ جب بچے تھے، اور خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو اس وقت بھی پتھر اٹھا اٹھا کر معماروں کے پاس لاتے تھے۔

ایک اور سفر میں آپ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا، آپ نے خود اس کو درست کرنا چاہا ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ لایئے میں ٹانک دوں۔ فرمایا ''یہ تشخص پسندی ہے جو مجھے اچھی نہیں لگتی۔

دو صحابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ خود اپنے دست مبارک سے مکان کی مرمت کر رہے ہیں۔ ہم لوگ بھی اس کام میں شریک ہو گئے۔ جب کام ختم ہو گیا تو آپ نے ہمارے لیے دُعائے خیر فرمائی۔

## ۲۱۔ زہد

آخرت کی زندگی کو سنوارنے دنیوی خواہشات کو ضرورت کے مطابق محدود

کر لینا زہد کہلاتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور دنیا کے مال و متاع سے بالکل رغبت نہ تھی۔ اس لحاظ سے آپ زہد کے بلند ترین مقام کا عملی نمونہ تھے جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا اور دنیا کے خزانے آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔ آپ جس طرح کی شاہانہ زندگی چاہتے گزار سکتے تھے مگر آپ نے ایسا زہد اختیار کیا کہ بالکل معمولی خوراک پر زندگی بسر کی۔ آپ کے زہد کے چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا کہ سخت بھوکا ہوں، آپ نے ازواج مطہرات میں سے کسی کے ہاں کہلا بھیجا کہ کچھ کھانے کو بھیج دو۔ جواب آیا کہ گھر میں پانی کے سوا کچھ نہیں۔ آپ نے دوسرے گھر کہلا بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ مختصر یہ کہ آٹھ نو گھروں میں سے کہیں پانی کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔

ایک دفعہ صحابہ نے سرکار دو عالم کی خدمت میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول کر دکھایا کہ پتھر بندھے تھے، آپ نے شکم کھولا تو ایک کی بجائے دو دو پتھر تھے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نے شکم کو کپڑے سے کس کر باندھا ہے۔ سبب پوچھا تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا کہ بھوک کی وجہ سے۔

حضرت ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مسجد میں زمین پر لیٹے ہوئے ہیں، اور بھوک کی وجہ سے بار بار کروٹیں بدلتے ہیں۔

اکثر بھوک کی وجہ سے آواز اس قدر کمزور ہو جاتی تھی کہ صحابہ آپ کی حالت سمجھ جاتے تھے۔ ایک دن ابوطلحہؓ گھر میں آئے، اور بیوی سے کہا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے ابھی رسول اللہ کو دیکھا کہ ان کی آواز کمزور ہو گئی ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو ازواجِ مطہرات کے پاس تشریف لاتے اور پوچھتے کہ آج کچھ کھانے کو ہے؟ عرض کرتیں نہیں۔ آپ فرماتے کہ اچھا میں نے روزہ رکھ لیا۔

ایک دن بھوک میں ٹھیک دوپہر کے وقت گھر سے نکلے۔ راہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ملے۔ یہ دونوں صاحب بھی بھوک سے بیتاب تھے۔ آپ سب کو لے کر حضرت ابوایوبؓ انصاری کے گھر آئے۔ ان کا معمول تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ مہیا رکھتے تھے۔ آج آپ کے آنے میں دیر ہوئی تو انہوں نے بچوں کو کھلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر پہنچے، تو وہ نخلستان میں چلے گئے تھے۔ ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل آئیں، اور عرض کی ''حضور کا آنا مبارک''۔ آپ نے پوچھا ابوایوب کہاں ہیں؟ نخلستان پاس ہی ہے۔ وہ آواز سن کر دوڑے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کی یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا وقت نہیں، آپ نے حالت بیان کی۔ وہ نخلستان میں جا کر کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ لائے اور کہا میں گوشت تیار کراتا ہوں۔ ایک بکری ذبح کی، آدھے کا سالن آدھے کے کباب تیار کرائے۔ کھانا سامنے لاکر رکھا تو آپ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ فاطمہؓ کو بھجوا دو۔ کئی دن سے اس کو کھانا نصیب نہیں ہوا ہے پھر خود صحابہ کے ساتھ مل کر کھانا نوش فرمایا۔ متعدد قسم کے کھانے دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ ''خدا نے جو کہا ہے کہ قیامت میں نعیم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں۔

# ۲۲۔ سادگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بالکل سادہ تھی۔ کھانے پینے، چلنے پھرنے میں کسی قسم کا تکلف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے آتا تناول فرماتے۔ پہننے کو موٹا جھوٹا جو مل جاتا پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر، فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔ آپ کے لیے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی۔ کرتے کا تکمہ اکثر کھلا رکھتے تھے۔ لباس میں نمائش کو ناپسند فرماتے تھے۔ سامان آرائش سے آپ طبعاً بڑے سادہ تھے۔ غرض ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند خاطر تھی۔

ایک دفعہ حضرت انسؓ کی دادی ملیکہ نے آپ کی دعوت کی۔ کھانا خود تیار کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا نوش فرما کر فرمایا ''آؤ میں تم کو نماز پڑھاؤں'' گھر میں صرف ایک چٹائی تھی اور وہ بھی پرانی ہو کر سیاہ ہو گئی تھی۔ حضرت انسؓ نے پہلے اس کو پانی سے دھویا، اور پھر نماز کے لیے بچھایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی۔ حضرت انسؓ اور ان کی دادی، اور یتیم (غلام) صف باندھ کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی، اور واپس آئے۔

حضرت انسؓ کی والدہ، ام سلیم سے آپ کو نہایت محبت تھی۔ آپ اکثر انکے گھر تشریف لے جاتے، وہ بچھونا بچھا دیتیں۔ آپ آرام فرماتے۔ جب سو کر اٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی میں جمع کر لیتیں۔ مرتے وقت وصیت کی کہ کفن میں حنوط ملا جائے تو عرق مبارک کے ساتھ ملا جائے۔

حضرت انسؓ بن مالک جو خادمِ خاص تھے، ان کی والدہ کا نام ام سلیم تھا (جو رضاعت کے رشتے سے آپ کی بھی خالہ تھیں) معمول تھا جب آپ قبا تشریف لے جاتے تو ان کے پاس ضرور جاتے۔ وہ اکثر کھانا لا کر پیش کرتیں اور آپ نوش فرماتے۔ آپ سو جاتے تو بالوں میں سے جوئیں نکالتیں۔

معوذ بن عفراء کی صاحبزادی (ربیع) کی جب شادی ہوئی تو آپ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور دلہن کے لیے جو فرش بچھا گیا اُس پر بیٹھ گئے۔ گھر کی لڑکیاں آس پاس جمع ہو گئیں اور دف بجا بجا کر شہدائے بدر کا مرثیہ گانے لگیں۔ گاتے گاتے ایک نے یہ مصرع گایا۔

''ہم میں ایک پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے''۔

فرمایا۔ یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔

معمول تھا کہ مسجد سے اٹھ کر گھر میں تشریف لے جاتے تو کبھی کبھی ننگے پاؤں چلے جاتے اور جوتی وہیں چھوڑ جاتے۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ پھر واپس تشریف

لائیں گے۔

# ۲۳۔ شجاعت

شجاعت کا مطلب بہادری اور دلیری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت بڑی شہرہ آفاق ہے تبلیغ اسلام میں قدم قدم پر آپ کو بڑے خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑا مگر اللہ کے بھروسے پر آپ نے ہر خطرے کا مقابلہ بڑی جرأت اور دلیری سے کیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ کے مقابلے میں جو بھی بہادر سے بہادر آیا شکست کھا کر گیا اور آپ ہمیشہ فتح یاب رہے۔ آپ ہر جگہ بے دھڑک تشریف لے جاتے اور کسی دینادار سے خوف نہ کھاتے اور اللہ کی رحمت سے ہمیشہ کامیاب لوٹتے۔

تاریخ اسلام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں مصائب وخطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن پامردی اور ثبات کے قدم نے لغزش نہیں کھائی۔ غزوہ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۱۴ نہتے مسلمانوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے تو دوڑ کر مرکز نبوت ہی کے دامن میں آکر پناہ لیتے تھے۔ حضرت علیؓ جن کے دست بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کیے، کہتے ہیں کہ بدر میں جب زور کارن پڑا تو ہم لوگوں نے آپ ہی کی آڑ میں آکر پناہ لی۔ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ مشرکین کی صف سے اس دن آپ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا۔

حضرت انسؓ بن مالک کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ شجاع تھے۔ ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے، لوگ مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے لیکن سب سے پہلے جو آگے بڑھ کر نکلا، وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جلدی میں آپ نے اس کا بھی انتظار نہیں کیا کہ گھوڑے پر زین کسی جائے۔ گھوڑے کے برہنہ پشت پر سوار ہو کر آپ تمام خطروں کے مقامات میں گشت لگا آئے اور واپس آکر لوگوں کو تسکین دی کہ کوئی خطرے کی بات نہیں۔

غزوہ حنین میں ہوازن کے بے پناہ تیروں کی بارش ہوئی تو مسلمانوں کی کثیر التعداد فوج دفعۃً میدان سے ہٹ گئی۔ لیکن آپ مع چند جاں نثاروں کے بدستور میدان میں کھڑے رہے۔ اس وقت بار بار اپنے خچر کو بڑھا کر آگے بڑھانے کا قصد فرمارہے تھے، لیکن جانثار مانع آتے تھے۔ اب دشمنوں کی تمام فوج کا نشانہ صرف آپ کی ذات تھی۔ بایں ہمہ پائے اقدس میں لغزش نہیں ہوئی۔ حضرت براء جو اس معرکہ میں شریک تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا حنین میں تم بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے، لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے، خدا کی قسم جب لڑائی پورے زور پر ہوتی تھی تو ہم لوگ آپ ہی کے پہلو میں آکر پناہ لیتے تھے۔ ہم میں سب سے بڑا بہادر وہ شمار ہوتا تھا جو آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کو اپنے دستِ خاص سے قتل نہیں کیا۔ ابی بن خلف آپ کا سخت دشمن تھا۔ بدر میں فدیہ دے کر رہا ہوا تو ساتھ ساتھ یہ کہتا گیا "کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جس کو میں ہر روز جوار کھلایا کرتا ہوں، اسی پر چڑھ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کروں گا"۔ احد میں اسی گھوڑے کو اڑاتا اور صفوں کو چیرتا ہوا آپ کے پاس پہنچ گیا۔ مسلمانوں نے چاہا کہ اس کو بیچ میں روک لیں، آپ نے منع فرمایا اور ایک مسلمان کے ہاتھ سے نیزہ لے کر آپ اس کی طرف بڑھے اور آہستہ سے اس کی گردن میں انی چبھودی، وہ چنگھاڑ مار کر بھاگا۔ لوگوں نے کہا یہ تو کوئی بڑا زخم نہیں، تم اس قدر خوف زدہ کیوں ہو؟ اس نے کہا سچ ہے لیکن یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا زخم ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے، سخاوت، سخاوت، قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ۔ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحبِ وجاہت

تھے۔

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگِ بدر کے دن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ سے نزدیک رہتا جبکہ آپ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔

# ۲۴۔ عزم و استقلال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑے صاحبِ عزم اور مضبوط ارادے کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ آپ کو یہ وصف عطا فرمایا تھا جس محنت اور مشقت کے ساتھ اسلام پھیلا اس میں قدم قدم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے عزم اور استقلال کا ثبوت دیا۔

ہجرت سے قبل ایک دفعہ صحابہ نے کفار کی ایذا ءرسانیوں سے تنگ آ کر خدمتِ مبارک میں عرض کی کہ ''آپ ہمارے لیے کیوں دعا نہیں فرماتے''۔ آپ کا چہرہ غصے سے سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ ''تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا ان کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں، جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا تھا، لیکن یہ آزمائش بھی ان کو مذہب سے برگشتہ نہیں کرسکتی تھی۔ خدا کی قسم دین اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا۔ یہاں تک کہ صنعا سے حضر موت تک ایک سوار اس طرح بے خطر چلا آئے گا کہ اُس کو خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

مکہ میں روسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انہوں نے آپ

کے سامنے حکومت کا تخت، زر و جواہر کا خزانہ اور حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں سے ہر چیز بہادر سے بہادر انسان کے قدم کو ڈگمگا دینے کے لیے کافی تھی لیکن آپ نے ذلت کے ساتھ ان کی درخواست کو ٹھکرا دیا اور بالآخر وہ وقت آیا جب آخری ہمدم و دمساز یعنی ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور وفکر کا آخری لمحہ اور عزم واستقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جواب میں جو فقرے فرمائے، عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقہ تعبیر ہے۔ آپ نے فرمایا ''چچا جان اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تب بھی اپنے اعلان حق سے باز نہیں آؤں گا''۔

غزوہ بدر میں جب تین سو بے سروسامان مسلم ایک ہزار باساز وسامان فوج سے معرکہ آرا تھے۔ کفار قرش اپنے زور و کثرت سے بپھرتے آتے تھے، اس وقت مسلمان سمٹ سمٹ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آجاتے تھے اور با ایں ہمہ نبوت کا کوہِ وقار اپنی جگہ پر قائم تھا۔

غزوۂ اُحد میں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا تو سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ زرہ پہن کر تیار ہو گئے تو صحابہ نے رُک جانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے فرمایا پیغمبر زرہ پہن کر اتار نہیں سکتا۔

غزوہ حنین میں جب قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں نے متصل تیروں کی بوچھاڑ کی، تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے، لیکن آپ نہایت سکون واطمینان کے ساتھ میدان میں جمے رہے۔

ایک بار آپ کسی غزوہ میں درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ ایک کافر آیا اور اسی حالت خواب میں تلوار کھینچ کر بولا ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا ''خدا'' اس عزم واستقلال اور جرأت صادقہ نے اس کو اس قدر مرعوب کر دیا کہ فوراً اس نے تلوار میان میں کر لی اور پاس بیٹھ گیا۔

# اخلاق خلفائے راشدین

# اخلاق حضرت ابوبکر صدیق

## رضی اللہ عنہ

فطرتاً حضرت ابوبکر صدیقؓ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ اسلام سے پہلے بھی آپ راست باز، دیانت دار، رحمدل اور پارسا تھے۔ جب دولت ایمان نصیب ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے آپ کے اخلاقی اوصاف کو اور بھی چمکا دیا۔

## تقویٰ

ایک دفعہ آپ کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز لا کر پیش کی، جب تناول فرما چکے تو انہوں نے کہا "آپ جانتے ہیں کہ یہ کس طرح حاصل ہوا فرمایا، بیان کرو، بولے "میں نے جاہلیت میں ایک شخص کی فال کھولی تھی، فال کھولنا تو جانتا نہ تھا، صرف اس کو دھوکا دیا تھا، لیکن آج اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے اس کے صلہ میں یہ کھانا دیا" یہ سرگزشت سنی تو منہ میں انگلی ڈال کر جو کچھ کھایا تھا قے کر دیا فرمایا کرتے تھے کہ جو جسم اکلِ حرام سے پرورش پاتا ہے "جہنم اس کا بہترین مسکن ہے"۔

# نصیحت

حضرت رافع طائی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کہا کہ آپ سن رسیدہ بزرگ ہیں، مجھے کچھ وصیت فرمائیں، بولے ''خدا تم پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔ نماز پڑھو، روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو، اور سب سے بڑی نصیحت یہ ہے کہ کبھی امارت وسیادت نہ قبول کرو، دینا میں امیر کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، نیز قیامت کے روز اس کا محاسبہ نہایت سخت ہوگا، اور فرد عمل زیادہ طویل ہوگی۔

# خوفِ خدا

ایک مرتبہ انہوں نے پینے کے لیے پانی مانگا، لوگوں نے پانی اور شہد لا کر پیش کیا لیکن جیسے ہی منہ کے قریب لے گئے، بے اختیار آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس قدر روئے کہ تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ جب کسی قدر سکون ہوا تو لوگوں نے گریہ زاری کی وجہ پوچھی، بولے، ایک روز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کو دور دور کہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا چیز ہے جس کو دور فرما رہے ہیں؟ میں تو کچھ نہیں دیکھتا۔ ارشاد ہوا کہ ''ظاہر فریب دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے آئی تھی، میں نے اس کو دور کر دیا۔ اس وقت یکا یک یہ واقعہ مجھے یاد آ گیا، اور ڈرا کہ شاید اس کے دام تزویر میں پھنس جاؤں۔

# سخاوت

حضرت ابوبکرؓ صدیق صدقات وخیرات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے حضرت عمرؓ نے بارہا مسابقت کی کوشش کی۔ لیکن وہ کبھی بھی ان کے مقابلہ میں کامیاب نہ ہوئے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو صدقہ نکالنے کا حکم

دیا۔حضرت عمرؓ کے پاس اس وقت معمول سے زیادہ سرمایہ موجود تھا، انہوں نے خیال کیا کہ آج ابوبکرؓ سے سبقت لے جانے کا موقع ہے۔ چنانچہ وہ اپنا نصف مال لے کر آستانہ نبوت پر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے اہل وعیال کے لیے کس قدر رہنے دیا ہے؟ بولے ''اسی قدر'' لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا کل سرمایہ لائے تھے۔ ان سے جب سوال کیا تو انہوں نے عرض کی ''ان کے لیے خدا اور اس کا رسولؐ ہے'' اس ایثار وقربانی پر حضرت عمرؓ کی آنکھیں کھل گئیں، بولے ''اب میں کبھی ان پر سبقت نہیں لے جاسکتا۔

## درگزر

ایک مرتبہ حضرت ربیعہ بن جعفر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ اتفاق سے گفتگو میں ایک دوسرے سے اختلاف ہوگیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایسی بات منہ سے نکل گئی جسے حضرت ربیعہؓ نے بُرا جانا مگر یوں غصہ ٹھنڈا ہوا تو کہنے لگے ربیعہ تم کوئی سخت بات مجھے کہہ دو۔ انہوں نے انکار کیا تو دربار نبوت میں حاضر ہوئے، حضرت ربیعہ بھی ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصل روئیداد سن کر فرمایا۔ ''ربیعہ! تم سخت جواب نہ دو، لیکن یہ کہہ دو غفر الله لکُ یا ابا بکر یعنی ابوبکر! خدا تمہیں معاف کردے''۔ حضرت ابوبکرؓ پر اس واقعہ کا اس قدر اثر تھا کہ زاروقطار رو رہے تھے، اور آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔

## تواضع

عجز وتواضع کی انتہا یہ تھی کہ لوگ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے تعظیم وتوقیر کرتے تو آپ کو تکلیف ہوتی، اور فرماتے مجھے لوگوں نے بہت بڑھا دیا ہے، کوئی مدح وستائش کرتا تو فرماتے ''اے خدا تو میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے،

اور میں اپنی کیفیت ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ خدایا تو ان کے حسن ظن سے مجھے بہتر ثابت کر، میرے گناہوں کو بخش دے اور لوگوں کی بے جا تعریف کا مجھ سے مواخذہ نہ کر۔ غایت تواضع سے تکبر و غرور کی علامات سے بھی خوفزدہ ہو جاتے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو تکبر سے اپنا کپڑا کھینچتے ہوئے چلتا ہے قیامت کے روز خدا اس کی طرف نگاہ نہ کرے گا۔

# نیک عمل

نیکوکاری و حصول ثواب کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا ''آج تم میں سے روزہ سے کون ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی ''میں ہوں'' پھر فرمایا ''آج کسی نے جنازہ کی مشایعت کی ہے؟'' کسی نے مسکین کو کھانا دیا ہے؟ اور کسی نے مریض کی عیادت کی ہے؟ ان سوالوں کے جوابات میں جو زبان گویا ہوئی وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے ایک دن میں اس قدر نیکیاں جمع کی ہوں وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

# پرہیزگاری

حضرت عائشہؓ کے گھر میں عید کے روز انصار کی دو لڑکیاں جنگ بعاث کے تاریخی اشعار گا رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منہ پھیر کر فرش پر استراحت فرما چکے تھے۔ اسی حالت میں ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے۔ ان کے کمال اتقا نے اسے بھی پسند نہ کیا، حضرت عائشہؓ کو ڈانٹ کر بولے ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مزمار شیطان؟ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ابوبکر! انہیں گانے دو، ہر قوم کے لیے عید ہے اور یہ ہماری عید ہے''۔

# رزق حلال

حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو صبح اُٹھ کر تجارت کے لیے کپڑے لے کر بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ ملے اور دریافت کرنے لگے کہ یا خلیفۂ رسول اللہؐ! کدھر کا قصداً حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ بازار جارہا ہوں۔ ان دونوں نے فرمایا کہ آپ پر تو دربارِ خلافت کا بار ہے، بازار میں کیا کیجیے گا؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اپنے متعلقین کی پرورش کہاں سے کروں گا؟ انہوں نے کہا کہ آپ تشریف لے چلیں، ہم آپ کا وظیفہ مقرر کردیں گے۔ آپ ان دونوں کے ساتھ تشریف لائے تو ان حضرات نے بعد مشورہ مسلمانان آپ کا معمولی خرچ کا وظیفہ مقرر کردیا۔ جیسا قبل از خلافت اپنے مال سے خرچ کرتے تھے اور سفر حج وغیرہ کے لیے سواری مقرر کردی، اور دو چادریں کہ جب پرانی ہوجائیں تو دوسری لے لیں۔

# وصیت

حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں جو کھانا کھایا وہ موٹا کھایا۔ بدن پر کپڑے موٹے پہنے۔ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے میرے پاس بجز اس حبشی غلام، اونٹ اور اس پرانی چادر کے اور کچھ نہیں ہے میں مرجاؤں تو یہ چیزیں حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دینا اور ان چیزوں سے بری ہوجانا۔ حضرت عائشہؓ نے آپ کی وفات کے بعد ایسا ہی کیا۔

# عشق رسول

ہجرت کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق خاص ابوبکر صدیقؓ کے

ہمراہ غار ثور پر پہنچے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ غار میں داخل ہوں۔ مگر صدیق اکبرؓ نے عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ داخل نہ ہوں جب تک کہ میں پہلے داخل نہ ہولوں تاکہ اگر اس میں کوئی سانپ بچھو وغیرہ ہو تو مجھ کو کاٹے۔ آپ کو نہ کاٹے۔

صدیق اکبرؓ غار میں داخل ہوئے۔ غار میں جھاڑو دیا۔ ایک طرف میں کچھ سوراخ پائے۔ اپنا تہبند پھاڑ کر انکو بند کیا۔ تاہم دو سوراخ باقی رہ گئے۔ ان میں اپنے دونوں پاؤں ڈال دیے۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تشریف لائیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوئے۔ سر مبارک صدیق اکبرؓ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔ ایک چیز نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو کاٹا لیکن آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ مبادا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جاگ اٹھیں۔ درد کی شدت بڑھتی رہی۔ آپ ضبط کرتے رہے۔ حتیٰ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کچھ آنسو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت کیا "اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تجھے کیا ہوا؟"

عرض کی "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ فوراً درد جاتا رہا۔ (مشکوٰۃ)

## اللہ پر یقین

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کے وقت جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار ثور میں تھا تو ہمیں تلاش کرنے والے مشرکین کے پاؤں مجھے نظر آئے اور ہم اسی غار کے اندر چھپے ہوئے تھے اور عین

وہ ہمارے سروں پر کھڑے تھے تو میں نے (گھبرا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں کی طرف جھک کر دیکھا تو ہم انہیں صاف نظر آ جائیں گے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "اے ابوبکرؓ ان دو مظلوم بندوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ ہے"۔ یعنی جب ہمارا حقیقی محافظ اور نگہبان اللہ ہمارے ساتھ ہے تو ہمیں خوفزدہ ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ (بخاری شریف)

## سبقت

حضرت فاروق اعظمؓ ایک اندھی بڑھیا کی رات کے وقت خبر گیری کیا کرتے تھے جو مدینہ طیبہ کے پاس کہیں رہا کرتی تھی مگر چند روز کے بعد آپ نے دیکھا کہ کوئی شخص پہلے ہی آ کر اس کا کام کر جاتا ہے۔ آپ کو سخت حیرت ہوتی تھی کہ کون ایسا شخص ہے؟ آخر ایک رات یہ دیکھنے کے لیے کہ کون شخص آتا ہے۔ وہاں ٹھہر گئے۔ دیکھا تو صدیق اکبرؓ تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا بھلا سوائے آپ کے اور کون ایسا ہوسکتا ہے؟

## خلافت

خلیفۃ الرسول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت مکمل ہوگئی تو ابوبکر صدیقؓ نے رونا شروع کر دیا اور تین دن تک برابر روتے رہے اور کہتے رہے کو لوگو! میری بیعت توڑ دو۔ میں خلافت کا اہل نہیں ہوں جبکہ تم میں علی رضی اللہ عنہ جیسا شخص موجود ہے۔ پس میں تم سے اپنی بیعت توڑتا ہوں ہے کوئی تم میں مجھ سے کراہت کرنے والا ہے کوئی تم میں سے مجھ سے بغض رکھنے والا۔

# مقام صدیق اکبرؓ

حضرت محمد حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

آپ نے فرمایا۔ "ابو بکر صدیقؓ۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت ان کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہی۔ اس کے بعد آپ نے ہجرت اور غارِ ثور کا پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء، ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔

# کمال قناعت

خلفۃ الرسول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے کے بعد پہلے بڑے مالدار تاجر تھے۔ جب اسلام قبول کیا تو سب مال واسباب اسلام کی سربلندی کے لے راہ خدا میں صرف کر دیا۔ خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے آپ تجارت کر کے گزارہ کرتے تھے لیکن چونکہ خلافت کے ساتھ ساتھ کاروبار جاری رکھنا ممکن نہ تھا اس لیے ان کے گزارہ کے لیے بیت المال سے اس قدر رقم مقرر کی گئی جو معمولی گزارے کے لیے ہی کافی ہو سکتی تھی۔ ایک دن آپ کی اہلیہ محترمہ نے خواہش ظاہر کی۔ کوئی میٹھی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا "اتنے پیسے کہاں ہیں۔ آپ کی اہلیہ روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑا تھوڑا بچاتی رہی تاکہ میٹھا پکا سکے۔ حضرت صدیق اکبرؓ ایک دن گھر آئے تو آپ کی اہلیہ نے کھانے کے لیے حلوہ پیش کیا۔ آپ نے پوچھا "حلوہ پکانے کے لیے پیسے کہاں سے آئے"۔ عرض کی۔ "روزانہ کے خرچ میں سے تھوڑے تھوڑے پیسے پس انداز کرتی رہی تھی"۔ فرمایا۔ "اس سے ثابت ہو گیا کہ مجھے جو خرچ ملتا ہے اس

سے کم میں بھی گزارہ ہوسکتا ہے''۔ چنانچہ جتنی رقم اہلیہ نے بچائی تھی اسی حساب سے آپ نے اپنے وظیفہ میں کمی کردی۔ (تاریخ کامل)

# زُہد

خلیفۃ الرسول صدیق اکبرؓ اپنی وفات تک دو برس تین ماہ اور گیارہ دن خلافت پر فائز رہے۔ جب وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا: حساب کرو کہ میری خلافت کے دوران بیت المال سے کتنی رقم وظیفہ میں مجھے ملی، حساب کیا گیا تو کل چھ ہزار درہم (تقریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ) بنے۔ فرمایا ''میری زمین فروخت کر کے یہ رقم بیت المال میں لوٹادی جائے۔ (کامل ابن اثیر)

# فقر

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام لاتے ہی اپنا مال جو چالیس ہزار درہم تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا۔ چنانچہ وہ مال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے مسلمانوں پر صرف ہوتا رہا آپ نے سات مرد وزن (حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زنیرہ رومیہ، حضرت نہدیہ دختر نہیدیہ، حضرت ابوعبیس، حضرت کنیز بنو مؤمل رضی اللہ عنہم) کو جو غلامی کے سبب کفار کے ہاتھوں سخت تکالیف اٹھا رہے تھے بھاری داموں پر خرید کر آزاد کردیا تھا۔ ہجرت مدینہ تک تیرہ سال میں جو کچھ آپ نے تجارت سے کمایا، وہ بھی اعانتِ اسلام میں کام آیا۔ ہجرت کے وقت آپ کے پاس پانچ ہزار درہم آپ کے پاس تھے وہ مہم ہجرت اور زمین مسجد کی خریدی اور دیگر امور خیرات میں صرف ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: مَا نَفَعَنِي مَالُ لَعَدٍ قَطّ مَا نفعني مَالَ اَبِیْ بَکْرٍ (مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکرؓ کے مال نے دیا) جب

صدیق اکبرؓ کا تمام مال خرچ ہوگیا اور ان پر فقر نے غلبہ پایا تو ایک روز بجائے کرتہ کے کمبل کو ببول کے کانٹوں سے مربوط کر کے گلے میں ڈال کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور پوچھا: یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس قدر مالدار ہونے کے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا کیا حال ہوگیا کہ فقیری کا لباس پہنے بیٹھا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا۔ ''اس نے اپنا تمام مال مجھ پر اور راہِ خدا میں خرچ کر دیا اور مفلس ہوگیا ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجا ہے اور اس سے دریافت فرماتا ہے کہ بتاؤ اس فقر میں تم مجھ سے راضی ہو؟

یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وجد کی حالت طاری ہوگئی اور جواب میں عرض کیا میں اپنے پروردگار سے کس قسم کی کدورت رکھ سکتا ہوں؟ اور بار بار یوں نعرہ مارتے تھے اَنَا عَنْ رَبِی رَاضٍ اَنَا عَن رَّبِی رَاضٍ (میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں)۔

# مدح کلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو: اللہ کے خوف سے روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی کوشش کرو۔

اے لوگو! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی تعریف ایسی کرو جس کا وہ سزاوار ہے اور امید وخوف دونوں کو خاطر ملحوظ رکھو اور دعا مانگنے کے ساتھ ''الحاح'' بھی اختیار کرو۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے ذکریا علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کی تعریف میں فرمایا:

اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسَارِعُوْنَ فِي الْخَیْرَاتِ وَکَانُوا یَدْعُوْنَنَا رَغَباً وَّرَھَباً

وَ كَانُوْ الَنَاخَاشِعِيْنَ.

وہ نیکیوں کی طرف دوڑتے تھے اور ہم کو امید وخوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی کرتے تھے، میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی جس نے اپنی مخلوق کے لیے کوئی راستہ اپنی معرفت کا نہیں رکھا سوائے اس کے کہ اس کی معرفت سے عاجز ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اَشْرَفُ كَلِمَةٍ فِي التَّوحِيْد آپ کا یہ ارشاد توحید کے بارے میں سب سے اونچا کلام ہے۔

# اچھا کام

منصب خلافت پر فائز ہونے کے دو تین دن بعد حضرت عمر فاروقؓ نے لوگوں سے فرمایا ''میں اپنے پیشتر و خلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہوں۔ کیا تم میں سے کسی کو صدیق اکبرؓ کا کوئی ایسا کام معلوم ہے جو میں نے اب تک نہ کیا ہو''۔ ایک شخص بولا: ہاں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایک کام ایسا ہے جو میں نے انہیں روزانہ کرتے دیکھا ہے اور آپ نے ابھی تک نہیں کیا۔ فرمایا: وہ کونسا کام ہے۔ وہ شخص بولا: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد دو روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف جایا کرتے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ روٹیاں کس کو دے کر آتے تھے۔

اگلے دن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دو روٹیاں لے کر اس پہاڑ کی طرف گئے مگر حیران تھے کہ یہ روٹیاں کسے دیں۔ آپ اس پہاڑ پر ادھر اُدھر تجسس کرنے لگے۔ ایک جانب سے ذکرِ الٰہی کی آواز سنائی دی۔ آپ اس آواز کی جانب بڑھے تو کیا دیکھا کہ ایک غار میں کوئی آدمی ذکرِ خدا میں مصروف ہے۔ قریب پہنچے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ آدمی نابینا ہے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں کوڑھ کے سبب جھڑ چکی ہیں۔ آپ سمجھ گئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسی معذور شخص کو کھانا کھلانے آیا کرتے تھے۔

خاموشی کے ساتھ اس کے پاس بیٹھ گئے اور خود لقمہ بنا کر اس آدمی کے منہ میں رکھ دیا۔ ناگاہ اس نے فریاد کی وائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر بولا: "کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ میرے منہ میں دانت بھی نہیں ہیں۔ وہ لقمہ اپنے منہ میں چبا کر میرے منہ میں دیا کرتے تھے"۔ یہ سنتے ہی فاروق اعظم رو پڑے اور فرمایا "بے شک میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی برابری نہیں کرسکتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

# اخلاق حضرت عمر فاروق

# رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسلامی اخلاق کا مجسم نمونہ تھے کیوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جو تقرب حاصل تھا، اس کے لحاظ سے ان کو زیادہ حصہ ملا۔ وہ محاسن ومحامد کی مجسم تصویر تھے۔ ان کے آئینہ اخلاق میں خلوص، انقطاع الی اللہ لذائذ دنیا سے اجتناب، حفظ لسان، حق پرستی، راست گوئی، تواضع اور سادگی کا عکس سب سے زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔

## خشوع وخضوع

حضرت عمرؓ خشوع وخضوع کیساتھ رات بھر نمازیں پڑھتے۔ صبح ہونے کے قریب گھر والوں کو جگاتے اور یہ آیت پڑھتے وامر اھلک بالصلوٰۃ۔ نماز میں عموماً ایسی سورتیں پڑھتے جن میں قیامت کا ذکر ہوتا

## روش

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کے ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر جب عمدہ کھانے لائے گئے تو حضرت عمرؓ نے ہاتھ کھینچ لیا، اور کہا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے۔ اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کردے گا۔

## نقش قدم

ایک دفعہ آپ کی بیٹی حضرت حفصہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوشحالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، حضرت عمرؓ نے کہا، جان پدر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں۔ خدا کی قسم میں اپنے آقا کے نقش قدم پر چلوں گا کہ آخرت کی فراغت اور خوش حالی نصیب ہو، اس کے بعد دیر تک رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ بے تاب ہو کر رونے لگیں۔

## سادگی

ایک دفعہ گزی کا کرتہ ایک شخص کو دھونے اور پیوند لگانے کے لیے دیا۔ اس نے اس کے ساتھ ایک نرم کپڑے کا کرتہ پیش کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا اور اپنا کرتہ لے کر کہا، اس میں پسینہ خوب جذب ہوتا ہے۔

## قناعت

قناعت حضرت عمرؓ کپڑا عموماً گرمی میں بنواتے تھے اور پھٹ جاتا تو پیوند لگاتے چلے جاتے۔ حضرت حفصہؓ نے اس کے متعلق گفتگو کی، تو فرمایا، مسلمانوں کے مال میں اس سے زیادہ تصرف نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے، باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے، معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے، اس لیے ان ہی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے کو ڈال دیا تھا۔ خشک ہو گئے تو وہی پہن کر باہر نکلے۔

# اتباع سنت

ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا جو کام جس طرح کرتے دیکھا اسی طرح وہ بھی عمل پیرا ہوں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ حضرت عمرؓ جب اس طرف سے گزرتے تو اس جگہ دو رکعت نماز ادا کر لیتے تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ نماز کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ”میں نے یہاں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

# زُہد

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریکِ طعام تھے، اور ابلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے فرد کر رہے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ، عتبہؓ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے، امیر المومنین! اگر آپ اپنے کھانے پہننے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، افسوس! تم مجھے دنیاوی عیش و تنعم کی ترغیب دیتے ہو۔

# پابندی عہد

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت کا واقعہ ہے کہ جب مسلمانوں کو عراق کی لڑائی میں فتح مندی حاصل ہوئی تو عراق کا بادشاہ آپؓ کے دربار میں حاضر کیا گیا آپؓ نے اس سے اسلام کی خصوصیتیں بیان فرما کہ کہا کہ اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو تمہارا ملک تم کو واپس کر دیا جائے گا اور ہم تمہیں شاہ عراق تسلیم کر لیں گے۔ شاہ عراق نے کہا کہ میں مسلمان نہیں ہو سکتا۔ آپؓ نے فرمایا پھر ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔ امَّا اَنَّ الاَسلَامَ اَمَّا اِنَّ السَّیفَ۔ بادشاہ عراق نے کہا، کچھ بھی ہو مجھے اسلام منظور

نہیں ہے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے غلام سے فرمایا تلوار اٹھالاؤ تاکہ میں عراق کے بادشاہ کا قصہ ختم کر دوں۔ شاہ عراق نہایت معاملہ فہم اور دوراندیش آدمی تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تو حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا میں بہت پیاسا ہوں کسی کو حکم دیجیے تاکہ مجھے پانی پیش کیا جائے۔ بادشاہ نے کہا میں ایسے گلاس میں پانی نہیں پیوں گا حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے لوگو! یہ عراق کا بادشاہ ہے اسے سونے چاندی کے گلاس میں پانی دینا چاہیے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر بادشاہ نے سونے چاندی کے گلاس میں پانی پینے سے انکار کر دیا۔ پوچھا گیا اے بادشاہ سلامت اب آپ کے انکار کی وجہ کیا ہے۔ کہنے لگے مٹی کے گلاس میں پانی پلاؤ۔ چنانچہ مٹی کے گلاس میں پانی دیا گیا۔ بادشاہ نے گلاس ہاتھ میں لے کر حضرت عمرؓ سے عرض کیا، آپؓ مجھ سے وعدہ کیجیے کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں مجھے قتل نہ کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں وعدہ کرتا ہوں ہوں جب تک تم پانی نہ پی لو گے، اس وقت تک میں تم قتل کرنے کا حکم نہ دوں گا۔ بادشاہ نے فوراً مٹی کا گلاس زمین پر پٹک دیا گلاس ٹوٹ گیا اور سارا پانی بکھر گیا۔ پھر حضرت عمرؓ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا، آپؓ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ جب تک میں پانی نہ پیوں مجھے قتل نہ کیا جائے۔ اب آپؓ اپنے عہد کو پورا کیجیے۔ حضرت عمرؓ اس کی دانائی سے حیران رہ گئے۔ فرمایا اچھا میں نے تم کو امان دی تم میرے فلاں دوست کے پاس جا کر رہو۔ یہ بزرگ جن کی صحبت میں شاہ عراق رہتا تھا انتہا درجہ عبادت گزار اور متقی پرہیز گار تھے۔ تھوڑے ہی دنوں کی صحبت میں بادشاہ کی حالت بدل گی اور اس کا دل خود بخود اسلام کی طرف کھنچنے لگا۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے پاس بلا لیجیے اور اسلام کی تلقین کیجیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا اب تم اپنے وطن جاؤ اور حکومت عراق اپنے ہاتھ میں لے لو۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ مجھے اب سلطنت کی کیا ضرورت۔ ایسا ہی آپؓ کرم فرماتے ہیں تو عراق کا کوئی ویران وغیر آباد گاؤں مجھے عنایت فرما دیجیے تاکہ میرے لے زندگی

گزارنے کا سہارا ہو جائے۔ آپؓ نے فرمایا اچھا اور کئی آدمیوں کو عراق کی ولایت میں غیر آباد گاؤں کے منتخب کرنے کے لیے بھیج دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ لوگ واپس آگئے اور یہ خبر لائے کہ عراق میں کوئی خراب گاؤں ہی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے بادشاہ سے کہا یہ خبر آئی ہے، اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ بادشاہ نے دست بستہ عرض کیا، اس سوال سے میرا مقصد ہی یہ تھا کہ آپؓ پر ظاہر ہو جائے کہ عراق میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا گاؤں ایسا نہیں ہے جو ویران اور غیر آباد ہو۔ میں نے عراق سرسبز وشاداب حالت میں آپؓ کے حوالے کیا ہے۔ اس کے بعد اگر ویرانی اور خرابی پیدا ہو تو اس کی ذمہ داری آپؓ پر عائد ہوگی، میں سبکدوش ہوں۔

# حق بات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ ایک مہم میں عراق گئے مہم سے فارغ ہو کر بصرہ آئے۔ جہاں حضرت موسیٰ اشعریؓ گورنر تھے۔ انہوں نے اپنے دوست کے بیٹوں کا خیر مقدم کیا اور خوب خاطر مدارات کی۔ جب مدینہ روانہ ہونے لگے تو ابو موسیٰؓ نے کہا ''بھتیجو! میرے پاس صدقے کا کچھ مال ہے۔ جس کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا ہے۔ یہ مال آپ لے لیں اور سامان تجارت خرید لیں اور مدینہ جا کر فروخت کر دیں اور جو نفع حاصل ہو اپنے لیے رکھ لیں اور اصل مال امیر المومنین کو دے دیں۔ دونوں صاحبزادگان نے جواب دیا ''ایسا نہ ہو کہ امیر المومنینؓ خفا ہوں''۔ گورنر بصرہ نے کہا ''میں امیر المومنین کو اس کے متعلق اطلاع دے دیتا ہوں''۔ مدینہ میں اگر سامانِ تجارت فروخت کیا گیا اور اس سے خاصہ نفع حاصل ہوا۔ حسب ہدایت وہ اصل مال لے کر امیر المومنین کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا ''ابا جان یہ اصل مال ہے اور یہ ہمارا منافع ہے''۔ امیر المومنین نے پوچھا ''لیکن یہ بتاؤ کہ ابو موسیٰ نے کل فوج کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے؟'' بیٹوں نے عرض

کیا ''نہیں ابا جان'' آپ نے فرمایا ''تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ میرے بیٹے سمجھ کر تمہارے ساتھ یہ رعایت کی ہے''۔ بیٹوں نے کہا ''جی ہاں''۔ امیر المومنین نے فرمایا ''تو اصل رقم اور منافع دونوں بیت المال میں جمع کرو۔

# احساس

ایک دفعہ ایک قافلہ نے مدینہ منورہ سے باہر پڑاؤ کیا۔ آپ اس کی حفاظت کے لیے پہرہ دے رہے تھے کہ ایک جانب سے بچہ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ اس کے قریب گئے۔ دیکھا کہ شیر خوار بچہ ماں کی گود میں بلک رہا ہے آپ نے غصہ سے کہا: تو بڑی بے رحم ماں ہے جو بچہ کو بہلاتی نہیں۔ وہ عورت بھی غصہ اور بیزاری سے بولی: ''جب تمہیں حقیقت کا پتہ ہی نہیں تو مجھے خواہ مخواہ کیوں دق کرتے ہو بات یہ ہے کہ امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کا حکم ہے کہ جب تک بچے ماں کا دودھ پیتے رہیں ان کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے۔ اس لیے میں اس کا دودھ چھڑاتی ہوں اور یہ روتا ہے فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) یہ سن کر آبدیدہ ہو گئے اور بولے: ہائے عمر تجھے ذرا احساس نہیں کہ تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا''۔ آپ نے اسی دن حکم جاری کر دیا کہ بچوں کے پیدا ہوتے ہی ان کے وظیفے مقرر کر دیے جائیں اور اس حکم کا عام اعلان کرا دیا۔ (کنز العمال)

# فیصلہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک یہودی کا ایک مسلمان کے ساتھ کسی امر میں تنازعہ واقع ہوا۔ یہ مسلمان دراصل منافق تھا۔ یہودی نے کہا: ''چلو ہم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرا لیتے ہیں جو فیصلہ وہ کر دیں ہم دونوں اسکے پابند رہیں گے وہ مسلمان یہ سوچ کر خوش ہوا کہ چونکہ میں مسلمان ہوں اس لیے فیصلہ میرے ہی حق

میں ہوگا دونوں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے بیانات سُنے ۔ یہودی اس تنازعے میں سچا ثابت ہوگیا۔ آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا۔ یہودی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کو قبول کرلیا۔ مسلمان بولا: رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے فیصلے سے مجھے اطمینان نہیں ہوا اور چلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کرائیں۔ وہ جو فیصلہ بھی کردیں گے منظور ہوگا۔ یہودی بولا "چلو! میں اس پر بھی راضی ہوں دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے ۔عمر فاروقؓ نے دونوں کے بیانات سُنے ۔ یہودی نے اپنے بیان کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تنازعہ کا فیصلہ میرے حق میں کردیا ہے۔ مگر اس مسلمان نے اس فیصلہ کو قبول نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ اب چل کر عمر فاروقؓ سے فیصلہ کراتے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا: تو پھر زرا ٹھہرو۔ "میں ابھی فیصلہ کردیتا ہوں"۔ یہ فرما کر آپ مکان کے اندر گئے اور زرا سی دیر میں آئے تو آپ کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ آپ نے بلا توقف اس مسلمان منافق کو یہ کہتے ہوئے سر قلم کردیا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے فیصلے کو قبول نہ کرے عمر کے پاس اس کا یہی فیصلہ ہے۔ (تفسیر عزیزی)

# خدمت خلق

ایک دفعہ ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے ۔عبدالرحمٰن نے عرض کی: آپ نے کیوں تکلیف کی۔ مجھے بلا لیا ہوتا۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ شہر سے باہر ایک قافلہ اتر رہا ہے۔ وہ تھکے ماندے ہوں گے آؤ ہم دونوں چل کر پہرہ دیں۔ رات بھر اہل قافلہ مزے کے ساتھ سوتے رہے اور یہ دونوں پہرہ دیتے رہے۔ (کنز العمال)

# بڑھیا کا وظیفہ

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شام کے دورے سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں ایک خیمہ تھا۔ سواری سے اتر کر خیمہ کے پاس آئے۔ ایک بڑھیا عورت نظر آئی۔ آپ نے اس سے پوچھا: عمر کا کچھ حال معلوم ہے"۔ ہاں وہ شام روانہ ہو چکا ۔لیکن اللہ اس کو غارت کرے آج تک مجھ کو ابن سے ایک حبہ تک نہیں ملا"۔ بڑھیا نے بیزاری سے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا" اتنی دور کا حال عمر کیسے معلوم کرسکتا ہے۔ بڑھیا بھڑک اٹھی: اسے رعایا کا حال معلوم نہیں ہوسکتا اور وہ محتاجوں کی دستگیری نہیں کرسکتا تو پھر وہ امیر المومنین کیوں بن بیٹھا ہے۔ اتنی بڑی مملکت پر حکومت کیوں کرتا ہے"۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سُن کر بے اختیار رو پڑے اور بڑھیا کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ (کنز العمال)

# مدد کا واقعہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کے وقت گشت کرتے ہوئے شہر سے باہر آئے تو دیکھا کہ ایک بدو اپنے خیمہ سے باہر زمین پر بیٹھا ہے۔ آپ نے کہا: السلام علیکم۔ اس نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کے پاس پر بیٹھ گئے۔ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگے۔ دفعۃً خیمہ سے رونے کی آواز آئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بدو سے پوچھا کون روتا ہے۔ بدو نے جواب دیا: میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے۔

یہ سنتے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خاموشی سے اٹھے۔ اپنے گھر آئے اپنی اہلیہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر خیمہ پر پہنچے۔ بدو سے فرمایا" اجازت ہو تو میری بیوی تمہاری بیوی کی خدمت اور مدد کرے۔ بدو نے اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر بعد

بچے کے رونے کی آواز آئی۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے پکار کر کہا: امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) اپنے دوست کو مبارکباد دیجیے۔ امیر المومنین کا لفظ سُن کر بدو پریشان ہوا اور مؤدب ہو بیٹھا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کچھ خیال کرو۔ کل میرے پاس آنا میں اس بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔ (کنز العمال)

# محاسبہ

ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظمؓ خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے لیے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مسجد نبوی نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ یا عمر۔ سب کے حصے میں ایک ایک چادر آئی ہے۔ آپ نے دو چادریں کیسے لے لیں۔ جب تک اس بات کی صفائی پیش نہ کریں ہم خطبہ نہیں سنیں گے۔ فاروق اعظم نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ صفائی دو۔ حضرت عبداللہ کھڑے ہوئے۔ فرمایا ایک چادر سے میرے والد کا کرتہ نہیں بنتا تھا۔ اس لیے میں نے اپنے حصے کی چادر انہیں دے دی ہے۔ سلمان فارسی نے مطمئن ہو کر فرمایا۔ امیر المومنین۔ اب آپ خطبہ ارشاد فرمائیں ہم سنیں گے۔

(الریاض انضرہ)

# احسان کا بدلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ سے کہیں سفر کو روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں آپ یہودیوں کے ایک گاؤں پہنچے آپ نے دریافت کیا۔ آیا یہاں کسی مسلمان کا گھر بھی ہے۔ جواب ملا: ہاں۔ یہاں ایک بدو مسلمان رہتا ہے جو بے حد غریب ہے۔ آپ اس کے ہاں پہنچے، اس غریب بدو نے اپنی بیوی سے کہا: ایک مہمان آ گیا ہے اس کے کھانے کا کچھ انتظام کر۔ بیوی نے جواب دیا: گھر میں سوائے

جو کے تھوڑے سے آٹے کے اور کچھ نہیں ہے۔ شوہر بولا۔ کہیں سے گندم کا آٹا اُدھار لے آؤ۔ بیوی نے پاس پڑوسن سے گندم کا آٹا اُدھار لینے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ گھر آ کر اپنے شوہر سے بولی: گندم کا آٹا تو کہیں سے نہیں مل سکا۔ مجبوراً جو کی تین روٹیاں پکا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی گئیں۔ آپ نے سوچا کہ اس شخص کے تین بچے ہیں اور دو یہ میاں بیوی خود، یہ پانچ ہوئے اور چھٹا میں شامل ہو گیا ہوں اور روٹیاں صرف تین ہیں۔ یہ سوچ کر آپ نے چھٹا حصہ یعنی آدھی روٹی خود کھا کر باقی واپس کر دیں کہ خود کھائیں اور بچوں کو کھلائیں۔ جب آپ رخصت ہونے لگے تو فرمایا: تم کسی دن مدینہ آنا اور عمر کا نام پوچھ کر مجھے ملنا۔

کچھ مدت کے بعد اس بدو کی بیوی نے اصرار کیا کہ مدینہ جا کر عمر (رضی اللہ عنہ) سے ملے وہ شخص مدینہ پہنچا اور آپ سے ملا۔ اس وقت آپ کا تجارتی قافلہ مدینہ میں پہنچ رہا تھا بہت سے اونٹوں پر مال لدھا ہوا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ سب اونٹ بمہ مال و دولت اس بدو کو بخش دیے۔ وہ بدو اپنی خوش بختی پر نازاں و فرحاں واپس لوٹ گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا بیان کیا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیا میں نے اس میزبان بدو کی میزبانی کا حق ادا کر دیا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ حق تو شاید اس ایک لقمہ کا بھی ادا نہ ہوا۔ کیونکہ اس غریب نے تمہاری مہمان نوازی کے لیے اُدھار لینے سے بھی دریغ نہ کیا تھا اور اپنی بساط سے زیادہ تمہاری خدمت کی تھی، لیکن تمہارے لیے اُونٹوں کی قطار مال و متاع سمیت دے دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

# تدبر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعد مغرب ایک سائل کی صدا سُنی۔ آپ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کو کھانا دے دو۔ اس نے کھانا دے دیا۔ پھر آپ نے دوبارہ سائل کی صدا سُنی۔ فرمایا "ہم نے کہا نہیں تھا کہ اسکو کھانا دے دو۔ اس نے عرض کی میں نے اس کو کھانا کھلا دیا ہے۔ آپ نے سائل کی جھولی جو دیکھی تو روٹیوں سے بھری تھی۔ فرمایا: "تو سائل نہیں بلکہ تاجر ہے"۔ پھر جولی لے کر زکوٰۃ کے اونٹوں کے سامنے ڈال دی اور سائل کو دُرے لگائے اور فرمایا پھر ایسا نہ کرنا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی جھولی روٹیوں سے بھری دیکھ کر جان لیا کہ یہ شخص سوال کرنے سے مستغنی ہے۔ (محتاج نہیں) اور جن لوگوں نے اس کو روٹیاں دی ہیں اسے ضرورت مند محتاج سمجھ کر ہی دی ہیں۔ حالانکہ وہ جھوٹا تھا تو لوگوں کا دیا ہوا اسکی ملک میں نہ آیا۔ اس لیے کہ فریب سے لیا تھا۔ اب ان روٹیوں کو ان کے مالکوں تک پہنچانا مشکل تھا۔ اس جہت سے کہ کیا معلوم کونسی روٹی کس نے دی ہے۔ پس یہ مال لاوارث ٹھہرا۔ لہٰذا اس کا خرچ کرنا مصالح اہل اسلام میں واجب ہوا۔ اور زکوٰۃ کے اونٹوں کا چارہ بھی داخل مصالح ہے۔ اس لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ روٹیاں زکوٰۃ کے اونٹوں کو کھلا دیں اور سائل کو مارنا برائے تادیب تھا اور شریعت کے نفاذ کے تحت ضروری تھا۔ (احیاء العلوم)

# اوصاف مسلمانی

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جب کہ اسلامی فوجیں رومی سرحد پر پڑاؤ ڈالے پڑی تھیں۔ قیصر روم نے اپنا ایک جاسوس اسلامی افواج کی

نقل وحرکت اوران کی جنگی تیاریوں کا حال معلوم کرنے کے علاوہ مسلمان مجاہدین کے حالات دیکھنے کے لیے بھیجا۔ وہ خفیہ طور پر اسلامی افواج میں دن گزارنے کے بعد جب واپس قیصر کے پاس پہنچا تو اس نے مسلم مجاہدین کا نقشہ ان الفاظ میں پیش کیا۔ ''اے بادشاہ۔ بلاشبہ وہ لوگ رات کے وقت راہب شب بیدار وعبادت گزار ہیں۔ اوردن میں شہسوار ہیں۔ اگران کے بادشاہ کا بیٹا بھی چوری کرے تو وہ بھی اس کا ہاتھ کاٹ دیں اوراگروہ زنا کرے تو اسے سنگسار کردیں۔ (اسد الغابہ)

# اللہ پر بھروسہ

ایک دفعہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ مرض کچھ شدید ہو گیا۔ تو احباب نے مشورہ دیا کہ، آپ کسی طبیب کو بلا کر علاج کرالیں۔ فرمایا ''میرا طبیب میرے حال سے بے خبر نہیں۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ اپنے کان کو ہاتھ دینے سے مجھے صحت ہو سکتی ہے تو واللہ! میں کبھی کان کو ہاتھ نہ لگاؤں''۔ (کیمیائے سعادت)

# عاجزی

حضرت شعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں فتح قادسیہ کی اطلاع قاصد کے ہاتھ روانہ کی اور یوں بیان کیا کہ جب سے قادسیہ کی جنگ شروع ہوئی تھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جنگ کا حال معلوم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ ہر روز آفتاب نکلنے کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر جا کر قاصد کی راہ دیکھا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے دور سے ایک شتر سوار کو آتے دیکھا۔ آگے بڑھ کر پوچھا۔ کدھر سے آئے ہو۔ شتر سوار نے کہا۔ میں قاصد ہوں۔ امیر المومنین کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ آپ نے اس سے جنگ قادسیہ کے حالات پوچھنے شروع کیے قاصد نے کہا۔ اللہ نے مسلمانوں کو کامیاب کیا۔ حضرت عمر،

قاصد کے ہمرکاب دوڑتے جاتے اور حالات پوچھتے جاتے تھے۔ شتر سوار شہر میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو شخص سامنے آیا ہے وہ ہمرکاب آنے والے کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرتا ہے۔ قاصد خوف سے کانپ اٹھا۔ کہا حضور آپ نے پہلے ہی مجھے اپنا تعارف کیوں نہ کرادیا کہ میں اس گستاخی کا مرتکب نہ ہوتا۔

فاروق اعظم نے فرمایا۔ کچھ ہرج نہیں۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ سلسلہ کلام جاری رکھو۔ آپ اسی طرح قاصد کے ہمرکاب پیدل چلتے گھر پہنچے۔ پھر مسلمانوں کو جمع کر کے آپ نے انہیں فتح کی خوشخبری سنائی اور خطاب فرماتے ہوئے آخر میں یہ جملے ارشاد فرمائے۔

''مسلمانو۔ میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہوں۔ میں خود اللہ کا غلام ہوں۔ البتہ خلافت کا بوجھ میرے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ اگر میں اس طرح تمہاری خدمت کروں کہ تم چین کے ساتھ اپنے گھروں میں سوؤ اور آرام کرو تو میری سعادت ہے اور اگر میری یہ خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دو تو یہ میری بدبختی کی علامت ہوگی۔ میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں۔ لیکن باتوں سے نہیں بلکہ عمل سے''۔ (الفاروق)

# اظہار جرأت

ایک مرتبہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ منبر پر خطاب فرما رہے تھے۔ خطاب کے دوران آپ نے حاضرین سے پوچھا اگر میں دنیا کی طرف جھک جاؤں اور بعض معاملات میں ڈھیل اختیار کرلوں تو تم لوگ کیا کرو گے؟ حضرت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور تلوار کو میان سے کھینچ کر بولے۔ ہم تم کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اے امیر المومنین، ہم تیرا سر اڑا دیں گے۔ فاروق اعظم نے اسے (آزمانے کو) ڈانٹ کر کہا کیا تو میری شان یہ الفاظ

کہتا ہے۔ بشر نے برملا جواب دیا ''ہاں تمہاری شان میں''۔

فاروق اعظم نے فرمایا۔ الحمد اللہ کہ قوم میں ایسے افراد موجود ہیں کہ میں کج ہوں گا تو مجھ کو سیدھا کر دیں گے۔ (کنز العمال جلد ۵)

# جج کا فرض

ایک دفعہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ نزاع واقع ہوا۔ اُبی نے فاروق اعظم کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوا تو امیر المومنین عمر۔ مدعی علیہ کی حیثیت سے عدالت میں حاضر ہو گئے۔ جج نے آپ کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو اپنی جگہ پر بٹھانا چاہا۔ حضرت عمر نے جج سے کہا۔ یہ تمہاری پہلی بے انصافی ہے۔ یہ کہہ کہ آپ اس جگہ بیٹھ گئے جہاں ابی کعب رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا۔ مقدمہ کی کارروائی کے دوران، حضرت ابی اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش نہ کر سکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلاف الزام سے انکار کر دیا۔ اُبی کا الزام غلط ہے، حضرت اُبی نے قاعدہ کے مطابق جج سے مطالبہ کیا۔ امیر المومنین سے قسم لی جائے۔ جج نے امیر المومنین کے رتبہ کے لحاظ سے مدعی سے کہا کہ۔ امیر المومنین سے قسم کا مطالبہ نہ کر۔ فاروق اعظم، جج کے اس طرز عمل سے نہایت کبیدہ خاطر ہوئے۔ آپ نے الزام سے برات کے لیے خود قسم کھائی۔ مقدمہ کی کارروائی ختم ہو گئی تو فاروق اعظم نے جج سے فرمایا جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور امیر المومنین عمر دونوں برابر نہ ہوں تم اپنے فرض بخوبی سر انجام نہیں دے سکتے۔

# اصلاحی تدبیر

ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بازار میں سے گزر رہے تھے۔ کہ یک

دم کسی نے آپ کو پکار کر کہا۔ یا عمر ''کیا عاملوں کے لیے چند قواعد مقرر کر دینے سے تم یہ سمجھتے ہو کہ تم عذابِ الٰہی سے بچ جاؤ گے؟ تم کو یہ خبر نہیں کہ مصر کا عامل (گورنر) عیاض بن غنم باریک لباس پہنتا ہے اور اس کے دروازے پر دربان بھی مقرر ہے''۔ فاروق اعظم نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور کہا ابھی مصر کو روانہ ہو جاؤ اور عیاض کو جس حالت میں بھی پاؤ ساتھ لے کر آؤ۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی گورنر عیاض باریک کرتہ پہنے ہوئے ہیں اور دروازے پر دربان بھی کھڑا ہے۔ محمد بن مسلمہ، گورنر عیاض کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔ امیر المومنین عمر فاروق نے عیاض کو حکم دیا۔ یہ ململ کا کرتہ اتار دو۔ اور یہ موٹے کمبل کا کرتہ پہن لو۔ عیاض نے خاموشی کے ساتھ ململ کا کرتہ اتار دیا اور کمبل کا کرتہ پہن لیا تو فاروق اعظم نے بکریوں کا ریوڑ منگا کر حکم دیا۔ انہیں جنگل میں لے جا کر چروایا کرو۔ عیاض انکار نہ کر سکے تاہم اس نے کہا۔ اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ فاروق اعظم نے فرمایا۔ تجھ کو بکریاں چرانے سے عار کیوں ہے۔ تیرے باپ کا نام ''غنم'' اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ عیاض نے سچے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے اپنے فرائض نہایت خوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ (کتاب الخراج)

# حُبِ رُسول

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''نہیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک میں تم کو تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں تم مومن نہیں ہو گے۔ یہ سنتے ہی

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ کی قسم اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اے عمر: اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔ (بخاری)

# ترک خواہش

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک بار بیمار پڑ گئے۔ ان کا جی چاہا کہ بھُنی ہوئی مچھلی کھائیں۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان دنوں مدینہ منورہ میں مچھلی دستیاب نہ ہوتی تھی۔ میں نے تلاش بسیار کے بعد ایک مچھلی خرید کر اسے اچھی طرح بھونا اور آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی: اے امیر المومنین! بڑی کوشش کے بعد مچھلی ملی ہے۔ لیجیے تناول فرمایئے اتنے میں ایک سائل نے کھانے کا سوال کیا۔ آپ نے مچھلی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ فرمایا ''یہ ساری مچھلی سائل کو دے دو میں نے حکم کی تعمیل کر دی۔ جب سائل رخصت ہوا۔ میں اس کے پیچھے چلا۔ اس سائل کو قیمت ادا کی اور مچھلی لے لی۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کی: امیر المومنین: کھا لیجیے میں سائل سے خرید کر لایا ہوں۔ فرمایا: یہ مچھلی سائل کو دے دو اور اس سے قیمت بھی واپس نہ لو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص کسی کھانے کی خواہش سے دستبردار ہو گا اللہ اسے بخش دے گا۔ (کیمیائے سعادت)

# ذہنی اصلاح کا واقعہ

ایک دفعہ بہت سا مال غنیمت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں آپ کے پاس آئیں اور کہا، امیر المومنین اس میں سے میرا حق مجھ کو عنایت کیجیے۔ کیونکہ میں

ذوی القربیٰ ''میں سے ہوں''۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''جان پدر تیرا حق میرے خاص مال میں ہے لیکن یہ غنیمت کا مال ہے تو نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا''۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر خفیف ہوئیں اور خاموشی کے ساتھ لے کر چلی گئیں۔ اسی طرح انہیں درس دیا جس چیز پر حق نہ ہو اسے طلب کرنا اچھا نہیں اور ان کی اصلاح کر دی۔

# رعایا پروری

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ''حرہ'' کی طرف جا رہے تھے۔ میں ان کے ہمراہ تھا ایک جنگل میں آگ جلتی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے یہیں ٹھہر گیا ہے۔ آؤ ان کے پاس چل کر ان کا حال دریافت کریں اور ان کی حفاظت کا انتظام بھی کر دیں۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت دیگچی کے نیچے آگ جلائے بیٹھی ہے۔ پاس چند بچے بھوک کی شدت سے رو رہے ہیں اور کھانا مانگ رہے ہیں۔ آپ نے کہا: السلام علیکم: پھر پوچھا: کیا مجھے قریب آنے کی اجازت ہے عورت نے کہا: وعلیکم السلام۔ اور بولی اجازت ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ بولی: کھانے کے لیے روتے ہیں۔ فاروق اعظم ''دیگچی میں کیا پکا رہی ہو''؟

عورت: ''میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو پکا کر انہیں کھانے کو دوں۔ دیگچی میں پانی ڈال کر انہیں بہلا رہی ہوں تاکہ کھانے کا انتظار کرتے کرتے تھک ہار کر سو جائیں''۔

پھر بولی: امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ اللہ کے ہاں ہی ہوگا کہ وہ حکمران ہو کر ہم سے غافل ہے۔ فاروق اعظم یہ سنتے ہی کانپ گئے۔ آنکھیں ڈبڈبا

گئیں۔فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے۔ بھلا عمر کو تمہارے حال کی کیا خبر ہے۔عورت بولی: اگر عمر رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری نہیں کرسکتا تو امیر المومنین کیوں بن گیا۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چپ چاپ واپس لوٹے اور بیت المال سے کچھ آٹا، کھجوریں، چربی، کپڑے اور درہم کے کر بوری کو خوب بھرا اور اسلم رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ یہ بوری میری کمر پر رکھوا دے۔اسلم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حضور! بوری میں اٹھا کر لے چلتا ہوں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں میری پیٹھ پر لاد دے ۔اسلم رضی اللہ عنہ، حضور: میرے ہوتے ہوئے آپ بوجھ کیوں اٹھاتے ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ: آیا قیامت کے دن بھی میرا بوجھ تو اٹھائے گا؟ قیامت کے دن مجھ سے ہی سوال ہوگا۔ناچار۔اسلم رضی اللہ عنہ نے بوری آپ کی پیٹھ پر رکھ دی۔آپ اس عورت کے پاس پہنچے۔اپنے ہاتھ سے دیگچی میں کچھ آٹا، کھجوریں اور چربی ڈالی پھر پھونکیں مار مار کر چولہے میں آگ جلانے لگے میں نے آپ کی داڑھی میں سے دھواں گزر کر نکلتے دیکھتا رہا جب حریرہ تیار ہوگیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے انہیں کھانے کو دیا۔ بچے حریرہ کھا کر ہنسنے کھیلنے لگے۔وہ عورت نہایت خوش ہو کر بولی: اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔تم ہی اس قابل تھے کہ عمر کی بجائے خلیفہ بنتے۔فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔"جب تم خلیفہ کے پاس جاؤ گی تو تم مجھے اس کے پاس ہی پاؤ گی"۔آپ نے اسے تسلی دی اور وہاں سے کچھ پرے ہٹ کر بیٹھ گئے۔پھر فرمایا: "میں نے انہیں روتے ہوئے دیکھا تھا میں نے چاہا کہ کچھ دیر انہیں ہنستے ہوئے بھی دیکھ لوں"۔

# تقویٰ کا درس

ملک شام فتح ہوجانے کے بعد قیصر روم کے ساتھ دوستانہ مراسم ہوگئے تھے اور

خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب خط لکھ کر قیصرِ روم کے پاس قاصد روانہ کیا تو آپ کی اہلیہ متحرمہ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا نے اس قاصد کو عطر کی چند شیشیاں دیں تا کہ وہ قیصر روم کی بیوی کو یہ تحفہ پہنچا دے۔ قیصر روم کی بیوی نے جواباً شیشیوں کو جواہرات سے بھر کر بھیجا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہو تو فرمایا: گو عطر تمہارا تھا لیکن جو قاصد لے کر گیا وہ سرکاری تھا۔ اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے اس لیے قیصر روم کی بیوی کے بھیجے ہوئے جواہرات تمہارے نہیں ہو سکتے۔ آپ نے اپنی اہلیہ سے جواہرات لے لیے اور انہیں بیت المال میں جمع کر دیا۔ انکے بدلے میں اپنی اہلیہ کو کچھ معاوضہ دے کر راضی کر دیا۔ اور اپنی بیوی کو تقویٰ کا درس دیا۔

# صبر کا اجر

حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت کے زمانہ میں بیت المال سے تھوڑا وظیفہ ملتا تھا۔ آپ بمشکل گزارہ کرتے۔ جب فتوحات ہونے لگیں۔ مملکتِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہو گیا اور بیت المال میں مالِ غنیمت بکثرت جمع ہو چکا تو صحابہ کبار نے فیصلہ کیا کہ آپ کا وظیفہ بڑھا دینا چاہیے لیکن اس سلسلہ میں آپ سے کچھ کہنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی۔ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ یہ بات آپ کے گوش گزار کی گئی تو آپ نے نہایت غصہ کے ساتھ فرمایا: بیٹی تو ہی بتا کہ تیرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ سے عمدہ لباس کیا تھا؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ کپڑے جنہیں نماز جمعہ کے لیے یا وفدوں سے ملاقات کے وقت پہنا کرتے تھے۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے ہاں کونسا عمدہ سے عمدہ کھانا کھایا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہماری غذا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ ایک دن ہم نے گرم گرم

روٹی گھی کے تلچھٹ سے چپڑ دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے مزے لے لے کھا رہے تھے اور دوسروں کو بھی کھلا رہے تھے"۔ پھر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "بیٹی: یہ تو بتا کر تیرے پاس عمدہ سے عمدہ بستر کونسا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک موٹا سا کپڑا جسے گرمیوں میں چوہرا کر کے بچھا لیتے تھے اور سردیوں میں آدھا نیچے بچھاتے اور آدھا اوپر اوڑھ کر لیتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ سب کچھ سن چکے تو فرمایا: بیٹی حفصہ: (رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انداز مقرر فرما دیا اور آخرت کے اجر پر صبر کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کروں گا۔ میری اور میرے دو ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کی مثال ان تین مسافروں کی ہے جو ایک راستے پر چلا۔ پہلا شخص تو دوسرا اس کے نقشِ قدم پر توشہ لے کر چلا اور جہاں پہنچنا تھا (منزل مقصود پر) پہنچ گیا۔ پھر تیسرے (عمر فاروق) نے چلنا شروع کیا۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں کے طریقے پر چلے گا تو ان سے جا ملے گا۔ اگر ان کا راستہ چھوڑ دیگا تو کبھی ان سے نہ مل سکے گا۔

# عدل فاروقی

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے فضائل کا ذکر کر رہے تھے۔ حضرت فاروقؓ کا ذکر سن کر حضرت ابن عباسؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا "میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے فرزند ابو شحمہ پر حد قائم کی۔ جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے"۔ اس کی تفصیل انہوں نے یہ بیان کی ہے۔

"میں ایک روز مسجد نبوی میں بہت سے لوگوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور اپنے بچے کو پیش کر کے رونے لگی۔ آپ

نے اسکا سبب پوچھا تو عرض پرواز ہوئی کہ ایک روز میں بنی النجار کے باغ سے گزر رہی تھی۔ آپ کا لڑکا نشے میں چور مجھے ورغلا کر باغ کی طرف لے گیا اور مجھ سے بدکاری کی۔ میں نے شرم وندامت سے اس واقعہ کو اپنے عزیزوں سے پوشیدہ رکھا۔ جب وضع حمل ہوا تو میں نے ارادہ کیا کہ اس نومولود کا گلا گھونٹ کر ماردوں۔ مگر ممتا غالب آئی۔ اب میں آپ سے دادخواہ ہوں کہ حکم الٰہی کے بموجب ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہم سے مخاطب ہوکر فرمایا'' آپ لوگ منتشر نہ ہوں۔ میں ابھی گھر ہوکر واپس آتا ہوں۔ گھر آکر ابو شحمہ کو دریافت کیا۔ وہ کھانا کھارہے تھے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے فرمایا'' شاید یہ تمہارا آخری رزق ہے، جلد فراغت حاصل کرلو''۔ یہ سُن کر اُن کے اوسان خطا ہوگئے اور کھانے سے ہاتھ اٹھالیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے قسم دے کر اُن سے پوچھا'' کیا تم نے کبھی شراب پی ہے؟ انہوں نے جواب دیا'' ہاں مجھ سے ایک مرتبہ ایسا قصور ہوا ہے۔ اسکے بعد میں اس سے تائب ہو چکا ہوں''۔ پھر آپ نے قسم دے کر فرمایا'' کیا تم نے حالت نشہ میں کسی عورت سے بدکاری کی تھی؟ اس پر انہوں نے شرم وندامت سے اپنا سر جھکالیا۔ دوبارہ پوچھنے پر اپنے جرم کا اقرار اور توبہ وانابت کا اعتراف کیا۔ آپ نے فوراً ان کا گریبان پکڑلیا اور کشاں کشاں مسجد کی طرف لے آئے۔ یہاں اصحاب رسول کا مجمع پہلے سے موجود تھا۔ آپ نے سب طرف مخاطب ہوکر فرمایا'' عورت سچ کہتی ہے اور ابو شحمہ مجرم ہے''۔ آپ نے اپنے غلام افلح کو حکم دیا کہ کپڑے اُتروا کر اس پر حد جاری کی جائے۔ ابو شحمہ نے رحم کی درخواست کی جو فاروق اعظمؓ نے رد کردی۔ اور جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ میں نے تو تم پر حد اسی لیے جاری کی ہے کہ پروردگار تم پر رحم کرے۔

جب ابو شحمہ دروں کی تاب نہ لاکر مسلسل ضربوں سے ضعیف وناتواں ہوگئے تو

اصحابِ رسولؐ نے سفارش کی کہ کسی اور وقت پر بقیہ حد کو اٹھا رکھا جائے۔ فرمایا۔ ''جب معصیت میں دیر نہیں کی تو حد میں کیونکر دیر کی جا سکتی ہے''؟ اسی اثنا میں اُن کی والدہ کو خبر ملی، وہ بھی سفارش کے لیے آئیں۔ جب درہ زنی اپنی آخری حد کے قریب پہنچی تو ابوشحمہ نے اپنی نحیف آواز میں یا اَبَتِ السلام علیک کہا۔ حضرت فاروقؓ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو میرا اسلام پہنچاؤ اور یہ عرض کرو کہ میں نے عمرؓ کو قرآن پڑھتے اور حدود کو قائم کرتے چھوڑا ہے''۔ آخری درہ پر ابوشحمہ نے ایک چیخ ماری اور جاں بحق ہو گئے۔ حضرت فاروقؓ نے دوڑ کر گود میں اٹھا لیا۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ دل و جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جا رہے تھے۔ آپ پیشانی کو چومتے اور اپنی بھرائی ہوئی آواز میں فرماتے جا رہے تھے ''تیرا باپ تجھ پر قربان ہو۔ تو حق پر قتل ہوا''۔

# عدالت کا فیصلہ

حضرت عباسؓ عم رسول کریمؐ کا مکان مسجد نبوی سے متصل واقع تھا اور اس کا پرنالہ مسجد میں گرتا تھا۔ بعض اوقات اس میں سے پانی آتا تو نمازیوں کو تکلیف ہوتی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں مسجد کے احترام اور نمازیوں کے آرام کی خاطر اس پرنالے کو اکھڑوا دیا۔ حضرت عباسؓ مالکِ مکان اتفاق اس وقت موجود نہ تھے۔ حضرت عباسؓ باہر سے واپس آئے تو یہ جبر دیکھ کر نہایت برافروختہ ہوئے اور فوراً مفتی شہر کے ہاں خلیفۂ وقت پر دعویٰ دائر کر دیا۔

اس پر حضرت سید الانصار اُبی بن کعبؓ نے دنیا کے سب سے بڑے حکمران کے نام فرمان جاری کر دیا کہ آپ کے خلاف عباس بن عبدالمطلب نے مقدمہ دائر کیا ہے اور انصاف چاہا ہے۔ آپ حاضر ہو کر مقدمے کی پیروی کریں۔

کوئی معمولی حاکم یا بادشاہ ہوتا تو اس طلبی کو اپنی سخت توہین سمجھتا۔ مگر عرب و عجم کا

شہنشاہ نہایت سادگی کے ساتھ تاریخ مقررہ پر حضرت ابی بن کعبؓ کے مکان پر حاضر ہو گیا۔ اندر آنے کی اجازت بہت دیر میں ملی۔ کیونکہ حضرت اُبی بن کعبؓ نہایت مصروف تھے اتنی دیر حضرت امیر المومنینؓ باہر کھڑے انتظار کرتے رہے۔

مقدمہ پیش ہوا تو پہلے حضرت عمرؓ خلیفۂ وقت نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر فاضل منصف نے فوراً روک دیا۔ اور فرمایا ''مدعی کا حق ہے کہ پہلے اپنا دعویٰ پیش کرے۔ مہربانی فرما کر آپ خاموش رہیں۔ بات قاعدہ کی تھی۔ امیر المومنین چپ ہو گئے اور مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

حضرت عباسؓ نے بیان دیا ''جناب میرے مکان کا پرنالہ شروع سے مسجد نبوی کی طرف تھا۔ آنحضرت کے زمانے میں بھی یہیں تھا اور حضرت خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں بھی اسی جگہ رہا۔ مگر اب امیر المومنینؓ نے اسے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ جس سے میرا نقصان بھی ہوا اور مجھے بے حد تکلیف بھی پہنچی۔ میری عرض ہے کہ مجھ سے انصاف کیا جائے۔

حضرت اُبی بن کعبؓ نے فرمایا ''بے شک آپ کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ فرمایئے یا امیر المومنین! آپ صفائی میں کیا کہنا چاہتے ہیں''؟ حضرت عمرؓ نے کہا ''پرنالہ بے شک میں نے اکھڑوایا اور میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں''۔

اُبی بن کعبؓ آپ کو دوسرے کے مکان میں اجازت کے بغیر اس طرح مداخلت بے جا سے اجتناب کرنا چاہیے تھا۔ آپ وجہ بتائیں کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟

حضرت عمرؓ اے ابوالطفیل! پرنالہ میں بعض اوقات پانی آتا تو چھینٹیں اُڑ کر نمازیوں پر پڑتیں اس لیے لوگوں کی سہولت کے لیے میں نے پرنالے کو اکھڑوا دیا۔

اُبی بن کعبؓ: بولیے ابوالفضل! آپ اس کے جواب میں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

حضرت عباسؓ: واقعہ یہ ہے کہ حضرت رسول کریمؐ نے میرے لیے خود اپنی مبارک چھڑی سے زمین پر نشانات قائم کیے اور میں نے انہی نشانات پر اپنا مکان

بنایا۔ جب مکان بن چکا تو یہ پرنالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حکم سے اس جگہ رکھوایا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے کندھوں پر کھڑے ہو جاؤ اور پرنالہ یہاں لگا دو۔ میں نے اوباً انکار کیا، مگر حضورؐ نے بہت اصرار فرمایا۔ چنانچہ حضور نیچے کھڑے ہو گئے اور میں نے حضورؐ کے ارشادِ مبارک کی تعمیل کرتے ہوئے حضورؐ کے کندھے پر چڑھ کر یہ پرنالہ یہاں لگا دیا تھا جہاں سے اب امیر المومنین نے اسے اکھاڑ دیا ہے۔

اُبی بن کعبؓ: ابوالفضل! کیا آپ اس واقعہ کا کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں؟

حضرت عباسؓ: ایک دو نہیں بلکہ متعدد گواہ پیش کیے جا سکتے ہیں۔

اُبی بن کعبؓ: اچھا لائیے اور ابھی لائیے تاکہ جھگڑے کا فیصلہ ابھی ہو جائے۔

حضرت عباسؓ: باہر نکلے اور چند انصاریوں کو تلاش کر کے لائے جنہوں نے شہادت دی کہ ہمارے سامنے آنحضورؐ نے عباسؓ کو پرنالہ نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔

گواہی ختم ہوتے ہی دنیا کا سب سے بڑا حکمران جواب تک آنکھیں نیچے کیے سامنے کھڑا تھا، آگے بڑھا اور حضرت عباسؓ سے کہنے لگا ''اے ابوالفضل خدا کے لیے میرا قصور معاف کر دیجیے۔ مجھے ہرگز علم نہ تھا کہ آنحضورؐ نے خود یہ پرنالہ یہاں لگوایا تھا، ورنہ بھول کر بھی مجھ سے یہ فعل سرزد نہ ہوتا۔ بھلا میری کیا مجال تھی ک آنحضورؐ کے لگوائے ہوئے پرنالہ کو اُکھڑواتا یہ جو کچھ ہوا۔ لاعلمی میں ہوا۔ اور اب اس کی تلافی اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آپ میرے کندھوں پر کھڑے ہو کر پرنالہ اپنی جگہ پر لگا دیں۔

اُبی بن کعبؓ: ہاں امیر المومنین انصاف یہی چاہتا ہے اور آپ کو ایسا ہی کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ قیصر و کسریٰ جیسے بادشاہوں کو شکست دینے والا جرنیل نہایت سکینی کے ساتھ دیوار کے نیچے کھڑا ہے اور عباسؓ اس کے کندھوں پر چڑھ کر پرنالہ اسی جگہ لگا رہے ہیں۔ یہ دنیا بھر کی تاریخ ٹٹول ڈالو۔ اپنے مطاع کی ایسی اطاعت و محبت، انصاف و عدل اور مساوات کا ایسا محیر العقول کارنامہ تم کہیں لکھا

ہوا نہیں پاؤ گے۔

جب پرنالہ نصب ہو چکا تو حضرت عباسؓ فوراً نیچے کود پڑے اور کہنے لگے ''امیر المومنین یہ جو کچھ ہوا اس حق کے لیے ہوا جو واقعی میرا تھا۔ اب جب کہ آپ کی انصاف پسندی کی بدولت وہ حق مجھے مل چکا ہے تو میں اس بے ادبی کی آپ سے معافی چاہتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے سارے مکان کو خدا کی راہ میں وقف کرتا ہوں آپ کو اختیار دیتا ہوں کے اسے گرا کر مسجد نبوی میں شامل فرمالیں۔ تا کہ تنگی کی وجہ سے نمازیوں کو جو تکلیف ہوں ایک حد تک دور ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ میری اس قربانی کو قبول فرمائے۔ (اسد الغابہ)

☆☆☆☆☆☆☆

# اخلاق حضرت عثمان غنی

## رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کا نمونہ ہے۔آپ پیدائشی طور پر پارساہ، دیانت دار اور راست باز تھے۔ حیائے عثمان ان کی خاص شان ہے۔حد سے زیادہ سخی اور رحم دل تھے۔آپ کے اخلاق کے متعلق چند روایات حسب ذیل ہیں۔

## گریہ زاری

حضرت عثمان بن عفانؓ کے غلام ہانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی ان سے کہا گیا کہ جب جنت اور دوزخ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو روتے نہیں اور جب قبر کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو بہت روتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) فرمایا میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخرت کی منزلوں میں سے قبر پہلی منزل ہے، اگر اس سے کوئی نجات پا گیا تو اس کے بعد اس کے لیے آسانی ہے، اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد انتہائی سختی ہے، اور فرمایا کہ میں نے حضورؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کوئی منظر قبر سے زیادہ گھبراہٹ والا اور خطرناک نہیں دیکھا ہے۔

# حیائے عثمان

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پیچھے حضرت عائشہؓ تھیں، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی اندر آئے پھر حضرت سعد بن مالکؓ نے اجازت طلب کی اور وہ بھی داخل ہوئے ۔اسکے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے اجازت طلب کی اور اندر آئے حضور اپنے گھٹنے کھولے ہوئے لوگوں سے بات کر رہے تھے جب حضرت عثمانؓ نے اجازت طلب کی تو آپؐ نے اپنے دونوں زانو ڈھک لیے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا پیچھے ہٹ جاؤ چنانچہ ان حضرات نے تھوڑی دیر آپؐ سے بات کی اس کے بعد تشریف لے گئے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! میرے والد اور ان کے ساتھی آئے تو آپ نے اپنے کپڑے کو اپنے گھٹنے پر نہ کھینچا اور نہ مجھے اپنے پاس سے ہٹنے کا حکم دیا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں اس شخص (عثمانؓ) سے کیوں نہ حیاء کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں؟ اور قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے بے شک فرشتے عثمانؓ سے اسی طرح حیا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے حیاء کرتے ہیں، اور اگر عثمانؓ آجاتے اور تم میرے قریب ہوتیں تو وہ بات نہ کر سکتے تھے، اور اپنا سر نکلتے وقت تک نہ اٹھاتے۔

# مسجد میں قیلولہ

حضرت حسنؓ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان دنوں جب کہ آپ خلیفہ تھے، اور فرمایا جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو

کنکریوں کا نشان آپ کے پہلو پر ہوتا تھا اور کہا جاتا تھا یہ امیر المومنین ہیں یہ امیر المومنین ہیں۔

# سادہ لباس

حضرت عبدالمالک بن شدادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو جمعہ کے دن ممبر پر دیکھا، آپ ایک عدنی موٹا تہہ بند باندھے ہوئے تھے، جس کی قیمت چار پانچ درہم سے زائد نہ ہوگی اور ایک معمولی سی گیرد ارنگ کی کوفی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

# بدلہ

ابوفرات فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ میں نے تیرا کان ملا تھا تو مجھ سے بدلہ لے، اس نے حضرت عثمانؓ کا کان پکڑا، آپ نے فرمایا سختی سے مل! دنیا کا بدلہ کیا ہی اچھا ہے کہ آخرت میں بدلہ نہ لیا جائے۔

# مالی جہاد

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ ایک ہزار دینار آپ کی خدمت میں لائے جس وقت کہ آپ نے جیش عسرہ کو سامان دیا، حضرت عثمانؓ نے ان دیناروں کو آپؐ کی گود میں ڈال دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ ان دیناروں کو الٹ پلٹ رہے تھے اور کہتے جاتے تھے کو آج کے دن کے بعد کوئی عمل نقصان رساں نہیں ہے، یہ جملہ حضورؐ نے کئی مرتبہ فرمایا۔

# احساس

حضرت عثمان غنیؓ رات کو خود اُٹھ کر وضو کا تہیہ کرلیا کرتے تھے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ کسی خدمت گار کو کیوں نہیں پکارلیا کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ آخران کے لیے بھی تو رات آرام کرنے کے لیے بنائی گئی ہے۔

# اتباعِ سنت

ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عصر کے وقت سب کے سامنے وضو کر کے دکھایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو فرمایا کرتے تھے۔

# سنت وضو

ایک دفعہ وضو کر کے متبسم ہوئے۔ لوگوں نے اس بے موقع متبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (روحی فداہ) کو اسی طرح وضو کر کے تبسم فرماتے ہوئے دیکھا تھا۔ لہٰذا میں نے اس سنت کو ادا کیا۔

# کھانے کی ایک سنت

ایک بار مسجد کے دوسرے دروازہ پر بیٹھ کر بکری کا پٹھا منگوایا، اور کھایا، اور بغیر تازہ وضو کیے ہوئے نماز کو کھڑے ہوگئے، پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی جگہ بیٹھ کر کھایا تھا اور اسی طرح کیا تھا۔

# نذرانہ

ایک دفعہ چار دن تک آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و فاقہ سے بسر کیا حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور اسی وقت بہت سا سامانِ خورد و نوش اور تین سو درہم لا کر بطور نذرانہ پیش کیا۔

# ایثار کا نمونہ

حضرت عمرؓ کا سالانہ وظیفہ پانچ ہزار درہم تھا، اس حساب سے حضرت عثمانؓ نے اپنے دوازدہ سالہ مدت خلافت میں ساٹھ ہزار درہم کی گراں قدر رقم مسلمانوں کے لے چھوڑ دی جو درحقیقت ایثارِ نفس کا نمونہ ہے۔

# مالی قربانی

جنگ تبوک کا واقعہ ایسے وقت میں پیش آیا جبکہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا مسلمان بہت زیادہ تنگی میں تھے یہاں تک کہ لوگ درختوں کی پتیاں کھا کر گزارہ کرتے تھے۔ اسی لیے اس جنگ کے لشکر کو جیش عسرہ کہا جاتا ہے یعنی تنگدستی کا لشکر اس جنگ کی تیاری کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن بن جناب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھا جبکہ آپ جیش عسرہ کی مدد کے لیے لوگوں کو راغب کر رہے تھے کہ مسلمان جہاد کی تیاری میں مالی حصہ لیں۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ساز و سامان سے لدے ہوئے ایک سو اونٹ پیش خدمت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ جاری رکھا اور سامان لشکر کے بارے میں ترغیب دی اور امداد کے لیے متوجہ کیا تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہو

ئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں دوسو اونٹ بمعہ ساز وسامان پیش خدمت کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ جاری رکھا اور پھر سامانِ جنگ کی فراہمی کی طرف رغبت دلائی تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تیسری مرتبہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تین سو اونٹ بمعہ ساز وسان پیش خدمت کرتا ہوں۔ حدیث کے راوی فرماتے کہ میں نے دیکھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر سے اتر آئے اور فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کے بعد انہیں آخرت میں اور کس چیز کی ضرورت ہے جو نجات کے لیے درکار ہو اور یہ دوبارہ ارشاد فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اتنا اچھا اور بارگاہ رب العزت میں مقبول ہے کہ ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۶۱)

# فیاضی

حلیفۃ الرسول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا۔ لوگ بہت پریشان تھے۔ ایک روز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج شام تک اللہ تمہاری پریشانی دور کردے گا۔ اسی اثناء میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ مدینہ منورہ کے تاجر غلہ خریدنے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''یہ بتاؤ کہ ملک شام سے یہ غلہ جو میرے پاس آیا ہے تم اس پر کس قدر نفع دوگے۔ تاجروں نے کہا کہ دس روپیہ کے غلے پر دو روپے۔ مگر عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے۔ آخر ہوتے ہوتے ان تاجروں نے کہا: جو مال آپ نے دس روپے میں خریدا ہے اس کی قیمت پندرہ روپے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس بھی زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے

تعجب سے کہا ''وہ زیادہ دینے والا کون ہے۔ مدینہ کے تاجر تو ہمیں لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ایک روپیہ کے مال کی قیمت دس روپے مل رہی ہے۔ کیا تم اس سے زیادہ دے سکتے ہو۔ تاجروں نے انکار کردیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگوں کو میں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ سب غلہ اللہ کی راہ میں فقراء مدینہ کو دے دیا۔
(سیرت رسول عربی)

# مسلمانوں کی خدمت

جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو یہاں کا پانی پسند نہ آیا۔ جو کھاری تھا، مدینہ منورہ میں ایک شخص کی ملک میں چشمہ تھا۔ وہ شخص اپنے چشمے کا پانی قیمتاً دیتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا یہ چشمہ میرے ہاتھ جنت کے چشمے کے عوض بیچ دو اور جنت کا چشمہ مجھ سے لے لو، اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میری اور میرے بال بچوں کی معاش اسی سے ہے مجھ میں طاقت نہیں، یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ نے ۳۵ ہزار روپے نقد دے کر اس شخص سے وہ چشمہ خرید لیا اور پھر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! جس طرح آپ اس شخص کو جنت کا چشمہ عطا فرماتے تھے اگر یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو کیا حضور وہ جنت کا چشمہ مجھے دے دیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں دے دوں گا، عرض کی تو میں نے وہ چشمہ خرید لیا ہے اور مسلمانوں پر میں اسے وقف کرتا ہوں۔

# حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کی اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے غریب خانہ پر اپنے دوستوں سمیت تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعوت قبول فرمالی اور وقت پر مع

صحابہ کرام کے حضرت عثمانؓ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور حضرت کا ایک ایک قدم مبارک جوان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑ رہا تھا گننے لگے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں، چنانچہ حضرت عثمانؓ کے گھر تک حضورؐ کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام حضرت عثمانؓ نے آزاد کیے۔

# خلیفہ برحق

حضرت عبداللہ بن زباح رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن بلوائیوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرلیا، ہم آپ کے پاس حاضر تھے۔ بلوائی جب آپ کے دروازے کے سامنے جمع ہوئے تو آپ کے غلاموں نے ہتھیار اٹھا لیے۔ آپ نے فرمایا: ''جو ہتھیار نہ اٹھائے وہ غلامی سے آزاد ہے''۔ ہم اپنے خوف کے سبب باہر نکل آئے۔ راستے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے۔ ہم ان کے ہمراہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ جب گھر کے اندر پہنچے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: السلام علیکم! آپ نے فرمایا: وعلیکم السلام حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بلوائیوں کی حرکت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ''اے امیر المومنین! میں آپ کی اجازت کے بغیر مسلمانوں پر تلوار بے نیام نہیں کرسکتا۔ آپ خلیفہ برحق ہیں، آپ حکم دیجیے کہ میں بلوائیوں کو آپ سے دور کردوں

# فرمان حضرت عثمان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَا ابْنَ اَخِیْ اِرْجِعْ وَاَجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللہ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَۃَ فِیْ اِھْرَاقِ الدِّمَاءِ۔ (اے میرے بھائی کے فرزند جاؤ اپنے گھر جا کر آرام سے بیٹھو یہاں تک کہ اللہ کا کوئی امر وارد ہو۔ ہمیں لوگوں کا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (کشف المحجوب)

# مسجد کی توسیع

مسجد نبوی پہلے بہت چھوٹی تھی۔ ایک زمین اس کے قریب بک رہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس زمین کو خرید کر میری مسجد میں شامل کر دے، اس کو جنت ملے گی، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار یا پچیس ہزار روپے میں خرید کر مسجد میں شامل کر دی۔ (سیرت رسول عربی)

☆☆☆☆☆☆☆

# اخلاق حضرت علی

## رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بچپن ہی سے آغوش نبوت میں پرورش پائی اس لیے آپ کی اخلاقی تربیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ ہوئی جو اخلاق حسنہ کا ایک نمونہ ہے۔ آپ کے اخلاق کی چند خوبیاں حسب ذیل ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں امانت اور دیانت میں حددرجہ احتیاط کرتے۔ اپنے عہد خلافت میں آپ نے مسلمانوں کی امانت بیت المال کی جیسی امانت داری فرمائی۔ اس کا اندازہ حضرت ام کلثومؓ کے اس بیان سے ہوسکتا ہے کہ ایک دفعہ نارنگیاں آئیں، امام حسنؓ، امام حسینؓ نے ایک نارنگی اٹھالی۔ جناب علیؓ نے دیکھا تو چھین کر لوگوں میں تقسیم کردی۔

## مساوات

مال غنیمت تقسیم فرماتے تھے تو برابر حصے لگا کر غایت احتیاط میں قرعہ ڈالتے تھے کہ اگر کچھ کمی بیشی رہ گئی ہو تو آپ اس سے بری ہوجائیں ایک دفعہ اصفہان سے مال آیا۔ اس میں ایک روٹی بھی تھی، حضرت علیؓ نے تمام مال کے ساتھ اس روٹی کے بھی سات ٹکڑے کیے، اور قرعہ ڈال کر تقسیم فرمادی۔ ایک دفعہ بیت المال کا تمام اندوختہ تقسیم کرکے اس میں جھاڑو دی، اور دو رکعت نماز ادا فرمائی کہ وہ قیامت میں ان کی

امانت و دیانت کی شاہد رہے۔

# زُہد

آپ کی ذات گرامی زہد فی الدنیا کا نمونہ تھی بلکہ حق یہ ہے کہ آپ کی ذات پر زہد کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ کے کاشانہ فقر میں دنیاوی شان و شوکت کا گزر نہ تھا۔ آپ کوفہ تشریف لائے تو دارالامارت کی بجائے ایک میدان میں فروکش ہوئے اور فرمایا کہ عمرو بن الخطابؓ نے ہمیشہ ہی ان عالی شان محلات کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا، مجھے بھی اس کی حاجت نہیں، میدان ہی میرے لیے بس کافی ہے۔

# محنت و مشقت

ایک دفعہ شدت گرسنگی میں کاشانہ اقدس سے باہر نکلے کہ مزدوری کر کے کچھ مال لائیں۔ عوالی مدینہ میں دیکھا کہ ایک ضعیفہ کچھ اینٹ پتھر جمع کر رہی ہے۔ خیال ہوا کہ شاید اپنا باغ سیراب کرنا چاہتی ہے۔ اس کے پاس پہنچ کر اجرت طے کی اور پانی سینچنے لگے۔ یہاں تک کہ ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ غرض اس محنت و مشقت کے بعد ایک مٹھی کھجوریں اجرت میں ملیں۔ لیکن تنہا خوری کی عادت نہ تھی۔ بجنسہ لیے ہوئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کیفیت سن کر نہایت شوق کے ساتھ کھانے میں ساتھ دیا۔

# سادہ کھانا

ایک دفعہ عبداللہ بن زریر نامی ایک صاحب شریک طعام تھے۔ دستر خوان پر کھانا نہایت معمولی اور سادہ تھا، انہوں نے کہا! امیر المومنین آپ کو پرند کے گوشت کا شوق نہیں ہے؟ فرمایا، ابن زریر خلیفہ وقت کو مسلمانوں کے مال میں صرف دو پیالوں کا حق

ہے۔ ایک خود کھائے اور اپنے اہل کو کھلائے اور دوسرا خلقِ خدا کے سامنے پیش کرے۔

# مزدوری

ایک دفعہ رات بھر سینچ کر تھوڑے سے جَو مزدوری میں حاصل کیے، صبح کے وقت گھر تشریف لائے تو ایک ثلث پسوا کر حریرہ پکوانے کا انتظام کیا ابھی پک کر تیار ہی ہوا تھا کہ ایک مسکین نے صدا دی۔ حضرت علیؓ نے سب اٹھا کر اس کو دے دیا۔ اور پھر بقیہ میں دوسرے ثلث کے پکنے کا انتظار کیا، لیکن تیار ہوا کہ ایک مسکین یتیم نے دست سوال بڑھایا۔ اسے بھی اٹھا کر اس کی نذر کیا، غرض اسی طرح تیسرا حصہ بھی جو بچ رہا تھا، پکنے کے بعد ایک مشرک قیدی کی نذر ہو گیا، اور یہ مردِ خدا رات بھر کی مشقت کے باوجود دن کو فاقہ مست رہا۔ خدائے پاک کو یہ ایثار کچھ ایسا بھایا کہ بطور ستائش اس کے صلہ میں وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔ (الآیۃ) کی آیت نازل ہوئی۔

# امانتوں کی واپسی

تمام قبائل قریش کے سردار عتبہ وشیبہ پسران ربیعہ۔ ابوسفیان۔ طیعمہ بن عدی۔ جبیر بن مطعم۔ نضر بن حارث۔ ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن اسود۔ ابوجہل بنیہ ومنبہ پسران حجاج اورامیہ بن خلف وغیرہ دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا۔ وہ بولا ”میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں۔ میں نے سن لیا ہے جس امر کے لیے تم جمع ہوئے ہو اس لیے میں بھی حاضر ہوا ہوں تاکہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔ وہ بولے: بہت اچھا، آیئے“۔ جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کردو اور کھانے پینے کو کچھ نہ دو۔ خود ہلاک ہو جائیگا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تم اُس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کردو تو اس کی خبر بند دروزاے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑالیں گے۔ دوسرا بولا: اسکو شہر سے نکال دو۔ جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔

شیخ نجدی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے اچھی نہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اسکا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنالے اور پھر انہیں ساتھ لیکر تم پر حملہ کردے۔ ابوجہل بولا: ''میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی''۔ انہوں نے کہا ''وہ کیا ہے''؟

ابوجہل نے کہا ''وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جان لیں۔ اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں۔ پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کردیں۔ اسی طرح جرم خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے نہیں لڑسکتی۔ اس لیے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے''۔

یہ سُن کر شیخ نجدی بولا۔ ''یہی بات درست ہے۔ اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔ سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس برخاست ہوگئی۔ ایک تہائی رات گزری تھی کہ قریش نے حسب قرارداد دولت خانہ کا محاصرہ کرلیا اور انتظار میں رہے کہ آپ سو جائیں تو حملہ آور ہوں۔ اس وقت آپ کے پاس صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے علی! رضی اللہ عنہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور حکم دیا کہ ہمارے پاس جن کی امانتیں رکھی ہیں انہیں واپس کر کے

مدینہ چلے آنا۔ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ بلا جھجک حضور کے بستر پر سو رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مٹھی خاک لی اور سورۃ یٰسین کے شروع کی آیات فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک پڑھتے ہوئے کفار تک پھینک دی اور کفار کے مجمع میں سے صاف نکل گئے۔ کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔

ایک مخبر نے جو اس مجمع میں نہ تھا، ان کو خبر دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو یہاں سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ پھیرا تو واقعی خاک پائی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبز چادر اوڑھے ہوئے سوتے دیکھ کر خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو کہنے لگے۔ اس مخبر نے سچ کہا تھا۔ کفار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تیرا یار کہاں گیا۔ آپ نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں۔ کفار دست افسوس ملنے لگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پائے مبارک کے نشان دیکھتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکل گئے۔ (سیرت ابن ہشام، سیرت رسول عربی)

# اخلاصِ نیت

میدانِ جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ایک کافر زخمی ہو کر بھاگا۔ آپ نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور پچھاڑ کر اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے۔ قریب تھا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیں کہ اس کافر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اُس کے سینہ سے اتر گئے اور اسے چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ وہ شخص یہ دیکھ کر بڑا متعجب ہوا۔ کہنے لگا: اے علی رضی اللہ عنہ ''یہ کیا بات ہے کہ آپ نے مجھے مغلوب کر لینے کے بعد قتل نہ کیا جب کہ میں نے آپ کے منہ پر تھوک بھی دیا تھا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

گفت من تیغ از پئے حق مے زنم　　بندہ حقم نہ مامور تنم
شیر حقم نیستم شیر ہوا　　فعل من بر دین من باشد گوا
چوں درآمد علتے اندر غزا　　تیغ را دیدم نہاں کردن سزا

میں خالصۂ حق کے لیے تیغ زنی کرتا ہوں۔ میں اپنے حق تعالیٰ کا بندہ ہوں نفس کا غلام نہیں۔ میں حق تعالیٰ کا شیر ہوں اپنی خواہشات کا شیر نہیں ہوں۔ میرا یہ فعل میرے دیندار ہونے پر گواہ ہے۔ جب لڑائی میں ایک دوسری علت واقع ہوگئی تو میں نے یہی مناسب جانا کہ اپنی تلوار کو میان میں ڈال دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جذبہ خلوص کو دیکھ کر وہ کافر بے حد متاثر ہوا۔ اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ (مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ)

# نماز ایک امانت

امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی حالت متغیر ہو جاتی۔ چہرہ زرد ہو جاتا۔

فرماتے کہ یہ (نماز) ایک امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تھی مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا۔

لیکن ہم نے اس کو اٹھالیا۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پورے کر سکتا ہوں یا نہیں۔ (ریاض الصالحین)

# فراست

امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کے دوران جب منکرِ خدا (دہریہ) اپنے دلائل پیش کر چکا تو آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تو کہتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا وجود نہیں) تو میں بچ گیا اور تو پھنس گیا اور ہمیشہ کے

عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ (کیمیائے سعادت)

# وضاحت

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دورِ خلافت میں ابن سبا منافق کا ٹولہ مسلمانوں میں غلط پروپیگنڈہ کے ذریعہ انتشار وافتراق پھیلانے میں سرگرم عمل تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کی: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو خلیفہ اول قرار دیا تھا۔ آپکا کیا خیال ہے؟ قیس بن عباد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یوں وضاحت فرمائی کہ اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو اگایا اور روح کو پیدا کیا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے کوئی عہد و پیماں (خلافت بلافصل کے بارے میں) کیا ہوتا تو اس پر میں قوت اور زور کے ساتھ قائم رہتا اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سیڑھی پر بھی نہ چڑھنے دیتا۔

# حلال وطیب

شہنشاہ ولایت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھوں سے چکی میں جو پیستی تھیں اور وہی غذا تھی۔ آپ ایک بار جو کی بوری پر مہر کر رہے تھے فرمایا: ''میں اپنے پیٹ میں صرف وہی چیز داخل کرنا پسند کرتا ہوں جسے میں جانتا ہوں کہ حلال وطیب ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ کو کپڑا اور کھانا خریدنے کے لیے اپنی تلوار فروخت کر دینی پڑی۔ کوفہ میں ''قصرا بیض'' میں قیام کرنا پسند نہیں فرمایا بلکہ ان جھونپڑیوں کو ترجیح دی جن میں غریب لوگ رہا کرتے تھے۔ حضرت عتبہ بن علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''میں حضرت علی رضی

اللہ عنہ کے پاس گیا تو ان کے سامنے کھٹا دودھ جس کی بو سے مجھے تکلیف ہو رہی تھی اور روٹی کا سوکھا ٹکڑا رکھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی: یا امیر المومنین: کیا آپ ایسی چیزیں کھاتے ہیں"۔ آپ نے جواب دیا: اے ابو الجنوب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے زیادہ رُوکھا سوکھا کھاتے تھے اور اس سے موٹا کپڑا پہنتے تھے (آپ نے اپنے لباس کی طرف اشارہ کیا) اگر میں ان کی روش پر نہ چلوں تو اندیشہ ہے کہ انکا ساتھ نصیب نہ ہو۔ (اسلام کا نظام عدل)

# اہلیت خلافت

ابن اذینہ کہتے ہیں: میں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: امیر المومنین! مہاجرین وانصار کو کیا ہوا کہ آپ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گھٹاتے ہیں۔ حالانکہ آپ سب سے افضل ہیں۔ آپ کے بڑے بڑے کارنامے ہیں اور آپ کے مناقب بھی سب سے زیادہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ایک دم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اگر تو قریشی ہے تو شاید بنو عانذہ کے کنبے سے ہے اور میرا خیال ہے کہ تو ذوالہ کا رشتہ دار ہے۔ میں نے جواب دیا: ہاں۔ فرمایا۔ اگر مومن حق تعالیٰ کی پناہ میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ کم بخت! ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ سے چار باتوں میں بڑھے ہوئے ہیں جن کو میں نہیں پاسکا اور نہ ان کے عوض کوئی اور شے پاسکا۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت (۲) غار میں رفاقت (۳) نماز کی امامت (۴) اسلام کی اشاعت۔ ان سب امور میں وہ مجھ سے سبقت لے گئے۔ وہ ہمیشہ میرے اور مشرکین کے درمیان حائل رہتے اور ڈھال کا کام دیتے۔ کھلم کھلا دین کو ظاہر کرتے اور میں اس وقت اپنے دین کو چھپاتا تھا۔ قریش مجھے حقیر سمجھتے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ لشکر کشی اور مرتدین کی سرکوبی نہ کرتے تو ہمیشہ پیچیدگیاں پڑی رہتیں

اور لوگ اصحاب طالوت کی طرح بے غیرت و بے حمیت ہو جاتے۔ حق تعالیٰ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کو میرا اسلام پہنچائے۔ اور پھر فرمایا: ''کوئی شخص مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر فوقیت نہ دے ورنہ میں اس کو سزا دوں گا''۔

# صداقت کا اثر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زرہ ایک دفعہ ایک یہودی نے لے لی تھی۔ آپ ہی کا زمانہ خلافت تھا۔ آپ مدعی بن کر اپنے ملازم قاضی شریح کے دربار میں جا کھڑے ہوئے اور اپنی گواہی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ قاضی نے ان کی شہادت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیٹے کی شہادت باپ کے لیے اور غلام کی شہادت آقا کے لیے قبول نہیں کی جاسکتی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ حسنؓ کی شہادت کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے سنا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ دونوں جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ کیا جنت کے سرداروں کی شہادت مسترد کی جاسکتی ہے''؟ قاضی ابو شریح نے کہا کہ ہم زمین پر موجود ہیں اور آپ ذکر جنت کا فرما رہے ہیں۔ آپ اپنے دعوے کی کوئی اور دلیل پیش فرمائیں۔

یہودی یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا کہ اسلام کا ایسا سچا انصاف ہے۔ جب وہاں سے آپکا دعویٰ خارج ہو گیا تو یہودی باہر نکل کر عرض کرنے لگا کہ آپ کی صداقت میں کوئی شک نہیں، یہ زرہ آپ کی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بطیّب خاطر مسلمان ہو گیا۔

# مذمت دینا

حضرت علی رضی اللہ عنہ دنیا کی رنگینیوں سے متنفر تھے۔ رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں معبود حقیقی کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آخرت کی سوچ میں

ڈوبے رہتے تھے۔کبھی دینا کو مخاطب کر کے یوں فرماتے۔اے دنیا! کیا تم میرے آگے جال بچھا رہی ہو؟ کیا تو مجھ پر اپنی زیب و زینت کا جادو چلانا چاہتی ہے۔جا دور ہو جا کسی اور کو بہلا کسی اور کو پھسلا میں تو تجھ کو تین طلاقیں دے چکا ہوں۔اب تو مجھ سے مایوس ہو جا میں تیری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔تیری عمر بہت تھوڑی ہے۔تیرا عیش بہت حقیر ہے۔لیکن تجھ سے خطرات بہت بڑے ہیں، پھر فرماتے'' آہ توشہ کتنا کم۔منزل کتنی دور اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔

# انصاف

دو اجنبی شخص قبیلہ قریش کی ایک خاتون کے پاس آئے اور بولے۔ہم محنت مزدوری کے لیے فلاں شہر کو جا رہے ہیں۔آپ ہمارے ایک سو دینار بطور امانت رکھ لیں۔جب ہم دونوں اکٹھے واپس آئیں گے تو آپ سے اپنی امانت واپس لے لیں گے۔دو سال بعد ان میں سے ایک شخص واپس آیا اور خاتون سے کہا۔میرا ساتھی وفات پا چکا ہے۔آپ سو دینار مجھے واپس کر دیں۔یہ کہہ کر وہ شخص رونے لگا۔گویا کہ وہ اپنے ساتھی کا ماتم کر رہا ہے۔رونے کی آواز سن کر خاتون کے ہمسائے اور رشتہ دار جمع ہو گئے۔لوگوں نے اس شخص سے پوچھا۔تم کس لیے روتے ہو۔اس نے غمگین صورت بنا کر کہا۔میرا ساتھی وفات پا گیا۔اس کے لیے بے قرار ہوں۔ہم دونوں نے اس خاتون کے پاس سو دینار امانت رکھے تھے۔وہ لینے آیا ہوں۔سب نے افسوس کا اظہار کیا پھر خاتون سے کہنے لگے۔جب کہ اس کا ساتھی فوت ہو چکا ہے تو آپ امانت کی رقم اسے واپس کر دیں۔خاتون نے سب کے سامنے اس شخص کو ۱۰۰ دینار دے دیے۔چند ماہ بعد دوسرا شخص اس خاتون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا ساتھی مجھ سے بچھڑ چکا ہے۔معلوم نہیں وہ کہاں ہے۔زندہ بھی ہے یا مر چکا۔آپ ہماری امانت کی رقم سو دینار مجھے عنایت کریں۔خاتون حیران ہو کر بولی۔چند ماہ پہلے

تمہارا ساتھی آیا۔اس نے کہا تم مر چکے ہو۔اور وہ امانت کی رقم لے جا چکا ہے۔وہ شخص خاتون سے جھگڑنے لگا۔خاتون کے ہمسائے اور رشتہ دار بھی جمع ہو گئے۔سب نے تصدیق کی کہ تمہارا ساتھی سو دینار لے گیا ہے۔وہ شخص نہ مانا۔اور شور مچانے لگا۔لوگ اس خاتون اور اس مدعی کو لے کر امیر المومنین علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے ۔آپ نے ان دونوں کا بیان سنا۔ پھر لوگوں سے گواہی لی وہ شخص بولا۔ یا امیر المومنین۔ میں حق پر ہوں۔انصاف چاہتا ہوں۔حضرت علی مرتضٰی نے فرمایا بے شک غلطی اس خاتون کی ہے کہ اس نے تمہارے ساتھی کو رقم دے دی۔تم حق پر ہو خاتون پر لازم ہے کہ تمہاری رقم ادا کرے۔

وہ شخص خوش ہو کر بولا۔ جزاک اللہ۔ بیشک آپ نے عدل سے فیصلہ کیا۔ خاتون آپ کا فیصلہ سن کے بے حد پریشان تھی۔آپ نے خاتون سے فرمایا: بے شک تم ایک سو دینار ادا کرو گی مگر اس وقت جب یہ شخص اپنے ساتھی کو اپنے ہمراہ لے کر آ جائے پھر اس شخص سے فرمایا جاؤ اپنے ساتھی کو لے آؤ اور دونوں اکٹھے آ کر اپنی امانت واپس لو۔حضرت علی مرتضٰی نے اُن دھوکہ بازوں کے فریب سے خاتون کو بچا لیا۔(کتاب الاذکیا)

# ایثار

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں کڑا کے کا فاقہ گزرا،آپ نے ایک یہودی سے کچھ اون لیا تا کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اُسے بُنیں۔جب بُن چکیں تو اس کی مزدوری میں تین صاع گیہوں ملا۔پہلے دن ایک صاع گیہوں لے کر سیدہ رضی اللہ عنہا نے پیسا اور روٹیاں پکائیں۔جب آپ حضرت علی رضی اللہ عنہا اور بچوں سمیت کھانے بیٹھیں،تو ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: "اے اہل بیت نبوت میں مسکین ہوں، اللہ کے نام پر مجھے کچھ کھلاؤ"۔ چنانچہ وہ چند روٹیاں جو پکی

تھیں اُسے دے دی گئیں۔ دوسرے دن پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاع گہیوں پیسے اور روٹیاں پکائیں۔ جب سب کھانے بیٹھے تو پھر کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا: ''اے اہل بیت نبوت میں ایک یتیم ہوں، خدا کے لیے مجھے کچھ کھلاؤ''۔ ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ تیسرے دن پھر وہی ماجرا گزرا۔ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا گہیوں پیس کر روٹیاں پکا چکیں تو کسی نے دروازہ پر صدا دی۔ اے اہل بیت نبوت! میں اسیر ہوں، بھوکا ہوں، خدا کے لیے مجھے کچھ کھلاؤ۔ اور ساری روٹیاں اسے دے دی گئیں۔ سب نے پانی پی پی کر رات گزاری لیکن حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھوک کی شدت سے نڈھال ہونے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسالتِ مآب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ مطہرات سے دریافت فرمایا تو سب کے ہاں یہی جواب ملا کہ ''برکت ہے''۔

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ وہ بھی بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس کھجوریں ہیں۔ اس کے پاس آدمی بھیجا گیا۔ لیکن وہاں بھی نہ ملیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یہ ٹوکری لو اور اس کھجور کے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے اپنی کھجوروں سے ہمیں شکم سیر کر دے۔ اللہ کے حکم سے کھجوریں گرنے لگیں۔ سب لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائیں۔ باقی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیج دی گئیں کہ وہ خود کھائیں اور ہاں بکری کی ایک سری ہدیۃً بھیجی۔ اس نے سوچا، میرا ہمسایہ مجھ سے زیادہ غریب ہے۔ اس نے یہ سری اس کے گھر بھیج دی۔ تیسرے نے بھی یہی سوچا اور سری چوتھے کے گھر بھیج دی۔ اسی طرح چوتھے نے پانچویں کے گھر بھیجی۔ پانچویں نے چھٹے کے ہاں پہنچا دی۔ حتیٰ کہ چھٹے نے بھی ساتویں کے گھر بھیجی

تو یہ وہی شخص تھا جس نے سب سے پہلے اپنے ہمسایہ کے ہاں بھیجی تھی۔اس طرح پھر پھرا کر اسی کے ہاں پہنچ گئی۔(احیاء العلوم)

# اخلاق حسنہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بازار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک کنیز کھجوروں کی دکان کے پاس کھڑی رو رہی ہے۔آپ نے اس سے وجہ دریافت فرمائی تو کنیز نے جواب دیا کہ میرے آقا نے کھجوریں واپس کر دی ہیں۔ یہ دکاندار لیتا نہیں ہے۔ آپ نے دکاندار کو کھجوریں لینے اور قیمت واپس دینے کے لیے فرمایا۔اس شخص نے اس کو بھی جھڑک دیا لوگوں نے اس سے کہا ''کچھ خبر ہے کس کو جھڑک رہے ہو''؟ اُس نے کہا نہیں۔لوگوں نے کہا ''یہ امیر المومنین ہیں''۔یہ سن کر اس نے کہا۔''اگر جناب مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں تو معاف فرمائیں''۔آپ نے فرمایا کہ جب تم ایمانداری اور راست بازی سے معاملہ کرو گے تو میری ناخوشی کی کوئی وجہ نہیں۔

# فقر حضرت علیؓ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک اعرابی کا اونٹ مر گیا وہ دور دراز علاقہ سے منزلیں طے کرتا ہوا بیت المال سے اونٹ حاصل کرنے کے لیے دارالخلافہ مدینہ منورہ پہنچا۔آپ کی رہائش گاہ پر آیا تو حضرت امام حسینؓ نے اس کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؓ تو کاروبار خلافت کے سلسلے میں کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔آپ نے اس اعرابی کو مسجد کے حجرے میں بیٹھایا اور کہا کہ میں آپ کے لیے کھانا تیار کر کے لاتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں پُر تکلف کھانا تیار کر کے سامنے رکھا۔اعرابی نے کہا۔میں یہ کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا جب

تک کہ میں اس غریب شخص کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک نہ کرلوں جو صحنِ مسجد میں خشک روٹی پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا ہے۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا "یہی تو میرے والد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ وہ اپنے معمول کے برخلاف یہ پرتکلف کھانا ہرگز نہ کھائیں گے۔ اعرابی یہ سادگی اور نفس کشی دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اتنی سلطنتِ عظیم کے سیاہ وسفید کے مالک ومولیٰ کی یہ سادگی اور ایسی خشک غذا، جس کو غریب ترین انسان بھی کھانا گوارا نہ کرے۔ غرض اس اعرابی کو بیت المال سے ایک عمدہ اونٹ دلا دیا گیا وہ شکر گزاری وحیرانی کے جذبات سے لبریز شادکام اور بامراد اپنے وطن مالوف کو واپس چلا گیا۔

## تقاضائے عدل

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک دفعہ اپنی صاحبزادی کے پاس بیت المال کا ایک موتی دیکھا۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ موتی کہاں سے لائیں۔ میں ضرور سزا دوں گا۔ ابورافع افسرِ بیت المال نے عرض کیا کہ امیر المومنین میں نے کھیلنے کے لیے دے رکھا ہے۔

## غلام پر رحم

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دو چادریں خریدیں۔ قنبر اپنے غلام سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک اپنے لیے پسند کرلیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

# انمول موتی

☆ خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں جس نے محفل میں اپنے آپ کو برا کہا اس نے اپنی تعریف کی اور یہ ریا کی علامت ہے۔

☆ حضرت زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں اپنی نیکیوں کے لیے پوشیدہ جگہ بناؤ، جیسے برائیوں کے لیے بناتے ہو۔

☆ حضرت عطا سلمیؒ رات میں اکثر اپنے جسم کو ٹٹولتے کہ کہیں کثرت گناہ میں مسخ تو نہیں ہو گیا۔

☆ حضرت ابو معاویہؒ اسود فرماتے ہیں ''میرے دوستوں میں سے جو مجھے اپنے پر فضیلت دے وہ مجھ سے افضل ہے۔

☆ حضرت میمون بن مہران کو جب کسی دعوت میں بلایا جاتا تو غریبوں کے پاس بیٹھتے اور ان کے ساتھ برتن چاٹتے۔

☆ علم پڑھنا اور اس کا بڑھانا بے فائدہ ہے جب تک کہ اطاعت و خوف بھی ساتھ ساتھ نہ بڑھیں۔

☆ حضرت مغیرہ بن شعبہ جب پھیری والوں سے کوئی چیز خریدتے تو راستہ سے ایک طرف کھڑے ہوتے تاکہ راہ گزروں کو تکلیف نہ ہو۔

☆ حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں۔ قیامت میں سب سے بڑھ کر بدبخت وہ عالم ہے جس کے علم پر لوگ عمل کریں مگر خود عامل نہ ہو۔

☆ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں۔ جب لاغر کے بعد حاکم موٹا ہو جائے تو جان لو کہ وہ رعیت اور اپنے رب کی خیانت کرتا ہے۔

☆حضرت ابوعمران جونی فرماتے ہیں۔ قیامت کو جو کچھ انسان کے ساتھ ہو گا۔ جانور دیکھیں گے تو کہیں گے شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں انسان نہیں بنایا۔

☆ایک شخص نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہا۔ اے بر ترین بوڑھے۔ سالم نے کہا اے بھائی میرے خیال میں تم راستی سے کچھ دور نہیں گئے۔

☆حضرت عبداللہ تمیمیؒ فرماتے ہیں۔ آدمی جن لوگوں کی عیب چینی کرتا ہے وہ عیبوں میں ان سے بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے جن کی وہ عیب چینی کرتا ہے۔

☆حضرت سہل تستری سے عبداللہ بن مبارک نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ آپ کل مر جائیں؟ فرمایا نہیں بلکہ ابھی مرنے کو پسند کرتا ہوں۔

☆حضرت بشرؒ حافی بہت کم گفتگو کرتے اور دوستوں کو فرماتے۔ تم غور کرو اپنے اعمال نامے میں لکھوا رہے ہو، وہ تمہارے پروردگار کے سامنے پیش ہوگا۔

☆حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں مجھے نزع کے وقت کم تکلیف کا ہونا پسند نہیں ہے کیونکہ یہ آخری مصیبت ہے جس پر مومن کو اجر ملے گا۔

☆حضرت ابودردا فرماتے ہیں۔ میری طرف کسی دوست نے ایسا تحفہ نہیں بھیجا جو مجھے السلام علیکم سے زیادہ پیارا ہو اور نہ مجھے اس کی موت کی خبر سے بڑھ کر کوئی عمدہ خبر ملی ہے۔

☆حضرت ابراہیم تیمی غلاموں جیسے کپڑے پہنا کرتے تھے، ان کے دوستوں کے سوا کوئی ان کو عالم نہ جانتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو برائی کی طرح مخفی رکھے۔

☆حضرت بکر بن مزلی فرماتے ہیں۔ مجھے اپنے مال میں سے وہ چیز بہت پیاری ہے جس سے اپنے دوست کی دلجوئی کروں۔ اور سب سے بُری چیز وہ ہے جو پیچھے چھوڑ جاؤں۔

☆حضرت مالک بن دینارؒ سے کسی نے کہا "کیا آپ کے پاس قاری کو لائیں جو

آپ کو قرآن مجید سنائے؟'' آپ نے کہا ''بچہ گم کرنے والی کو نوحہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں''۔

☆ اسلاف کی عادت تھی کہ اگر کوئی اپنا قرضہ ادا کرنے کو کہتا تو فی الفور ادا کر دیتے اور افسوس کرتے کہ ہم اس کے حالات سے بے خبر رہے کہ اس کو سوال کی بھی ضرورت پڑی۔

☆ حضرت خواجہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو دنیا و آخرت میں ذلیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔

☆ انسان رات کو کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اسکے چہرے پر ذلت ہوتی ہے۔

☆ حضرت حسن بصریؒ کے پاس کوئی آتا تو اسے کچھ دے کر دعا کرتے۔ یا اللہ! اس نے ہم سے قوت مانگی ہے اور ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں تو ہماری خیرات کرنے سے مغفرت کے زیادہ لائق ہے۔

☆ حضرت رابعہ عدویہؒ کی آنکھ میں نماز پڑھتے وقت ایک تنکا چبھ گیا تو سلام کے بعد آپ کو معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ دیکھو میری آنکھ میں یہ سخت چیز کیا ہے؟ پس اس کو زیادہ گہرا ہونے کے باعث بڑی مشکل سے نکالا۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خبر پہنچی کہ دمشق کی مسجد کے ستونوں کو سرخ رنگ کیا گیا ہے اور ان کو زعفران کی خوشبو دی گئی ہے آپ نے دمشق کے صوبہ دار کی طرف لکھا کہ ان درہموں کے مستحق ان ستونوں سے بڑھ کر مساکین وغربا ہیں۔

☆ میمون بن مہران فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک عمر بن عبدالعزیز سے بڑھ کر کوئی پیارا نہ تھا لیکن مجھے ان کے حاکم ہونے کی حالت میں دیکھنے سے ان کا مردہ دیکھنا زیادہ پسند ہے۔

☆ میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ بغیر باطن کے صرف اچھا ہونا اس پاخانہ کی طرح ہے جس کی بیرونی طرف خوب آراستہ ہو اور اس کی اندرونی طرف بدبو اور پلیدی

ہو۔

☆ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ وہ شخص موت کے لیے تیار نہیں ہوا جسے یہ خیال ہو کہ کل زندہ رہے گا۔ نیز فرمایا ۔نیکیاں موت کی یاد کی فرع ہیں اور گناہ نسیان موت کی شاخ۔

☆ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کو آرزو تعجب سے دیکھتا تھا۔ اور اب میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کے خواستگار نہیں ہیں۔

☆ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں۔شیطان مجھ سے سوال کرتا ہے کھانا کیا ہے، لباس کیا ہے اور سکونت کہاں ہے۔ میں جواب دیتا ہوں کہ میری غذا موت ہے میرا لباس کفن ہے اور میرا مسکن قبر ہے۔

☆ شیخ داؤد فرماتے ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ کمزور وہ شخص ہے جو اپنی شہوت کے ضبط پر قدرت نہ رکھتا ہو اور سب سے زیادہ طاقتور وہ ہے جو ضبط پر قدرت رکھتا ہو۔

☆ ابوالعالیہؒ ایک دفعہ ہارون الرشید کے پاس آئے اور فرمایا۔ مظلوموں کی دعا سے خائف رہ، کیونکہ ان کی دعا رد نہیں ہوتی اگرچہ فاجر و گنہگار اور کافر ہی کیوں نہ ہو۔

☆ حضرت ابراہیم بن یوسف مال اکٹھا کرتے اور فرماتے ۔ میں اسے بھوکوں اور ننگوں کے لیے جمع کرتا ہوں نہ کہ اظہار امارت یا بنائے عمارت کے لیے۔ اگر انسان ایسا نہ کرے تو مال جمع کرنا چھوڑ دے۔

☆ حضرت مکحولؒ فرماتے ہیں۔جس شخص نے قرآن مجید سیکھا اور اس میں فقہ بھی حاصل کیا، پھر وہ کسی امیر کے پاس بغیر کسی خاص ضرورت کے جائے تو وہ اپنے قدموں کے مقدار جہنم میں داخل ہوا۔

☆ حضرت ربیع بن انسؒ فرماتے ہیں۔ مچھر جب تک بھوکا ہے زندہ رہتا ہے۔ سیر

ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کہ جب موٹا ہو جاتا ہے تو اس کا دل مر جاتا ہے۔

☆ ایک آدمی نے بکر بن عبداللہ کو بہت سی گالیاں دیں۔ آپ خاموش رہے۔ کسی نے کہا آپ بھی اسے کیوں گالیاں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ میں اس شخص کی کوئی برائی نہیں جانتا کہ میں اس کو برا کہہ سکوں اور بہتان لگانا جائز نہیں۔

☆ معتمر بن سلیمان فرماتے ہیں کہ ہمارا مکان گر پڑا۔ میرے باپ نے اسے نہ بنوایا اور فرمایا۔ موت اس سے بہت قریب ہے۔ پھر ہمارے لیے ایک خیمہ لگوایا اور اس میں ہم کو رکھا۔ پس ہم اس میں تیس سال سے ہیں۔

☆ ایک شخص نے زیاد بن ظبیانؒ سے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ جیسے مسلمان پیدا کر دے'' تو آپ فرمایا۔ تو نے خدائے پاک سے اچھی بات نہیں مانگی۔ بلکہ خدائے تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ تمام لوگ برے ہو جائیں۔

☆ حضرت مطرف بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی کو میرے متعلق کچھ ضرورت ہو تو وہ کاغذ پر لکھ کر مجھے بھیج دے میں مسلمان کے چہرے پر سوال کی ذلت کو دیکھ نہیں سکتا۔ کیونکہ سوال کی ذلت بخشش سے بڑھ کر رہے۔ خواہ بخشش بہت زیادہ ہو۔

☆ حضرت ربیع بن خشیم کسی سائل کو روٹی کا ٹکڑا یا کوئی ٹوٹی ہوئی چیز یا مستعمل کپڑا نہ دیتے اور فرماتے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ میرا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے پیش ہو اور ردی اشیاء ہوں جو اس کی راہ میں دی گئی ہوں۔

☆ جب عبداللہ بن ربیعہ بیمار ہوئے تو امام لیث ان کی عیادت کو آئے ان کو روتے ہوئے دیکھا۔ امام نے سبب پوچھا، آپ نے فرمایا مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہے۔ امام نے اپنے نوکر کو بھیجا۔ وہ ہزار دینار لے آیا اور آپ کا قرض ادا کیا۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی ہوئی۔ اگر دنیا کو اپنی طرف دیکھے تو یقین کر لے کہ تجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے جس کی سزا جلد ہی مل گئی ہے۔

☆ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان میں مروت اور دیگر اخلاق حمیدہ بہت کم رہ جائیں گے اور مرد مردوں کے باعث اور عورتیں عورتوں کے باعث ایک دوسرے سے مستغنی ہوں گے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت دوسرے کو کہے ''تو اللہ سے ڈر'' اور وہ اس کا جواب دے ''تو اپنے آپ کو سنبھال''۔

☆ نوشیرواں نے بزرجمہر سے پوچھا کہ شجاعت کیا ہے۔ اس نے کہا قوت دل کہا قوت بازو کیوں نہیں کہتا۔ کہا اگر دل قوی نہیں تو قوت بازو بیکار ہے۔

☆ کسی نے امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا ''حضرت علقمہ صحابی افضل ہیں یا حضرت اسودؓ؟ کہا ''خدا کی قسم ہم تو اس لائق بھی نہیں کہ ان کا ذکر کریں۔ پھر ان میں تفاضل کس طرح کر سکتے ہیں۔

☆ کسی نے حضرت سفیان ثوریؒ سے سوال کیا کہ کیا وہ شخص بھی امر بالمعروف کرے جسے یقین ہو کہ اس کی بات مقبول نہ ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا ''ہاں تا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور ہو جائے''۔

☆ حضرت سفیان ثوری کی مجلس میں فقراء امیروں کی طرح ہوتے۔ ایک دفعہ ایک مفلس آدمی آپ کے پاس آیا اور دور ہٹ کر بیٹھ گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے دوست قریب آ جا۔ اگر تو غنی ہوتا تو میں تجھے اپنے پاس نہ بیٹھاتا۔

☆ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں میں پچاس برس لوگوں میں بیٹھا۔ میں نے ایک شخص بھی ایسا نہ پایا جو بعد قطع کے مجھ سے وصل کرتا اور میرا گناہ بخشتا یا میرا عیب چھپاتا۔ یا غصہ کے وقت میں اس سے امن میں ہوتا۔

☆ ایک زاہد نے حلوہ کھانا ترک کر رکھا تھا، صرف اس خیال سے کہ مجھ سے اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ خواجہ حسن بصری نے سن کر کہا ''وہ شخص احمق ہے۔ کیا وہ سرد پانی

کا شکر ادا کر سکتا ہے"۔

☆ محمد بن سیرین کی ایک خچر دہلیز پر بندھی رہتی تھی۔ جب کسی کو سواری کی ضرورت ہوتی۔ اس کو کھولتا اور بلا اجازت سوار ہو کر چلا جاتا۔ کیونکہ لوگ اس پر ان کی رضا جانتے تھے۔

☆ حضرت جعفر بن محمدؒ فرماتے ہیں۔ برادوست وہ ہے جس کا دوست اسی کی غیر حاضری میں اتنی جرات نہ کر سکے کہ روپوں کی تھیلی کھول کر اپنی حاجت کے مقدار بلا اجازت لے لے۔

☆ شیخ محمد عمری کے وقت میں غلہ سخت گراں ہو گیا۔ جس قدر غلہ آپ کے ذخیرہ میں جمع تھا نکال کر سابقہ ارزاں نرخ پر فروخت کر دیا، پھر جس طرح اور لوگ جس نرخ گراں سے خریدتے تھے، آپ بھی خرید کر گزارہ کرتے رہے۔

☆ حضرت مشعر بن کدام سے اگر کوئی کہتا کہ میرے لیے دعا کرو تو فرماتے دعا تو خود کر میں آمین کہوں گا۔ کیونکہ دعا حاجت مند ہی کو کرنی چاہیے۔

☆ حضرت رباح قیسی کی بیوی اول شب بعد نماز عشاء عمدہ کپڑے پہن کر شوہر سے کہتیں کیا آپ کو میری حاجت ہے اگر وہ کہتے کہ نہیں تو وہ لباس اتار کر اور دوسرا لباس بدل کر تمام رات قیام میں مشغول رہتیں۔

☆ حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ متکبر کو دنیا سے نہیں نکالتا یہاں تک کہ ادنیٰ

☆ خدمت گار اور ہمسایوں سے اس کو ذلت نہ دکھائے اور اپنے پاخانے پیشاب میں لوٹا نہ پھرے۔

☆ روایت ہے کہ کسریٰ کے خزانے میں ایک تھیلی ملی جس میں کھجور جتنے بڑے بڑے گندم کے دانے تھے۔ ان پر لکھا ہوا تھا، جس زمانے میں بادشاہوں کی عدالت اپنے کمال پر تھی برکت بھی اسی مرتبے پر تھی۔

# نکاتِ اعتدال

☆ کھانے پینے سے بے اعتدالی جسمانی خوبصورتی کی تباہی کا باعث بنتی ہے۔

☆ نیک ہمسایہ دور کے بہن بھائیوں سے اچھا ہوتا ہے کیوں کہ وہ وقت پر کام آتا ہے۔

☆ ضمیر کی آواز اسی میں ہوتی ہے جس میں عزت نفس کا مادہ ہو۔

☆ وقتی خوشی بے ثبات ہے اور حقیقی خوشی یاد الٰہی میں ہے۔

☆ دولت آتے ہوئے خوشی دیتی ہے اور جاتے ہوئے پریشانی دیتی ہے۔

☆ جس طرح ہوا اپنا رخ تبدیل کرتی رہتی ہے اسی طرح دولت بھی اپنا رخ تبدیل کر لیتی ہے۔

☆ عاجزی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کو غصہ ہی نہ آئے۔

☆ متکبر شخص غصہ ضبط کرنے میں بے بس ہوتا ہے۔

☆ ہر چیز کی زیادتی نقصان دہ ہے۔

☆ افراط سے پیا جائے تو آب حیات بھی زہر ہے۔

☆ جب کسی ڈاکٹر یا حکیم سے دوائی لو تو اعتقاد سے کھاؤ جلدی فائدہ ہوگا۔

☆ جس شخص کا من صاف نہ ہو اسی سے بچو کیوں کہ ایسے آدمی سے ہمیشہ نقصان پہنچے گا۔

☆ آنے والے وقت کو غنیمت جانو کیونکہ آنے والا وقت جانے والے وقت پر حاوی ہے۔

☆ عقل مند سوچ کر عمل کرتا ہے اور جاہل سوچے بغیر فوراً عمل کرتا ہے۔

☆ بری عادات کو ترک کیے بغیر اللہ کی عبادت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ بعض

لوگ کاروبار میں جھوٹ بولتے ہیں بے ایمانی کر لیتے ہیں اور ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں ایسی نماز کا اہل تقویٰ کے نزدیک کوئی فائدہ نہیں۔

☆ جو بری عادت کو ترک کرنے کی کوشش کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔

☆ اعتدال ہر حال میں بہت بہتر رہتا ہے کیوں کہ ایسا کرنے سے اگر فائدہ نہ ہوگا تو نقصان بھی کم ہوگا۔

☆ اپنی آمدن کے مطابق خرچ کرو گے تو ہمیشہ مالی پریشانی سے دور رہو گے۔

☆ محنت کر کے کھانا کسی سے عطیہ ملنے کی نسبت بہت بہتر ہے۔

☆ اعتدال پر نگاہ رکھو کیوں کہ دنیا میں ہر طرف افراط وتفریط نے گھیرا ہوا ہے۔

☆ جو بلی مندر میں رہتی ہو وہ دیوتا سے نہیں ڈرتی۔

☆ قرض لینے والا درازی عمر کی دعا کرتا ہے جبکہ مقروض تمہاری موت کا خواہش مند رہے گا۔

☆ ملاقات کے وقت نرم اور اچھے انداز سے ملنا دل آزار دعوت کھلانے سے بہتر ہے۔

☆ ہر شخص جو کچھ سوچتا ہے وہ اسے ہی اپنے لیے کافی خیال کرتا ہے۔

☆ خرید وفروخت میں اچھی طرح بھاؤ معلوم کر کے خرید وفروخت کرو کبھی دھوکہ نہ کھاؤ گے۔

☆ اپنی رہائش بنانے سے پہلے اردگرد کے ہمسایوں کی جانچ پڑتال کرلو۔

☆ دولت اس کی ہے جو اسے کھاتا ہے نہ کہ اس کی جو اسے کماتا ہے۔

☆ جس شخص کے ہاتھ میں لاٹھی نہیں اسے ہر کوئی تکلیف پہنچا سکتا ہے اس لیے اپنی حفاظت کا سامان خود پیدا کرو۔

☆ صحیح عالم ازراہ انکساری سب کچھ پڑھ لکھ کر یہ سوچتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا مگر تھوڑا سا علم رکھنے والا ہمیشہ یہ سوچتا ہے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔

☆ برا کام اس وقت تک بظاہر دلچسپ نظر آتا ہے جب تک کہ ہو نہیں جاتا۔

☆ بڑھاپا ہر صورت میں آ کے رہتا ہے مگر کوئی بوڑھا کہلانے کے لیے رضامند نہیں ہوتا۔

☆ ہر وقت بے مقصد بولتے رہنے سے انسانی وقار اور عزت نفس مٹی میں مل جاتی ہے۔

☆ ضدی فوراً بدلہ لیتا ہے مگر سمجھ دار وقت ٹال کر انتقام کا بدلہ لیتا ہے۔

☆ مردانگی زندہ دلی میں ہوتی ہے مردہ دلی سے مردانگی جنم نہیں لیتی۔

☆ گھر میں دو بیویاں خاوند کی پریشانی کا باعث بنتی ہیں۔

☆ بنیاد ہمیشہ سیدھی رکھو کیوں کہ اوپر کی عمارت کا سارا دارومدار بنیاد پر ہوتا ہے۔

☆ بدمعاش کا محاسبہ نہ کرنا اس کی بدمعاشی میں اضافے کا سبب بنتا ہے۔

☆ طاقتور جھگڑنے میں ہمیشہ ہاتھ چلاتا ہے جب کہ کمزور زبان چلاتا ہے۔

☆ قرض کی مدت کی میعاد انسان کی پریشانی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

☆ جس بات کو پوشیدہ رکھنے کے لیے کسی کے کان میں کہا جائے لوگ اسے دور دور تک پھیلا دیتے ہیں۔

☆ جلدی انسان کے اعمال کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں لاتی۔

☆ کھوپریوں کے پیالے ہوس کی بنا پر کبھی نہیں بھرتے کیوں کہ ہوس کبھی ختم نہیں ہوتی۔

☆ روزی کی وسعت آدمی کے دین کی سلامتی اور دل کی فراغت کا ذریعہ بنتی ہے۔

☆ رزق کی کشادگی اور تنگی کا تعلق عقلمندی یا بیوقوفی پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا پر ہے جسے چاہے کم دے یا زیادہ دے۔

☆ آمنے سامنے کی گفتگو غائب آدمی کی باتوں سے زیادہ وزن دار ہوتی ہے۔

☆ کسی کے پوشیدہ عیب یا گناہ کا تجسس کرنا گناہ میں شامل ہے۔

☆غریب کے بعد امیر ہونا امیری سے غریب ہونے کی نسبت زیادہ بہتر ہے۔
☆مظلوم کی مدد کرنا کار ثواب ہے لہٰذا اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو تو اس کی مدد کرو۔
☆جو شخص لمبی چوڑی امیدیں لگاتا ہے پوری نہ ہونے کی صورت میں غم اٹھاتا ہے۔
☆دولت بے وفا معشوق کی مانند ہے جو آتے ہوئے خوشی دیتی ہے اور جاتے ہوئے غم۔
☆جوانی اور عمر کو نہ قیام ہوتا ہے اور نہ دوام ہوتا ہے۔
☆دانت نعمتیں چباتے چباتے ختم ہو جاتے ہیں مگر مزہ لینے والی زبان کو کچھ نہیں ہوتا۔
☆قبروں کی زیارت سے انسان کو موت ضرور یاد آ جاتی ہے مگر اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔
☆خلوت میں امن ہی امن ہے مگر ایسا امن بے فائدہ ہے۔
☆عمر بھر انسان جگہ بہ جگہ پھرتا ہے مگر جہاں سکھ ملا وہاں دکھ بھی ضرور مل کے ہی رہتا ہے۔
☆راحت اور غم انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔
☆جوانمردی یہ ہے کہ سخاوت کرو تو اس میں احسان نہ جتلاؤ کوئی تکلیف دے تو درگزر کرو دولت مند ہو تو عاجزی اختیار کرو ہر عادت میں نیکی اختیار کرو۔
☆ہر انسان کا ماضی آئینے کی مانند روشن ہوتا ہے اور مستقبل قبر کی مانند تاریک ہوتا ہے۔ اس لیے فکر اور تردد کی ضرورت نہیں۔
☆ماضی کی غلطیوں پر پچھتاتے رہنا بے عقلی کی دلیل ہے۔
☆ہر شخص کا نیک کام ایک محدود دائرے میں مشہور ہوتا ہے جبکہ برے کام دور دور تک بہت جلد مشہور ہو جاتے ہیں۔
☆مرد اپنی عورت سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ ہر روز نئے انداز میں مہربان ہو جبکہ

مرد میں سوائے حیوانیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

☆ دل ایک پر کشش بچے کی مانند ہے جو دیکھتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ مجھے مل جائے۔

☆ بے وقوف انسان سے واسطہ ذہنی سکون برباد کرنے کا باعث بنتا ہے۔

☆ وقت کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

☆ ایک کڑی کے ٹوٹ جانے سے تمام زنجیر بیکار ہو جاتی ہے۔

☆ جس کا ذوق عملی نہ ہو اس کے سامنے علمی بات کرنا عقل مندی نہیں۔

☆ اگر کسی دوست کو آزمانا چاہتے ہو تو تکلیف میں آزماؤ۔

☆ جو میدان جنگ میں بہادری کے جوہر دکھائے وہی بہادر ہے بے زبانی بہادری کا دعویٰ کرنے والا بہادر نہیں ہوتا۔

☆ جسمانی تکلیف میں کسی کے مدد کرنے کے علاوہ اور کیا کام آسکتا ہے۔

☆ کھانے پینے والے دوست بدلتے رہتے ہیں۔

☆ نیک اعمال کے بدلے میں صرف رضائے الٰہی کو مدنظر رکھنا اخلاص کہلاتا ہے۔

☆ بُرے لوگ برائی کرنے کا صرف بہانہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

☆ انسانی زندگی کا مقصد دوسروں کی مدد کرنا بھی ہے۔

☆ شیطان انسان کے دل میں ہمیشہ یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ ابھی تیرے مرنے میں دیر ہے اس لیے پھر نیکی کر لینا مگر موت آنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔

☆ دل آزاری بڑا قابل افسوس گناہ ہے اور اللہ اسے اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک انسان اسے معاف نہ کر دے۔

☆ تمہارا دشمن خواہ کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو مگر اسے کمزور نہ سمجھ کیوں کہ اسے کمزور سمجھنے سے تو اپنا دفاع کم کر دے گا جس کے نتیجے میں تو خود بھی کمزور ہو جائے گا۔

☆ جو کبھی سوچنا ختم نہیں کرتا وہ کبھی کام شروع نہیں کرتا۔

☆ باعزت شخص وہی ہے جو دوسروں کی عزت کرے اس کے بدلے میں لوگ خودبخود اس کی عزت کرنے لگیں گے۔

☆ جو شخص مصیبتوں میں سچائی کا دامن نہ چھوڑے وہ ہمیشہ قابل اعتبار شمار کیا جاتا ہے۔

☆ کم کھانے اور کم باتیں کرنے والا ہمیشہ خوش رہتا ہے۔

☆ کبھی یہ نہ سوچو کہ کسی دوسرے کی محنت ضائع کردی جائے ورنہ تمہاری محنت بھی ضائع ہوجائے گی۔

☆ بدصورت سے نفرت کرنا انسانی دستور کیخلاف ہے۔

☆ ہر اچھی تدبیر اور تقریر کی تائید کرنی چاہیے۔

☆ قانون دان بات بات پر نکتہ چینی کرنے کا عادی ہوتا ہے اس لیے اس کی دوستی سے بچنا بہتر ہے۔

☆ صبر کا دشمن لالچ۔ عقل کا دشمن غصہ۔ علم کا دشمن تکبر اور سچائی کا دشمن مبالغہ ہے اس لیے ان سے بچو۔

☆ سیرت کے سامنے صورت ہیچ ہوجاتی ہے۔

☆ جب کسی کی عزت ختم ہوجائے تو دولت کچھ نہیں کرسکتی۔

☆ شوکت بمقابلہ حکمت بہت کم وقعت رکھتی ہے۔

☆ ماضی کی حسرتیں کیا کم ہیں جو حال و مستقبل کے متعلق آرزوئیں وابستہ کرکے انہیں بھی مایوسیوں میں تبدیل کرتے ہو۔

☆ علم کو دولت پر فضیلت حاصل ہے کیوں کہ علم سے دولت کمانے کی راہیں بھی کھلتی ہیں مگر دولت سے علم خریدا نہیں جاسکتا کیوں کہ علم ہمیشہ محنت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

☆ گھریلو زندگی بیوی کے بغیر نامکمل ہوتی ہے۔

☆وہ گھر سنسان ہے جس میں بچے نہ ہوں کیوں کہ بچوں کی رونق سے گھر آباد رہتا ہے۔

☆نوجوانی کی مستیاں انسان کو بڑھاپے میں شرم دلاتی ہے۔

☆بزرگوں کے سامنے اپنے دل کو قابو میں رکھو کہ بزرگی کا اثر دل پر فوراً ہی پڑتا ہے۔

☆انسان کی یہ سوچ کہ جو کچھ کیا ہے میں نے کیا ہے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

☆ایک باپ کئی بیٹیوں کو پرورش کر کے جوان کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے مگر بیٹے باپ کی خدمت نہیں کر سکتے۔

☆خواہشات کو دل میں جگہ دینے سے ایک نہ ایک دن وہ ضروریات کی صورت ڈھال لیتی ہیں۔

☆جو شخص یہ سوچ لے کہ دنیا مجھے نہیں ملی تو خدا ہی کو پالوں اسے خدا ضرور مل کے رہے گا۔

☆جب مومن کے دل پر اللہ کا خوف طاری ہوجائے تو اس کے اعمال میں استقامت پیدا ہوجاتی ہے۔

☆مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں اگر دونوں پہیے ایک طرف لگا دیئے جائیں تو گاڑی کا چلنا ناممکن ہے یعنی عورتیں مردوں کے کام کرنے لگ جائیں تو گھر کا انتظام درہم برہم ہوجائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

# نقارۂ دانائی

☆ جو شخص اپنی آمدن کے مطابق خرچ کرتا ہے ہمیشہ سکھی رہتا ہے۔

☆ فضول باتوں کا سننا نفسانی خواہشات میں اضافہ کرتا ہے۔

☆ حد سے زیادہ خوشی کسی آنے والی آفت کا پیغام ہے۔

☆ فاصلے پر رہنے والے عزیز و اقارب سے تعلقات اچھے رہتے ہیں۔

☆ محنتی لوگ کبھی بیکاری اور غربت کا شکار نہیں ہوتے۔

☆ جو دکاندار گاہک کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے گاہک دوبارہ اس کے پاس ضرور جاتا ہے۔

☆ دوستی میں حساب بے باک رکھو کبھی خرابی اور بدگمانی پیدا نہ ہوگی۔

☆ جوں جوں انسان عمر رسیدہ ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنی عادتوں کو عمر کے تقاضے کے مطابق ڈھال لے۔

☆ اچھا لباس انسانی شخصیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔

☆ جو کام شروع کرو خواہ اپنا ہو یا بیگانہ اسے مکمل کرنے کی کوشش کرو۔

☆ جو ہر وقت دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش میں رہے وہ کبھی ایسا دھوکہ کھاتا ہے کہ زندگی بھر اس کی تلافی نہیں کر سکتا۔

☆ بدزبان بیوی کا بہترین علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی بہتری کی دعا کی جائے۔

☆ جہاں جھگڑا ہو جائے وہاں لوگوں کے مجمع سے جلدی نکل کر کنارہ کشی اختیار کرنا پریشانی سے نجات کا باعث بنے گا۔

☆ جو شخص ہر کام میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتا ہے۔

☆ جس شخص پر نیکی کا گمان کیا گیا غور سے دیکھا تو اسی میں کوئی چھپا ہوا عیب نظر آیا ہے۔

☆ پیار کا جواب ایک نہ ایک دن ضرور پیار میں ملے گا مگر جسے آپ پیار نہیں کریں گے اُس سے پیار کی اُمید کیسے رکھ سکتے ہیں کیوں کہ اس کے اندر بھی تو انسانی دل ہے۔

☆ دنیا میں نیک لوگوں کی دن بدن کمی ہو رہی ہے کیوں کہ دینا خوف خدا سے خالی ہوگئی ہے۔

☆ ایک شخص کی آواز کچھ کام نہیں کرتی اگر مل کر چلیں تو اس کی آواز پُراثر ہو جائے گی۔

☆ اچھی عادت یہی ہے کہ خود کو خوش رکھو کیوں کہ خوش خو کبھی غمزدہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ مصیبت ہی میں کیوں نہ مبتلا ہو بد خو کبھی خوش نہیں رہتا خواہ ہر لحاظ سے راحت میں ہو۔

☆ جس طرح شبنم کے قطروں سے کنواں نہیں بھر سکتا ایسے ہی حریص آدمی کی آنکھ دنیا بھر کی نعمتیں ملنے کے باوجود نہیں بھر سکتی۔

☆ ہر کام کو تسلی اور یقین سے کرو کیوں کہ بے یقینی اعتماد میں کمی پیدا کرتی ہے۔

☆ دولت سے حد سے زیادہ پیار کرنے والوں کو اللہ بھول جاتا ہے اور نہ ہی انہیں موت یاد رہتی ہے۔

☆ ہر انسان کے پاس عقل ہے اور دنیا اسے تجربات دیتی ہے۔

☆ اپنی نظر کو قابو میں رکھ کہ یہ ایسا ذرہ ہے کہ جوہری کے ہاتھ ہے بزور گوہر کو اڑا لے جاتا ہے۔

☆ عقل مند بننے کے لیے اس صدف کی طرح خاموش رہ جن کے اندر موتی ہوتے ہیں مگر وہ بولتی نہیں۔

☆ خاموشی ہر حال میں بہتر ہوتی ہے۔

☆ کسی کو دفن کرتے ہوئے دل و دماغ میں عبرت پیدا ہوتی ہے مگر یوں قبرستان سے واپس آ کر کام کاج میں مصروف رہتے ہیں تو عبرت کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

☆ سخاوت کر کے کسی کو احسان جتلانا ایسا ہے جیسے درخت بو کر خود ہی کاٹ لینا ہے۔

☆ سر بلندی پر پہنچنے والے پانی کے بلبلے کی مانند ایک نہ ایک دن ضرور خاتمے پر پہنچ جاتے ہیں۔

☆ عاجزی انسان کو بام عروج تک پہنچانے میں بڑی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

☆ شباب ختم ہونے سے پہلے اس کی حفاظت کرتا کہ دیر تک اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

☆ دل کی آرزوں کو اعتدال کی حد میں رکھو ہمیشہ سکھ پاؤ گے۔

☆ جسمانی رعب اور وقار کا معیار خوبصورتی اور دانس مندی پر ہوتا ہے۔

☆ انسانی زندگی کی ناکامی کا دارومدار بے اصولی پر ہے۔

☆ زیادہ دولت کمالینا یا اقتدار حاصل کر لینا کامیابی نہیں بلکہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے مطابق زندگی گزارنا اصل کامیابی ہے۔

☆ امیر اور غریب کی دوستی دیرپا نہیں ہوتی۔

☆ تندرست اور بیمار کی مصاحبت زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی۔

☆ جوان اور بوڑھے کا یارانہ ایک نہ ایک دن ختم ہو جاتا ہے۔

☆ شریف اور شریر انسان زیادہ عرصہ ایک جگہ اکھٹے نہیں رہ سکتے۔

☆ ظالم اور عادل ایک دوسرے کے دوست تو بن جاتے ہیں مگر نبھا نہیں ہوتا۔

☆ جب کوئی دوسروں کی بھلائی کرے گا تو دوسرے بھی اس کی بھلائی چاہیں گے کیوں کہ انسانی فطرت ایسی ہی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا نیک بختی کی علامت ہے۔

☆ کفران نعمت رزق کی تنگی کا باعث بنتا ہے اس لیے کفران نعمت بدبختی کی دلیل

ہے۔

☆ آج کے دوست ہی کل کے دشمن بنتے ہیں اس لیے دوستی محدود رکھو تا کہ دشمن کم بنیں۔

☆ انسان تنہائی میں فرشتے سے برتر یا حیوان سے بدتر ہے اور یہ اس کے علم اور عقل پر مبنی ہے۔

☆ بے عمل عالم کی باتیں دل سے اسلام کی عظمت کو مدھم کر دیتی ہیں۔

☆ حاکم بے عدل دونوں جہان میں روسیاہ ہے۔

☆ تیز رفتار پیادہ ایک نہ ایک دن خود ہی کسی پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لیے اعتدال سے چلنا بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# اخلاقی نصیحتیں

اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو درست کرنے کے لیے داناؤں کی آزمائی ہوئی مندرجہ ذیل نصیحتوں پر ضرور عمل کرو۔

## غنیمت ہے

بڑھاپے سے پہلے جوانی بیماری سے تندرستی سے پہلے فراخی مشغولیت سے پہلے فرصت موت سے پہلے زندگی غنیمت ہے۔

## مت بھول

اپنے اللہ کو اپنی موت کو اپنے وعدے کو اپنے مقصد کو اپنے عزیز واقارب اپنے قرض اور اپنے ماں باپ کی وصیت کو مت بھول۔

## نہ دے

کسی کو غلط مشورہ نہ دے۔ اپنی بیوی کو طعنہ نہ دے، عورت کو زیادہ آزادی نہ دے۔ بغیر سوچے سمجھے جواب نہ دے مال کے بدلے میں عزت نہ دے۔ پڑوسی کو تکلیف نہ دے، دوسرے کی چیز بلا اجازت نہ دے۔ بلاوجہ کسی کو دکھ نہ دے۔

## ضرور کر

جوانی میں زیادہ عبادت ضرور کر خوشحالی میں ماں باپ کی خدمت ضرور کر، آئے مہمان

کی خدمت ضرور کر۔ مرنے سے پہلے صدقہ و خیرات ضرور کر۔ ہر بڑے کا ادب ضرور کر۔ سچے دوست کی تلاش ضرور کر۔ کامیابی حاصل کرنے کے لیے کوشش ضرور کر۔ رضائے الٰہی کی لیے تبلیغ ضرور کر۔ تندرستی میں سیر و سیاحت ضرور کر۔ ضرورت مندوں کی مدد ضرور کر۔ تلاش حق ضرور کر۔

## ہوتا ہے

زیادہ قسمیں کھانے والا جھوٹا ہوتا ہے ۔ زیادہ باتیں کرنے والا بیوقوف ہوتا ہے۔ چاپلوسی کرنے والا منافق ہوتا ہے۔ ہر دل عزیز حق بات نہ کہنے والا ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسنے والا مردہ دل ہوتا ہے۔ شیخی مارنے والا بے اعتبار ہوتا ہے۔ فریب دینے والا خطرناک ہوتا ہے۔ زیادہ میل ملاپ رکھنے والا مطلب پرست ہوتا ہے۔

## قبول کر

دوست کا تحفہ چاہے معمولی ہو قبول کر۔ بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے قبول کر۔ غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو قبول کر۔ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو قبول کر۔ اپنی غلطی چاہے ذلت آمیز ہو قبول کر۔ نیک بیوی کی چاہت چاہے بدصورت ہو قبول کر۔ نصیحت کی بات چاہے کڑوی ہو قبول کر۔

## آتی ہے

فضول خرچی سے غربت آتی ہے۔ بے ادبی سے بدنصیبی آتی ہے۔ محنت سے دولت آتی ہے۔ کفایت شعاری سے قناعت آتی ہے۔ عقلمندوں کی صحبت سے عقل آتی ہے۔ غیبت کرنے اور سننے سے بداعتمادی آتی ہے۔ مصیبت میں صبر کرنے سے راحت آتی

ہے۔کسی کا مال ناحق کھانے سے بربادی آتی ہے۔لوگوں کا دل دکھانے سے ذلت آتی ہے۔

## نہیں چلتی

جاہلوں کے سامنے عقلمندوں کی دلیل نہیں چلتی۔مالداروں میں غریب کی بات نہیں چلتی۔خیالات کی دنیا پر کسی کی حکومت نہیں چلتی۔ظالم کے سامنے محبت کی بات نہیں چلتی۔موت کے سامنے کوئی حکمت نہیں چلتی۔بدیانت اور جھگڑالو کی دکان نہیں چلتی۔تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی۔

## دور بھاگ

بری محفل سے دور بھاگ۔مقدے بازی سے دور بھاگ۔جھگڑے کی جگہ سے فوراً دور بھاگ۔فحش قصے اور کہانیوں سے دور بھاگ۔نشہ بازوں سے دور بھاگ۔دھوکہ بازوں سے دور بھاگ۔

## منتظر رہے

زیادہ کھانے والا بیماری کا منتظر رہے۔ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کا منتظر رہے۔دوسروں کو تکلیف دینے والا اللہ کے قہر کا منتظر رہے۔اوباش دوستوں والا اپنی بربادی کا منتظر رہے۔چغل خور ذلت کا منتظر رہے۔دوسروں کو دکھ دینے والا دکھ پہنچنے کا منتظر رہے۔والدین کا نافرمان اپنی اولاد سے نافرمانی کا منتظر رہے۔بلا سوچے سمجھے خرچ کرنے والا مفلسی کا منتظر رہے۔

# بہترین نیکی ہے

غلبہ رکھتے ہوئے معاف کردینا بہترین نیکی ہے۔ کسی غرض مند کی خفیہ مدد کردینا بہترین نیکی ہے۔ کمزور اور مظلوم کی حمایت کرنا بہترین نیکی ہے۔ جابر کے سامنے حق بات کہنا بہترین نیکی ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا بہترین نیکی ہے۔ ضرورت کے وقت قرض مانگنے والے کو قرض دینا بہترین نیکی ہے۔

# بیان مت کر

اپنی زبان سے اپنی خوبی بیان مت کر۔ حاسد کے سامنے اپنی آمدن بیان مت کر۔ خودغرض کے سامنے اپنی مصیبت بیان مت کر۔ کسی کے سامنے اپنی بے حیائی کا قصہ بیان مت کر۔ نقص زدہ کے سامنے اس کا نقص بیان مت کر۔ بیوی کے سامنے غیر عورت کی تعریف اور بلا تصدیق سنی سنائی بات بیان مت کر۔

# آزمایا جاتا ہے

بہادر مقابلے کے وقت، آزمایا جاتا ہے۔ برباد غصے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ دوست ضرورت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ امین غربت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ عورت فاقے کے وقت آزمایا جاتی ہے۔ مستقل مزاج مصیبت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔ حریف وعدے کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

# دوستی مت کر

بدکار اور مکار سے دوستی مت کر۔ غرض مند اور لالچی سے دوستی مت کر۔ دشمن کے دوست سے دوستی مت کر۔ جھوٹی گواہی دینے والے سے دوستی مت کر۔ بیوقوف

جاہل جس سے بچنے کی ہر کوئی تاکید کرے دوستی مت کر۔ جس سے ماں باپ منع کریں دوستی مت کر۔ اجنبی بخل کرنے والے سے دوستی مت کر۔

## دور رہے گا

بدخلق محبت سے دور رہے گا۔ بدمعاملہ عزت سے دور رہے گا۔ بے داب مراد سے دور رہے گا۔ لالچی سکون قلب سے دور رہے گا۔ بخیل سچے دوست سے دور رہے گا۔ آرام طلب ترقی سے دور رہے گا۔ دولت جمع کرنے والا خوشحالی سے دور رہے گا۔

## جلدی کر

مہمان کے آگے کھانا رکھنے میں جلدی کر۔ میت کی تجہیز و تکفین کرنے میں جلدی کر۔ جوان لڑکی کے نکاح کرنے میں جلدی کر۔ قرض ادا کرنے میں جلدی کر۔ توبہ استغفار کرنے میں۔

## میں ہے

پیٹ کی توبہ حرام مال نہ کھانے میں ہے۔ شرمگاہ کی توبہ حرام کاری سے بچنے میں ہے۔ ہاتھ پاؤں کی توبہ حرام جگہ نہ جانے میں ہے۔ آنکھ کی توبہ غیر محرم کو نہ دیکھنے میں ہے۔ کان کی توبہ بُری باتیں نہ سننے میں ہے۔ خدا کی دوستی نفس کی خواہشات ترک کرنے میں ہے۔ خدا کی دشمنی نفس کی خواہشات پوری کرنے میں ہے۔

## ظاہر مت کر

کسی کا عیب ظاہر مت کر۔ دل کا بھید ظاہر مت کر۔ دوسرے کا بات ظاہر مت کر۔ پوری طاقت ظاہر مت کر۔ سفر کی سمت ظاہر مت کر۔ اپنی تجارت کا فائدہ اور نقصان

ظاہر مت کر۔حد سے زیادہ ضرورت ظاہر مت کر۔

## بہتر ہے

بدکار آدمی کی صحبت سے نقصان اٹھالینا بہتر ہے۔جھگڑا مول لینے سے غم کا کھا لینا بہتر ہے۔ذلت کی زندگی سے غم کا کھالینا بہتر ہے۔بے موقعہ بولنے کی عادت سے گونگا ہوجانا بہتر ہے۔حرام کے مال کی مالداری سے مفلسی بہتر ہے۔خوف و ذلت کے حلوے سے آزادی کی خشک روٹی بہتر ہے۔دوسروں سے مانگنے کی بجائے فاقہ بہتر ہے۔

## شکست کھالے

علم کے اظہار میں استاد سے شکست کھالے۔زبان چلانے میں عورت سے شکست کھالے۔بڑی آواز میں گدھے سے شکست کھالے۔بحث کرنے میں جاہل سے شکست کھالے۔کھانے پینے میں ساتھی سے شکست کھالے۔مال خرچ کرنے میں شیخی خور سے شکست کھالے۔لڑائی کرنے میں بیوی سے شکست کھالے۔

## شکایت مت کر

لوگوں کے سامنے اپنی قسمت کی شکایت مت کر۔اولاد کے سامنے اپنے بڑوں کی شکایت مت کر۔ماں باپ اور استاد کی شکایت مت کر۔غیر کے سامنے اپنے دوست کی شکایت مت کر۔بیوی کے سامنے اس کے میکے والوں کی شکایت مت کر۔اپنا ذاتی مکان ہوتے ہوئے رہائش کی شکایت مت کر۔

## مت چلا

بڑوں کے سامنے زبان مت چلا۔ بات کرتے وقت ہاتھ مت چلا۔ یہ جانتے ہوئے کہ سکہ کھوٹا ہے مت چلا۔ محلّہ اور بازار میں تیز سواری مت چلا۔ اپنی جانب سے بری رسم مت چلا۔ دوسروں کے درمیان اپنی بات مت چلا۔ کسی کو غلط راستے پر مت چلا۔

## مت ٹھکرا

ماں باپ کی محبت۔ ملی ہوئی روزی مت ٹھکرا۔ کھانے پینے کی چیز مت ٹھکرا۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت مت ٹھکرا۔ بہن کی محبت مت ٹھکرا۔ اپنے خیر خواں کی بات مت ٹھکرا۔

## اچھی اور بُری خصلت

نہ کہے اور کردے یہ خصلت جواں مردوں کی ہے۔ کہے اور نہ کرے یہ خصلت منافقوں کی ہے۔ کہے اور کردے یہ خصلت سوداگروں کی ہے۔ نہ کہے اور نہ کرے یہ خصلت پست ہمتوں کی ہے۔ نہ کرے اور کسی کو کرنے دے یہ خصلت ذلیلوں کی ہے۔ تھوڑا کرے اور بہت احسان جتائے یہ خصلت کمینوں کی ہے۔ بہت کرے اور بھول جائے یہ خصلت عالی مرتبہ لوگوں کی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

# معلومات عامہ

☆ سلویٰ ایک دریائی پرندے کا نام ہے جس کا قد چھوٹے مرغ کے برابر ہوتا ہے۔ کھانے میں اس کا گوشت انتہائی مزیدار ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بادل کی گرج سُن کر مر جاتا ہے۔ اسے کھانے سے دل نرم ہو جاتا ہے۔ یہ پرندہ مصر اور حبشہ کے علاقے میں کھاری سمندر کے پاس زیادہ پایا جاتا ہے۔

☆ کوہ طور وہ مشہور پہاڑ ہے جو اردن میں واقع ہے اور اسی پہاڑ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملی۔

☆ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ روح کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی روحانیہ جو جگر میں رہتی ہے دوسری سلطانیہ جو دل میں رہتی ہے تیسری جو جسمانیہ جو گوشت، خون اور رگوں میں رہتی ہے۔

☆ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کے دس حصے کیے جن میں سے نو مردوں کو اور ایک حصہ عورتوں کو ملا اور ایسے ہی شہوت کے بھی دس حصے تھے جن میں سے نو عورتوں کو اور ایک حصہ مردوں کو ملا۔

☆ حضرت نور الدین عبدالرحمٰن جامی نے عربی اور فارسی میں ۵۴ کتابیں لکھی ہیں جو اُن کی عقل و فراست کا منہ بولتا شہ کار ہیں۔ جامی کے اعداد ۵۴ ہیں اور آپ کی کتب کی تعداد بھی ۵۴ ہے۔

☆ چالیس دن کے چلے کی حکمت یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دن خمیر کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے چالیس صبحتیں اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کر دیں حکمت کے چشمے اس کے دل اس کی

زبان سے بہہ نکلیں گے۔

☆ یثرب ایک بت کا نام تھا۔ یثرب کے معنی فساد اور ہلاکت کے ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک بار یثرب کہنے والے کو دس بار مدینہ کہنا چاہئے۔

☆ سلطان قائت بائی نے روضہ اقدس کے اوپر تیسرا گنبد نیلگوں رنگ کا بنوایا تھا۔ ۱۲۳۳ھ میں ترکی کے سلطان محمود بن عبدالمجید خان ثانی نے از سر نو تعمیر کرا کے ۱۲۵۵ھ میں سبز رنگ چڑھایا۔ یہی گنبد خضریٰ آج بھی موجود ہے اور دنیا بھر کے سُنی مسلمانوں کے دل کی دھڑکن ہے۔

☆ حجرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف جالی سلطان قائت بائی نے ۸۷۹ھ میں نصب کرائی تھی۔

☆ پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جن پر تہرے حق ثابت ہیں۔ حق جوار، حق قرابت اور حق اسلام۔ دوسرے وہ جن پر دوہرے حق ثابت ہیں۔ حق جوار اور حق اسلام۔ تیسرے وہ جن پر ایک ہی حق ثابت ہے یعنی حق جوار اور یہ وہ پڑوسی ہے جو مشرک کتابی ہو۔

☆ صفا کو اس لیے صفا کہتے ہیں کہ وہاں حضرت آدم صفی اللہ نے قیام فرمایا تھا یعنی صفی کی جائے قیام اور مروہ پر امراۃ یعنی حضرت حوا علیہ السلام نے قیام کیا تھا گویا کہ مروہ دراصل مراۃ یعنی کہ عورت کے قیام کرنے کی جگہ۔

☆ مسجد حرام میں یعنی کعبۃ اللہ کے پاس نیکی کا ثواب ایک لاکھ کے برابر ہے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نیکی کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے اور بیت المقدس کے پاس نیکی کا ثواب پانچ ہزار کے برابر ہے۔

☆ قربانی کی سنت ابراہیمی پر ۲ھ میں مدینہ منورہ میں عمل ہونا شروع ہوا۔

☆ مزدلفہ کا دوسرا نام جمع بھی ہے اس کا سبب ایک تو یہی ہے کہ لوگ دنیا

جہاں سے آ کر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ اسلام اور حضرت حوا علیہ السلام نے یہاں آ کر اکٹھے رات گزاری تھی۔

☆ مسجد نبوی میں پہلی آتشزدگی ۶۵۴ھ میں ہوئی جس میں منبر نبوی جل گیا۔

☆ روم کے بادشاہ کا قیصر کہلانا ہرقل بادشاہ سے شروع ہوا۔

☆ قیصر کے معنی چیرنے کے ہیں چونکہ اس کی پیدائش کے وقت اس کی ماں دردِ زہ سے مر گئی تھی اور اس کو ماں کا پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا اس لیے اس کو قیصر کہا گیا تھا۔

☆ ہرقل نے دینار ایجاد کیا اور گرجا گھر بھی بنوایا۔

☆ چار باتیں شقاوت میں داخل ہیں آنکھ سے آنسو نہ بہنا، سخت دل ہونا، بڑی بڑی امیدیں رکھنا اور دنیا کی محبت میں محو رہنا۔

☆ توبہ کی تین شرطیں ہیں۔ پہلی گناہ چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا، دوسری گناہوں پر ندامت کرنا اور تیسری گناہوں کو ہمیشہ کے لیے ترک کر دینا۔

☆ اُمت محمدیہ میں شیطان کے رفیق یہ ہیں۔ ظالم بادشاہ، متکبر مالدار، خیانت کرنے والا تاجر، شرابی، چغلخور، ریاکار اور زکوٰۃ نہ دینے والا۔

☆ استقامت کی تین قسمیں ہیں استقامت زبانی۔ کلمہ شہادت کی ملامت اور اور استقامت دلی۔ صدق ارادت اور استقامت بالنفس طاعات وعبادت کی مواضبت کا نام ہے۔

☆ جس شخص میں پانچ خصلتیں ہوں وہ افضل مسلمان ہے۔ پہلی عبادت الٰہی کا پابند ہونا۔ دوسری ہر کام میں مخلص ہونا۔ تیسری لوگوں کو شر نہ پہچانا۔ چوتھی مخلوق کے مال ودولت سے اپنی امید کو منقطع کر کے رکھنا اور پانچویں موت کو ہر وقت یاد رکھنا۔

☆ جس کو دعا کی توفیق ملی وہ قبولیت سے محروم نہیں رہتا اور جس کو استغفار کی توفیق ملی وہ مغفرت سے محروم نہیں رہتا۔ جس کو شکر کی توفیق ملی وہ رحمت سے محروم نہیں رہتا۔ جس کو توبہ کی توفیق ملی وہ اجابت سے محروم نہیں رہتا۔

☆ شعبان میں پانچ حروف ہیں ہر حرف کے مقابلے میں مومن کو ایک عطیہ عطا کیا جاتا ہے۔ شین سے شرف وشفاعت، عین سے عزت وکرامت، با سے بر، الف سے الفت اور نون سے نور۔

☆ فرشتوں کے کعبہ کو بیت المعمور کہا جاتا ہے۔ جس کے ایک جانب چاندی کا ایک سفید مینارہ ہے، جس کا طول پانچ سو برس کی راہ ہے۔ جمعہ کے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اس مینار پر چڑھ کر اذان دیتے ہیں، حضرت اسرافیل علیہ السلام منبر پر چڑھ کر خطبہ دیتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام امام بنتے ہیں اور دوسرے فرشتے مقتدی۔ بعد فراغت نماز حضرت جبرائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اس اذان کا ثواب حاصل ہوا میں نے اُمت محمدیہ کے مؤذن کو بخشا، حضرت اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے خطبہ کا ثواب روئے زمین کے خطیبوں کو دیا۔ حضرت میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے امامت کا اجر جمعہ کے اماموں کو ہبہ کیا اور دیگر ملائکہ کہتے ہیں کہ ہم نے جماعت کا ثواب ان لوگوں کے نام کر دیا جو امام کے پیچھے جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو کیا تم ہمارے سامنے اپنی سخاوت کا اظہار کرنا چاہتے ہو۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم آج میں نے ان تمام نمازیوں کو بخش دیا جو میرا ارشاد بجالانے اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے کی نیت سے جمعہ ادا کر چکے ہیں۔

☆ کوفہ وہ مبارک شہر ہے جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۱۷ھ میں فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بسایا تھا۔

☆ اُمت محمدیہ میں شیطان کے دشمن پندرہ ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، عادل باشاہ، متواضع مالدار، سچا تاجر، نمازی عالم، ناصح مسلمان، رحم دل مومن، توبہ پر قائم رہنے والا، حرام سے بچنے والا، پاک باز مومن، صدقہ دینے والا مسلمان، نیک اخلاق ایمان والا، نفع دینے والا مسلمان، حافظ قرآن اور شب بیدار عابد۔

☆ اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاۃ قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ ہوئے، یہ ہارون الرشید کا زمانہ تھا۔

☆ تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ غافل، عاقل، کامل۔ غافل وہ ہوتا ہے کہ جو گناہوں پر خوش اور نیکی پر مغموم ہو، جیسے کفار یا فاسق لوگ۔ عاقل وہ جو نیکی کو اچھا اور اپنی عقل سے گناہ کو برا سمجھیں مگر عملاً بے پروہ ہوں۔ کامل وہ ہے جس کے قلب کا رنگ بدل گیا ہو۔ نیکی پر ایسا خوش ہو جیسے بادشاہت مل گئی ہو، گناہ پر ایسا غمگین ہو جیسے اولاد تباہ ہو گئی ہو۔

☆ ہر عاقل بالغ انسان کے ساتھ وسوسہ دلانے کے لیے ایک شیطان اور الہام کے لیے ایک فرشتہ ہر وقت رہتا ہے۔ جب کوئی انسان کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے جسے فارسی میں ہمزاد اور عربی میں وسوسہ کہتے ہیں۔

☆ سترہ گناہ کبیرہ بہت سخت ہیں۔ چار دل کے (۱) شرک و کفر (۲) گناہ پر اڑنے کی نیت (۳) اللہ کی رحمت سے مایوسی (۴) عذاب پر امن۔

☆ چار زبان میں (۱) جھوٹی گواہی (۲) پاک دامنوں پر تہمت (۳) جھوٹی قسم اور (۴) جادو

☆ تین پیٹ کے (۱) یتیم کا مال کھانا (۲) سود کھانا (۳) شراب پینا۔

☆ دو شرم گاہ کے (۱) زنا اور (۲) لواطت۔

☆ دو ہاتھ کے (۱) چوری اور (۲) ناحق قتل۔

☆ ایک پاؤں کا یعنی میدان جہاد سے بھاگنا۔

☆ ایک سارے بدن کا یعنی والدین کی نافرمانی۔

☆ ایک زنا بہت چھوٹے زناؤں کا مجموعہ ہے۔ ہر عضو کا زنا علاحدہ ہے۔ زانی بوقت زنا آنکھ، کان، ہاتھ پاؤں، شرم گاہ سب ہی کا زنا کرتا ہے اس لیے سنگ سار کیا جاتا ہے۔ صرف خصی نہیں کیا جاتا۔

☆بغداد شہر کی تعمیر عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے کروائی۔تعمیری کام میں دس ہزار مزدور کام کرتے تھے۔اس شہر کی فصیل میں جو اینٹیں استعمال کی گئیں ان میں ہر اینٹ ایک ہات چوڑی اور اور ایک ہات لمبی ہوتی تھی اور وزن ۱۱۷ رطل ہوتا تھا

☆حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ رمضان میں امامت فرماتے تو ایک رات آپ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرات پڑھتے، دوسری رات حضرت زید بن ثابت کی اور تیسری رات کسی اور صحابی کی اسی طرح پورے رمضان ہر رات نئی قرات ہوتی تھی۔

☆حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ انسان دو سے مرکب ہے یعنی جسم اور روح پس علم بھی دو ہیں ایک علم طب اور دوسرا علم دین۔آپ فرماتے تھے کہ دنیا میں انسان کامل ان چار باتوں سے ہوتا ہے۔دیانت، امانت، حفاظت اور چشم پوشی۔نیز فرماتے تھے کہ انسانیت کے لیے چار شرطیں ہیں۔حسن اخلاق، فیاضی، تواضع اور شکر۔حضرت امام کا ارشاد ہے کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ان پانچ باتوں سے ہے۔دل غنی ہو، ایذا رسانی سے بچتا رہے، حلال کی روزی حاصل ہو، پرہیز گار ہو اور ہر حالت میں صرف خدا پر بھروسہ ہو۔آپ ہی کا کہنا ہے کہ علماء کی زینت پرہیز گاری ہے اور ان کا زیور حسن اخلاق ہے اور نیک دلی اُن کا حسن ہے۔اور فرمایا کہ تین کام بڑے مشکل ہیں تنگی میں سخاوت، خلوت میں تقویٰ اور جہاں سے امید لگی ہو یا کچھ خوف ہو وہاں سچ سچ بات کہنا۔آپ نے فرمایا کہ احمق شخص اپنے اہل مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب والوں کی عزت چاہتا ہے حالانکہ یہ ناممکن ہے۔

☆حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو پہلی صدی کا مجدد کہا جاتا ہے۔

☆کہا جاتا ہے کہ علم کے تین حروف ہیں، عین علیین سے، لام لطف الٰہی سے اور میم ملک یعنی بادشاہی سے مشتق ہے۔عین کی عین عالم کو علیین سے برتر مقام پر پہنچا دیتی ہے۔لام لطیف بنا دیتا ہے اور میم مخلوق کا مالک بنا دیتی ہے۔

☆سود کھانے والے اور سود کھلانے والے اور اس قسم کا ہر حساب کتاب لکھنے

والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

☆ ابوجہل کا اصلی نام عمرو بن ہشام تھا لوگ اس کی دانائی اور حکمت کی وجہ سے اسے ابوالحکم کہہ کر بلاتے تھے۔ توحید اور دین اسلام کے خلاف جہلوں کی سی باتیں کرنے کی وجہ سے وہ ابوجہل مشہور ہو گیا۔

☆ حضرت شیخ اکبر محی الدین اکبر ابن عربی فرماتے ہیں قطب عالم یعنی زمانے کا روحانی بادشاہ مرکز کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا دایاں وزیر عالم ارواح کی حفاظت کرتا ہے اور اس کا بایاں وزیر عالم اجسام کی حفاظت کرتا ہے اور چاروں اوتاد مشرق، مغرب، جنوب اور شمال کے محافظ ہیں اور سات ابدال سات ولایتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

☆ کسی بزرگ نے شیطان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کس طرح بہکاتے ہو تو وہ بولا کہ تین ذریعوں سے۔ بخل، غصہ اور نشہ میں، بخل اور غصہ آنے والوں کو ایسے گھماتا ہوں جیسے بچے گیند کو اور نشے والے آدمی کو ایسے ہانکتا ہوں جیسے چرواہا بکریوں کو

☆ آدمیوں پر سات چیزیں گواہ ہیں ایک فرشتے، دوسری زمین، تیسرا زمانہ، چوتھی زبان، پانچویں بات پاؤں وغیرہ، چھٹے کراماً کاتبین اور ساتویں دفتر الٰہی۔

☆ گیارہ باتیں سعادت کی علامت ہیں۔ ایک آدمی تارک الدنیا اور مشتاق آخرت ہو، دوسری عبادت الٰہی اور تلاوت قرآن مجید میں زیادہ مصروف رہے۔ تیسری غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرے، چوتھی پنجوقتہ نمازوں کی پابندی کرے پانچویں شبہ کی چیز تھوڑی ہو یا زیادہ سب سے پرہیز رکھے، چھٹی صالحین کی صحبت اختیار کرے ساتویں متواضع رہے اور تکبر سے دور رہے، آٹھویں سخی اور اہل کرم ہو، نویں خلق خدا پر رحم کرتا رہے، دسویں خلقت کو نفع پہنچائے اور گیارویں موت کو بکثرت یاد کرے۔

# اخلاقی اشعار

☆ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
☆ جتنا اُسے دبائیں اتنا ہی یہ اُبھرے گا

☆☆☆☆☆

☆ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
☆ خدا بندے سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

☆☆☆☆☆

☆ رات دن زیرِ زمین لوگ چلے جاتے ہیں
☆ نہیں معلوم تہہ خاک تماشہ کیا ہے؟

☆ کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے لئے ہو
☆ خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچالے

☆☆☆☆☆

☆ میں کس کے ہاتھ پہ اپنا لہو تلاش کروں
☆ تمام شہر نے پہنے ہوئے ہیں دستانے

☆☆☆☆☆

☆ قربان جو نہ قوم پہ وہ زندگی نہیں
☆ جس کو وطن عزیز نہیں وہ آدمی نہیں

☆☆☆☆☆

☆ انداز بیاں گر چہ بہت شوخ نہیں ہے
☆ شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

☆☆☆☆☆

☆ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
☆ ورنہ اطاعت کے لیے کچھ کم نہ تھیں کرو بیاں

☆☆☆☆☆

☆ ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
☆ رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

☆☆☆☆☆

☆ تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
☆ یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کے لیے

☆☆☆☆☆

☆ جو کرنی ہے جہانگیری محمدؐ کی غلامی کر
☆ عرب کا تاج سر پہ رکھ خداوند عجم ہو جا

☆☆☆☆☆

☆ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
☆ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

☆☆☆☆☆

☆ موت سے ہے ڈرنا کیا شہادت ہے مشن اپنا
☆ پہاڑوں میں دفن ہوں گے برف ہوگی کفن اپنا

☆☆☆☆☆

☆ پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
☆ مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

☆☆☆☆☆

☆ یقین افراد کا سرمایہ تعمیر ملت ہے
☆ یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

☆☆☆☆☆

☆ بے معجزہ دنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں
☆ جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

☆☆☆☆☆

☆ وہ سجدہ روئے زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
☆ اسی کو آج ترستے ہیں سبزہ و محراب

☆☆☆☆☆

☆ اسلام کو اب ایسے مسلماں ہیں درکار
☆ اک ہاتھ میں قرآن ہو ایک ہاتھ میں تلوار

☆☆☆☆☆

☆ ہمیشہ عزم والے توڑتے ہیں زنجیریں
☆ قفس میں رہنے والو بے بسی سے کچھ نہیں ہوتا

☆☆☆☆☆

☆ اندھیرے ہی اُجالوں کو جنم دیتے ہیں
☆ رات کی آغوش میں پلتی ہے سحر کی دلہن

☆☆☆☆☆

☆ کھیتوں کو دے لو پانی اب بہہ رہی ہے گنگا
☆ کچھ کر لو نوجوانوں اُٹھتی جوانیاں ہیں

☆☆☆☆☆

☆ کچھ نہ کہنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزازِ سخن
☆ ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

☆☆☆☆☆

☆ فرشتوں سے بہتر ہے انسان بننا
☆ مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

☆☆☆☆☆

☆ ہمت ہے تو پیدا کر فردوس بریں اپنا
☆ مانگی ہوئی جنت سے ہے دوزخ کا عذاب اچھا

☆☆☆☆☆

☆ مرنا تو اس جہاں میں کوئی حادثہ نہیں
☆ اس دور ناگوار میں جینا کمال ہے

☆☆☆☆☆

☆ ہمیں پیش نظر جہد مسلسل کے گلستاں
☆ تاریک فضا میں ابھی کرنا ہے چراغاں

☆☆☆☆☆

☆ دنیا میں قتیل اس سا منافق نہیں کوئی
☆ جو ظلم تو سہتا ہے بغاوت نہیں کرتا

☆☆☆☆☆

☆ منزل سے بھی آگے راہیں ہیں درخشاں
☆ کرنی ہیں ابھی ہم کو نئی شمعیں فروزاں

☆☆☆☆☆

☆ نہ کر شکوہ مقدر پہ تقدیر آزماتا جا
☆ نہ ڈر منزل کی دوری سے قدم آگے بڑھاتا جا

☆☆☆☆☆

☆ بس یہی دوڑ ہے اس دور کے انسانوں کی
☆ تیری دیوار سے اُنچی میری دیوار بنے

☆☆☆☆☆

☆ شمع بن کر بزم ہستی میں بسر کر زندگی
☆ تا کہ تیرے سوز سے سارے جہاں میں نور ہو

☆☆☆☆☆

☆ نادان ہوں، نادان ہوں، نادان ہوں، کتنا
☆ دنیا سے وفاؤں کا صلہ مانگ رہا ہوں

☆☆☆☆☆

☆ وہ قدم نہیں لائق ہنگامہ فردا
☆ جس قدم کی تقدیر میں امروز نہیں

☆☆☆☆☆

☆ شاہین کبھی پرواز سے تھک کر نہیں گرتا
☆ مردان سحر خیز کی ہوتی ہی نہیں شام

☆☆☆☆☆

☆ وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
☆ اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

☆☆☆☆☆

☆ خدا کو بھول گئے لوگ فکر روزی میں
☆ خیال رزق ہے رزاق کا کچھ خیال نہیں

☆☆☆☆☆

☆ سو بار بھی کاٹ کے نیزے پہ چڑھا دیں
☆ مومن کبھی غیروں کی اطاعت نہ کرے گا

☆☆☆☆☆

☆ دو نام فقط ہیں دنیا میں اک ساقی کا اک یزداں کا
☆ اک نام پریشاں کرتا ہے اک سہارا دیتا ہے

☆☆☆☆☆

☆ میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
☆ ہمسفر ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

☆☆☆☆☆

☆ مراد زندگی مقتل میں آنے ہی سے ملتی ہے
☆ حیات دائمی گردن کٹانے ہی سے ملتی ہے

☆☆☆☆☆

☆ سبق پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
☆ لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☆☆☆☆☆

☆ ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
☆ طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

☆☆☆☆☆

☆ ایسا رہا کرو کہ کریں لوگ آرزو
☆ ایسا چلن چلو کہ زمانہ مثال دے

☆☆☆☆☆

☆ ثابت قدم رہو گے تو منزل جلد پاؤ گے
☆ ڈگمگاتے ہوئے قدم کبھی منزل نہیں پاتے

☆☆☆☆☆

☆ ہر سانس ہر پل ہر قدم اللہ اللہ ہی کر
☆ سب ڈر نکال دے دل سے اللہ اللہ ہی کر

☆☆☆☆☆

☆ تم روشنی صبح سے مایوس نہ ہونا
☆ ہم نکتہ انجام ہیں اس تیرہ شبی کے

☆☆☆☆☆

☆ ہم نے کانٹوں کو بھی نرمی سے چوما ہے اکثر
☆ لوگ بے درد ہیں پھول کو مسل دیتے ہیں

☆☆☆☆☆

☆ کیوں منہ پہ لگاتے ہیں دھبے خضاب کے
☆ پیری نہ رنگ لائے گی عہد شباب کے

☆☆☆☆☆

☆ غافل یہاں کے لذت و آرام پر نہ جا
☆ دنیا میں ہائے ہائے بہت ہے مزے کے بعد

☆☆☆☆☆

☆ کہنے کے واسطے ہیں بہت یار آشنا
☆ لاکھوں میں ہاں نکلتے ہیں دو چار آشنا

☆☆☆☆☆

☆ انسان کے قول و فعل میں اس درجہ اختلاف
☆ منبر پناہ مانگ رہا ہے خطیب سے

☆☆☆☆☆

☆ زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
☆ ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

☆☆☆☆☆

☆ میں سمجھا تھا مسلماں یہاں کم رہتے ہیں مگر
☆ عید کے دن مسلماں ہی مسلماں نکلے

☆☆☆☆☆

☆ حق کا ملنا تو بہت آسان ہے
☆ آدمی البتہ مشکل سے ملا

☆☆☆☆☆

☆ گھر کونسا بسا کہ جو ویراں نہ ہو گیا
☆ گل کون سا ہنسا کہ پریشاں نہ ہو گیا

☆☆☆☆☆

☆ افسوس عمر کٹ گئی رنج و ملال میں
☆ دیکھا نہ خواب میں بھی جو کچھ تھا خیال میں

☆☆☆☆☆

☆ رنج کیا ہیں ایک جان کے ساتھ
☆ زندگی موت ہے حیات نہیں

☆☆☆☆☆

☆ دنیا سے کبھی ہاتھ اُٹھایا نہیں جاتا
☆ دامن کو چھوڑاتا ہوں چھڑایا نہیں جاتا

☆☆☆☆☆

☆ درد کچھ معلوم ہے یہ سب لوگ
☆ کس طرف سے آئے تھے کدھر چلے گئے

☆☆☆☆☆

☆ دونوں جہاں کو روشن کرتا ہے نور تیرا
☆ اعیان میں مظاہر میں ظاہر ظہور تیرا

☆☆☆☆☆

☆ حیران آئینہ دار ہیں ہم
☆ کس سے یا رب دو چار ہیں ہم

☆☆☆☆☆

☆ ہر آن ہے یہ واردات دل پر
☆ آتا ہے یہ قافلہ کہاں سے

☆☆☆☆☆

☆ نہ رونا ہے طریقے کا نہ ہنسنا ہے سلیقے کا
☆ پریشانی میں کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

☆☆☆☆☆

☆ یہ جلوہ گاہ تیرا کیا غیب کیا شہادت
☆ یہاں بھی شہود تیرا واں بھی شہود تیرا

☆☆☆☆☆

☆ وہ امید کیا جس کی ہو انتہا
☆ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا

☆☆☆☆☆

☆ کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں
☆ مجھے کہتا ہے کچھ اپنی زباں میں

☆☆☆☆☆

☆ وقت پیری آگیا اکبر جوانی ہو چکی
☆ سانس لینا رہ گیا اب زندگانی ہو چکی

☆☆☆☆☆

☆ باہر نہ ہو سکی توقیر خودی سے اپنی
☆ اے عقل بے حقیقت دیکھا شعور تیرا

☆☆☆☆☆

☆ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
☆ خدا بندے سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

☆☆☆☆☆

☆ تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
☆ نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

☆☆☆☆☆

☆ آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
☆ سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆☆☆

☆ تکلیف علامت ہے بے گانگی کی
☆ نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

☆☆☆☆☆

☆ ہوا کچھ اور ہی عالم میں چلتی جاتی ہے
☆ بندگی عیب کی صورت میں بدلتی جاتی ہے

☆☆☆☆☆

☆ افسوس کہ غفلت میں کٹا عہد جوانی
☆ تھا آب بقا گھر میں مگر ہم نے نہ جانا

☆☆☆☆☆

☆ بنتے ہیں یاروں کے ناصح تاکہ ہو
☆ عیب ان کا ظاہر اور اپنا ہنر

☆☆☆☆☆

☆ ہوا رُکتے رُکتے دم آخر فنا
☆ مرض بڑھتے بڑھتے دوا ہو گیا

☆☆☆☆☆

☆ موت سے قبل زندگی کیسی
☆ جی رہا ہوں ابھی خوشی کیسی

☆☆☆☆☆

☆ مقام کوچ کیا ہے منزل مقصود تک بھولے
☆ قیامت تھا سرائے دہر میں دو دن ٹھہر جانا

☆☆☆☆☆

☆ آدمیت کو فقط جوہر انساں جانا
☆ جس میں اخلاق نہ پائے اسے حیواں جانا

☆☆☆☆☆

☆ آہ جو دل سے نکالی جائے گی
☆ کیا سمجھتے ہو کہ خالی جائے گی

☆☆☆☆☆

☆ زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا
☆ ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا

☆☆☆☆☆

☆ آدمی وہ ہے جو انجام نہ بھولے اپنا
☆ گور کی فکر ہو تعمیر مکاں سے پہلے

☆☆☆☆☆

☆ تباہی پر لازم یاد حق اہل توکل کو
☆ خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفاں میں

☆☆☆☆☆

☆ ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
☆ پہلے اپنے پیکر خاکی میں جاں پیدا کرے

☆☆☆☆☆

☆ کن حسرتوں سے چھوڑ کے ہم یہ جہاں چلے
☆ آئے تو بے سبک تھے پر کتنے گراں چلے

☆☆☆☆☆

☆ ہو سکتا نہیں کبھی ہموار دنیا کا نشیب
☆ اس گڑھے کو اپنی ہی مٹی سے بھرنا چاہئے

☆☆☆☆☆

☆ مرنے کی مانگتے ہیں دعائیں خدا سے ہم
☆ تنگ آگئی ہے ہم سے دعا اور دعا سے ہم

☆☆☆☆☆

☆ کہنے کو یوں جہاں میں ہزار ہیں یار دوست
☆ مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

☆☆☆☆☆

☆ قبر میں جاتے ہیں شاید رنج سے راحت ملے
☆ اس زمیں سے دور کچھ تو آساں ہو جائے گا

☆☆☆☆☆

☆ نہ ملیں لوگوں سے زندگی دشوار
☆ اگر ملو تو نتیجہ ملال ہوتا ہے

☆☆☆☆☆

☆ اس قدر اہل جہاں کو ہے محبت زر سے
☆ پیٹ میں مارتے ہوتا، جو سونے کا خنجر

☆☆☆☆☆

☆ زندگی میں میں نے نہ پھل پایا
☆ ہو میرے سر مزار درخت

☆☆☆☆☆

☆ شیطان کو ہے سوجھتی ہر دم نئی نئی
☆ گو ہے سیاہ کار پر روشن دماغ

☆☆☆☆☆

☆ بہت پسند ہے مجھ کو خاموشی و عزلت
☆ دل اپنا ہوتا ہے خیال اپنا ہوتا ہے

☆☆☆☆☆

☆ دل ہی نہیں مرا کسی مطلب سے آشنا
☆ حرف دعا ہوں کیوں کر مرے لب سے آشنا

☆☆☆☆☆

☆ شب غم کی سحر نہیں ہوتی
☆ ہو بھی تو میرے گھر نہیں ہوتی

☆☆☆☆☆

☆ جو ہیں اہل کرم شرمندہ ہوئے ہیں وہ سائل سے
☆ جھکاتا ہے سر پر شیشہ اپنی گردن کو

☆☆☆☆☆

☆ یہ ہے زندگی تو زندگی سے خودکشی اچھی
☆ کہ انسان عالم انسانیت پر بار ہو جائے

☆☆☆☆☆

☆ چڑیوں کی طرح دانوں پر گرتا ہے کس لیے
☆ پرواز رکھ بلند کہ بن جائے تو عقاب

☆☆☆☆☆

☆ خدا کرے شاہین کے حسن کو زوال نہ ہو
☆ میں چاہتا ہوں کہ ساری عمر تجھے یونہی دیکھوں

☆☆☆☆☆

☆ ہمیں یقیں ہے کہ ہم ہیں چراغ آخر شب
☆ ہمارے بعد اندھیرا نہیں اُجالا ہے

☆☆☆☆☆

☆ مصائب میں اُلجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے
☆ مجھے ناکامیوں پر اشک بہانا نہیں آتا

☆☆☆☆☆

☆ ہو گئے لوگ اپاہج یہ کہتے کہتے
☆ ابھی چلتے ہیں ذرا راہ تو ہموار بنے

☆☆☆☆☆

☆ اُلجھاؤ گے کب تک علامتوں کے پھیروں میں
☆ رکھو گے کب تک قوم کو اندھیروں میں

☆☆☆☆☆

QU

l-A AM CAMP

Cal

☆ ... س نہ نوری ہے نہ نار

☆ ...

☆ تمنا درد دل کی ہو ... ت فقیروں کی

☆ نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں ... ینوں میں

☆☆☆☆☆

☆ میں نے مہتاب کی کرنوں سے ... ھا جسے

☆ دھوپ اُوڑھے ہوئے پھرتا ہے وہ بازاروں میں

☆☆☆☆☆

☆ تجھے اقبال سے اُلفت ہے تو تلوار اُٹھا

☆ قبر پہ پھول چڑھانا کوئی بات نہیں

☆☆☆☆☆

☆ کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

☆ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم بھی تیرے ہیں

☆☆☆☆☆

☆ خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں

☆ میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

☆☆☆☆☆

☆ جو اہل دنیا کا رُخ کرو گے تو سکون خاطر کوئی نہ ہوگا

☆ شریک عظمت ہزار ہوں گے، شریک عبرت کوئی نہ ہوگا

☆☆☆☆☆

# اسلامی اخلاق

عالم فقری